مرأۃ مداری

مؤلف

شیخ عبدالرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ

مترجم

ادیب شہیر علامہ محمد صفی اللہ شمیم القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرآۃ مداری

مولف

شیخ عبدالرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ

مترجم

ادیب شہیر علامہ محمد صفی اللہ شمیم القادری

ناشر

المجمع المداری

موضع جھہراؤں۔ پوسٹ سواڈانڑ۔ ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

موبائل نمبر: 9792176276,9956829364

نام کتاب : مرأۃ مداری

نام مصنف : شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ

نام مترجم : ادیب شہیر مولانا صفی اللہ شمیم القادری

سن اشاعت : ماہ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق جنوری 2011ء

تعداد : 1000

مطبع : شرے آفسیٹ پریس۔ کانپور

کمپیوٹر کمپوزنگ : یاوروارثی۔ عبدالرسول سبحانی بانسی

سرورق : یاوروارثی

پروف ریڈنگ : مولانا سمیع حیدر علوی مداری

قیمت : 75/ روپے

ناشر : المجمع المداری۔ موضع جھمراؤں۔ سدھارتھ نگر (یوپی)

کتاب ملنے کے پتے

۱۔ مدار بک ڈپو۔ مکن پور شریف (ضلع کانپور)

۲۔ حویلی سجادگی۔ مکن پور شریف

۳۔ خانقاہ مداریہ۔ کرلا۔ ممبئی

۴۔ خانقاہ مداریہ۔ پنہار۔ ضلع گوالیار

۵۔ جامعہ ضیاء الاسلام۔ جھمراؤں۔ سدھارتھ نگر

۶۔ انجمن آل انڈیا سنی زندہ شاہ مدار ویلفیئر۔ کرلا۔ ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم

تاثر

استاذ الشعراء عمدۃ المدرسین

حضرت علامہ خواجہ سید مصباح المراد مداری مکن پور شریف

بزرگوں سے یہ بات سنتا چلا آرہا ہوں کہ سرکار سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار کے حالات وکوائف پر ایک کتاب ہے جس کا نام مرأۃ مداری ہے اس کا اصل نسخہ جو حقیقتوں پر مبنی ہے گم ہو چکا ہے بعد میں کچھ مدار دشمن اور خاص طور پر اہلبیت دشمن عناصر نے اس کو محرف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس حقیقت سے اس وقت میں بالکل آگاہ ہو گیا جب مرأۃ مداری کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اس کتاب کو دیکھ کر اپنے بزرگوں کی سچائی کے میں گن گانے لگا اور کیوں نہ گاؤں قرآن نے ان کو صادقین سے تعبیر کیا ہے۔ مرأۃ مداری میں واقعی جو عبارتیں الحاقی ہیں وہ ہر انشاء پرداز اور ادب سے تھوڑا سا بھی لگاؤ رکھنے والا بداہتہً سمجھ سکتا ہے اس حقیقت کی تحقیق اور محاسبہ کے لئے جن حضرات نے کدوکاوش کی ہے ان میں سرفہرست ایک نام ہے حضرت علامہ مولانا قیصر رضا شاہ صاحب مداری کا جنہوں نے واقعی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نشرواشاعت اور خدمت کا پرخلوص جذبہ رکھ کے کام کیا ہے اس کتاب کے وجود کو ظاہر کرنے میں موصوف نے اپنے دن رات ایک کئے اور حصول سعادت کی ڈھن میں برابر لگے رہے اور اپنے استاذ گرامی حضرت علامہ مولانا صفی اللہ صاحب سے اس کا اردو ترجمہ کرایا۔ مترجم نے پوری علمی دیانتداری کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا۔ اللہ پاک ان کو دارین کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔ اس کتاب کی

اشاعت کا مقصد سرکار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی سیادت کو ثابت کرنا ہرگز نہیں بلکہ وہ محرفین جنہوں نے اس کتاب میں تحریف کی ہے اور عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ کی روح پر الزام لگایا ہے ان کی مدار دشمنی اور سادات دشمنی سے پردہ ہٹانا مقصود ہے۔ حویلی سجادگی میں بیٹھ کر اس تحریک کو بام تکمیل پر پہونچانے والا حقیقت جو عالم جس کو مولانا قیصر رضا کہتے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ موصوف کو اللہ پاک اہلبیت پاک کے صدقے میں روز افزوں ترقیاں عطا فرمائے اور سلسلۂ مداریہ کے دشمنوں سے ہر طرح نپٹنے کی ہمت عطا کرے۔
آمین

خواجہ سید مصباح المراد
۱۲؍ جنوری ۲۰۱۱ء

دو لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از

صدر المشائخ سرگروہ سلسلہ مداریہ شہنشاہ ملنگان حضرت مولانا الحاج
سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری موروثی سجادہ نشین وتخت نشین خانقاہ مداریہ،
مکن پور شریف (ضلع کانپور)

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا محمد ن المصطفیٰ سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین خصوصاً علی سیدنا مدار العلمین وخلفائہ اجمعین ۔ وبعد!

یہ فقیر مداری ارغونی ایک عرصہ سے کتاب بنام مراۃ مداری کا نام سنتا رہا ہے اور سرکار سرکاراں شہنشاہ ولایت سلطان الاولیاء حضور پُر نور سید بدیع الدین مدار العلمین رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے احوال وکوائف پر مشتمل کتب سیر میں اس کے حوالہ جات بھی دیکھتا رہا ہے۔ چند ماہ ہوئے سننے میں آیا کہ مراۃ مداری بہرائچ شریف سے طبع ہونے والی ہے ۔خیال آیا کہ مراۃ مداری جیسا کہ اس کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی بعض عبارتیں انتہائی درجہ کی غیر محقق ہیں۔ مثلاً آنحضرت رضی اللہ عنہ کی ولادت شریفہ اور امام مہدی علیہ السلام

کی ذات مقدسہ سے متعلق شیخ عبدالرحمن چشتی کا عقیدہ وغیرہ۔

اس کتاب سے عوام میں انتشار پیدا نہ ہو اس امر کے پیش نظر محقق عصر عزیز گرامی حضرت علامہ سید منور علی جعفری مداری و عزیزی مفتی سید نثار حسین جعفری مداری زید مجدہما اور ان کے علاوہ احباب کرام سے بات کی تو ان سبھی حضرات نے مشورہ دیا کہ ایڈیٹر ماہنامہ قطب المدار حضرت علامہ قیصر رضا شاہ صاحب الحنفی المداری کو یہ کام سپرد کیا جائے کہ مرآۃ مداری کو صاف ستھرا کر کے اور کتاب مذکور کی غیر محقق عبارات پر ایک تحقیقی مقالہ لکھیں اور اس کو کتاب کے ساتھ ملحق کر کے شائع کیا جائے۔ مولانا موصوف سے جب میں نے یہ بات کہی تو موصوف نے بسر و چشم قبول کیا اور اپنے مخلص مبلغ سلسلۂ عالیہ حسینیہ مداریہ ہونے کا عملی ثبوت پیش کر دیا یعنی میرے حسب دلخواہ عزیز موصوف نے کاوش کر کے جو کام کیا ہے وہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔ پروردگار عالم بوسیلہ رحمت عالم ﷺ و بطفیل سیدنا مدار اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

فقیر ارغونی سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رائے گرامی

از قلم۔ شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور الاخیار صاحب قبلہ بدیعی حلبی مکن پوری

مرآۃ مداری مولفہ شیخ عبدالرحمن چشتی جو عرصہ دراز سے محرف ہو کر مختلف لائبریریوں اور کچھ حضرات کے ذاتی کتب خانوں میں پڑی تھی اور کچھ تذکرہ نگار حضرات اس پر غیر تحقیقی اعتماد کر کے غلط نگارشات کرتے چلے آرہے تھے اسلئے اس پر کام کرنا بہت پہلے کی ضرورت تھی مگر یہ بھی سچائی ہے کہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ الحمد للہ عزیز القدر مولانا محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری متوطن موضع جھمراؤں ضلع سدھارتھ نگر یوپی اور مفتی محمد اسرافیل شاہ علوی مداری متوطن موضع نوتنواں ضلع مشرقی چمپارن بہار استاذ جامعہ عربیہ مدار العلوم مکن پور شریف نے اس طرف توجہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ انہیں حضرات کی پیہم کاوشوں کے بعد انتہائی محققانہ تحقیق و تبصرہ کے ساتھ اب یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان حضرات نے اس کتاب کے ساتھ جو تحقیقی مقالے ضم کئے ہیں وہ بیحد مفید و موثر ثابت ہوں گے اور یہ بھی امید ہے کہ اہل علم حضرات ان مقالوں کو پڑھ کر مرآۃ مداری کے اسقام و ضعاف اور تمام من گڑھنت مندرجات کا بائیکاٹ کریں گے۔ اور بے پڑھے لکھے حضرات کو یہ تحقیقی مقالات سنا کر اس کتاب کی گمراہ کن تحریروں کے برے اثرات سے بچانے کی دینی و اسلامی سعی فرمائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان حضرات کی اس تحقیقی کدو کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور دارین کی سرفرازیوں سے مالا مال و صاحب فضل و کمال فرمائے۔ (آمین)

سید نور الاخیار بدیعی حلبی غفرلہ

۲۷؍رجب المرجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اکتوبر ۲۰۰۳ء میں جب ہمارے والد بزرگوار مفسر قرآن شاہ العلماء حضرت علامہ الشاہ محمد منور حسین شاہ عزیزی مصباحی ادام اللہ تعالیٰ مدظلہ العالی گورکھپور سے ''مرأۃ الاسرار'' لے کر آئے تب اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں ''مرأۃ مداری'' کے نام سے واقف ہوا مگر اس کے بعد بھی اس کتاب کی حصولیابی کی طرف میری کوئی توجہ نہ ہوئی لیکن جب ۲۰۰۴ء میں شہر دھولیہ مہاراشٹر کے ایک دورے میں عزیزم جناب محمد فیروز شاہ اور جناب عبدالمتین صاحبان نے مجھ سے اس کتاب کے بابت گفتگو کی اور اس کے ترجمے کے لئے مجھ سے گذارش کی تو میں نے ان سے اپنی مصروفیات کے پیش نظر اس کے ترجمے سے معذوری کا اظہار کر دیا۔ البتہ اس کتاب کے مطالعہ اور حصولیابی کی کچھ فکر ضرور دامن گیر ہوگئی مگر کئی سال گذر جانے کے بعد بھی یہ ممکن نہ ہوسکا۔ بالآخر ۲۰۰۸ء میں جب خانقاہ زندہ شاہ مدار مکن پور شریف کے حقیقی وموروثی سجادہ نشین جناب مولانا الحاج صوفی سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری صاحب قبلہ کے ہمراہ بنارس اور پٹنہ کا سفر ہوا تو خدا بخش لائبریری پٹنہ میں سب سے پہلے اس کتاب کے چند اقتباسات میرے مطالعہ میں آئے اور مجھ پر ظاہر ہوگیا کہ یہ کتاب محرف ہے اور اس پر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

پھر دو چار دن کے بعد صاحب سجادہ خانقاہ مداریہ حضرت مولانا سید محمد مجیب الباقی صاحب قبلہ کے ہمراہ میں بھی مکن پور شریف حاضر ہوا اور اسی دن جناب الحاج مولانا سید راز دار حسین مداری نے بتایا کہ ابھی چند یوم قبل جناب مولانا محمد عاصم اعظمی مکن شریف حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے مجھ سے بتایا ہے کہ میں مرأۃ مداری کا ترجمہ کرنے جا رہا ہوں۔ مولانا موصوف کی زبانی یہ خبر سن کر میں نے جناب ڈاکٹر قائم الاعظمی جو مولانا محمد عاصم اعظمی صاحب کے حقیقی بھائی ہیں ان سے عاصم صاحب کا موبائل نمبر حاصل کر کے عاصم صاحب سے بات کی اور کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ مرأۃ مداری کا ترجمہ کرنے

جا رہے ہیں۔ مولانا نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے ترجمہ پر خود آمادگی کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جناب مولانا محمد علی مسعودی بہرائچ شریف نے ایک قدیم نسخہ علی گڑھ سے فراہم کر کے مجھے دیا ہے اور ترجمہ کی گذارش کی ہے۔ میں نے اعظمی صاحب سے کہا کہ ایک بات آپ ضرور یاد رکھیں کہ مرأۃ مداری سخت الحاقات کا شکار ہوئی ہے اور اس میں کچھ باتیں عقیدہ اہلسنت کے خلاف اور بہت ساری باتیں حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے صحیح حالات وواقعات کے سخت خلاف ہیں اگر آپ ان سب لغویات کو واضح کئے بغیر ترجمہ کر کے شائع کر دیں گے تو امت میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ اس کے تمام خلاف حقیقت مندرجات کو واضح کر کے یہ کام کریں مزید تفصیلی گفتگو کیلئے عنقریب میں خود آپ کے پاس آؤں گا۔ جناب مولانا اعظمی صاحب سے ہماری گفتگو ماہ شعبان المعظم کی آخری تاریخوں میں ہوئی اور پھر میں بعد ماہ رمضان المبارک مورخہ ۴؍شوال بروز اتوار ۱۴۲۹ھ مطابق ۵؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کی رات میں تقریباً ۹ بجے جناب مولانا اعظمی کے مکان قصبہ گھوسی ضلع مئوناتھ بھنجن پہونچ گیا۔ اس سفر میں محمد فضل حق ربانی شاہ مداری ہمارے ساتھ تھے۔ مولانا اعظمی صاحب نے جناب ڈاکٹر محمد شمیم اعظمی صاحب سے بھی ملاقات کروائی۔ کچھ دیر تک شمیم صاحب سے بڑے اچھے ماحول میں گفتگو ہوتی رہی۔ جناب ڈاکٹر شمیم صاحب کے اچھے خیالات سے میں خوب متاثر ہوا اور موصوف کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ ڈاکٹر شمیم صاحب کے ذریعہ یہ خبر بھی ملی کہ جناب مفتی محمد شریف الحق امجدی کی زندگی اور شخصیت کے مختلف گوشوں پر مشتمل کتاب ''معارف شارح بخاری'' میں شامل مولانا محمد عاصم اعظمی کے مضمون کے ایک حصے میں ایک لفظ کو جو حضرت مدار پاک سے متعلق تھا اسے ناشرین کتاب نے حذف کر دیا یعنی حضرت مدار پاک کے ستر خلفاء کو ستر رفقاء سے بدل دیا۔ یہ بات ڈاکٹر شمیم صاحب نے مجھ سے اس لئے بتائی کہ میں لفظ رفقاء پر اپنے ایک شائع شدہ مضمون میں کچھ گذارش کر چکا تھا اور جب ملاقات ہوئی تو عاصم صاحب کے سامنے بھی اس پر گفتگو کی تو عاصم صاحب کے سامنے شمیم صاحب نے پوری تفصیل بیان کی خیر وہاں سے پھر عاصم صاحب کے مکان پر آئے اور مرأۃ مداری سے متعلق سلسلۂ کلام جاری ہوا۔ عاصم صاحب نے اس کا ترجمہ میرے پہونچنے سے قبل ہی تقریباً مکمل کر لیا تھا۔ میں نے ان کا ترجمہ بھی سرسری طور پر دیکھ لیا اور پھر تفصیل کے

ساتھ گفتگو شروع ہوئی ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے بتایا کہ جناب اس کتاب کے اندر کئی درجن باتیں خلاف واقعہ ہیں اور کچھ باتیں تو قطعی عقیدہ اہلسنت پر کاری ضرب ہیں اور بہت ساری باتوں سے بہت سے محققین کی تحقیقات کی توہین بھی ہوتی ہے بالخصوص اس کتاب کے اندر حضور سرکار ولایت قطب وحدت سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے حسب و نسب اور تاریخ ولادت اور ہندوستان میں آپ کی اولین آمد اور کئی باتیں حقیقت سے بالکل الگ تھلگ لکھی ہوئی ہیں چنانچہ آپ پر لازم ہے کہ آپ ان تمام واہی اور لغو روایات کی تردید پر مشتمل ایک تحقیقی مضمون بھی تحریر کریں اور جب کتاب طبع ہونے کا وقت آئے تو وہ مضمون بھی کتاب کے شروع میں ضم کردیں تاکہ عوام وخواص اس کتاب محرف کے غلط مندرجات سے گمراہ نہ ہوں ۔ اعظمی صاحب نے میری یہ باتیں سننے کے بعد ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا کہ جناب چونکہ مداریات پر میرا کوئی خاص مطالعہ نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس اس سلسلے کے زیادہ مآخذ ومصادر ہیں لہٰذا یہ کام مجھ سے بہت مشکل ہے اور اس صورت میں اور بھی مشکل تر ہے کہ میری اور بھی دیگر تصنیفات ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں جنہیں بہت جلد مکمل کرنا میری ذمہ داری ہے۔

میں نے کہا تو پھر یہ کام اس کے بغیر بہتر نہیں بین المسلمین خلفشار وفتنہ کا سبب بن جائے گا لہٰذا اگر آپ اس کے غلط مندرجات کی تردید پر کوئی طویل تحقیقی مضمون نہیں لکھ سکتے تو پھر مفتی محمد اسرافیل شاہ علوی پرنسپل جامعہ عربیہ مکن پور شریف یا سلسلہ مداریہ کے عمدۃ المحققین جناب مولانا سید منور علی صاحب سے ہی لکھوالیں ۔ اعظمی صاحب نے میری ان باتوں کا کوئی صاف ستھرا جواب نہیں دیا پھر میں نے اپنے موبائل فون سے مفتی محمد اسرافیل اور مولانا سید منور علی صاحبان سے جناب مولانا محمد عاصم اعظمی صاحب کی کچھ اسی سے متعلق گفتگو بھی کروائی ۔ پھر دوسرے دن اعظمی صاحب نے ازراہ عنایت میری خواہش کے مطابق اپنے ایک آدمی کے ہمراہ حضور قطب عالم سیدنا سید احمد بادپا مداری قدس سرہ کے آستانہ عالیہ مقام درگاہ کولھوا بن جو گھوسی سے تقریباً دس کلومیٹر کی مسافت ہے بھیج دیا ہم نے آستانہ عالیہ کی زیارت کی بعدہ پھر گھوسی آکر بنارس کے لئے روانہ ہوگئے ۔ عاصم صاحب چونکہ میرے پہونچنے سے قبل ہی مرأۃ مداری کا ترجمہ کرچکے تھے اور نسخہ علی گڑھ کے متن میں جن الفاظ کی قراءت مشکل ہورہی تھی اس کی تسہیل کے لئے مولانا محمد علی صاحب نے سی

ڈی بنوادی تھی تاکہ حروف کو بڑا کرکے صحیح قرأت بآسانی کرلی جائے نیز ہم نے بھی گوالیر ایم پی کا ایک زیراکس نسخہ عمدۃ المحققین علامہ سید منور علی مداری اور مفتی محمد اسرافیل مداری کے مشورے کے مطابق مولانا اعظمی صاحب کو ایک خط کے ساتھ ان کے برادر حقیقی جناب ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی کی معرفت روانہ کردیا تاکہ اعظمی صاحب پر قطعی واضح ہوجائے کہ موجودہ مرأۃ مداری کے تمام نسخے الحاقی ہیں اور اس پر کوئی کام کرنے کے لئے کافی تحقیق وتفتیش کی ضرورت ہے نیز پھر سے اپنے خط میں بھی اور موبائل فون سے بھی اعظمی صاحب کو آگاہ کیا کہ موجودہ مرأۃ مداری کی اناپ شناپ الٹی پلٹی روایات کے پیش نظر ہمارے کچھ ذمہ دار علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بہت جلد مرأۃ مداری کا فارسی متن مع ترجمہ شائع کرکے اس کے تمام غلط مندرجات کو واضح کردیا جائے اور کام شروع ہوچکا ہے ۔ عمدۃ المدرسین ادیب شہیر حضرت مولانا محمد صفی اللہ شمیم القادری صاحب اس کا ترجمہ کررہے ہیں اور مفتی محمد اسرافیل صاحب قبلہ اس سے متعلق ایک تحقیقی مقدمہ بھی تحریر فرمارہے ہیں ۔ اعظمی صاحب سے میں نے یہ باتیں فون پر جب بتائیں تو اعظمی صاحب نے کہا کہ پھر میرے ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے بہتر کام آپ کے یہاں ہو ہی رہا ہے ۔ ہم نے جواباً عرض کیا کہ اس سلسلے میں آپ خود سوچ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا بہتر ہے اور کیا نہیں ۔ اعظمی صاحب کے بعد پھر ہم نے مولانا محمد علی مسعودی سے بھی ملاقات کی اور بغیر کسی تعارف کے جب ان سے مرأۃ مداری کے ترجمہ کی تحریک کے اسباب ومحرکات معلوم کرنے کے لئے پوچھ تاچھ کی تو انہوں نے ہم سے بتایا کہ میں سرکار زندہ شاہ مدار سے بے پناہ عقیدت رکھتا ہوں اور کئی مقامات پر مرأۃ مسعودی کے ساتھ مرأۃ مداری کا بھی ذکر بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ عزم پیدا ہوا اسی لئے میں نے مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی کو بغرض ترجمہ ایک زیراکس کاپی دے دی تھی مگر اعظمی صاحب نے بتایا ہے کہ مولانا قیصر رضا مداری نے ہم کو ترجمہ شائع کرنے سے روک دیا ہے ۔ راقم الحروف محمد قیصر رضا مداری نے مولانا موصوف سے کچھ مزید باتیں کیں اور پھر بتایا کہ اسی فقیر کو محمد قیصر رضا مداری کہتے ہیں اور ہم نے اعظمی صاحب کو خالی خالی ترجمہ شائع کرنے سے اس لئے روکا ہے کہ اس کتاب میں کافی الحاقات ہیں لہٰذا ان تمام الحاقات کو واضح کئے بغیر اس کے ترجمہ کے اشاعت کرنا درحقیقت مسلمانوں کے درمیان ایک نیا فتنہ جنم دینے کے مترادف ہے اور امت مرحومہ کے

بیچ جھگڑا فساد نفرت وعداوت کی آگ بھڑکانے کے برابر ہے چونکہ عاصم صاحب اس کی تمام الحاقی اور غیر مستند وغیر معتبر روایات کی تردید پر کوئی تحقیقی مقالہ لکھنے سے بالوجوہ قاصر ہیں اس لئے کچھ ذمہ دار علمائے اہلسنت کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ پہلے مرأۃ مداری کے تمام جعلی اور الحاقی مندرجات کی تردید میں ایک محققانہ مضمون لکھ لیا جائے بعدہ اسی مضمون کے ساتھ اس کتاب محرف کی اشاعت کی جائے تا کہ عوام اس کی الحاقی عبارتیں پڑھ کر گمراہ نہ ہوں۔ نیز یہ بھی بیحد ضروری کام ہے کہ مرأۃ مداری چونکہ حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ اوران کے خلفاء ومریدین کے احوال پر مشتمل ہے لہٰذا ضروری اشد ضروری ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے خاندان عالیشان کے مشائخ اور خانقاہ زندہ شاہ مدار مکن پور شریف کے پیرزادگان وسادات کرام سے مرأۃ مداری کے بارے میں دریافت کر لیا جائے اوران حضرات کے تاثرات بھی مرأۃ مداری سے متعلق جو بھی ہوں انہیں بھی اس کے ترجمے کے ساتھ چھاپ دیا جائے۔ مولانا موصوف میری یہ باتیں سن کر کچھ دیر کے لئے غور وفکر میں پڑ گئے اور تقریباً تقریباً میری باتوں سے متفق معلوم ہونے لگے۔ المختصر کچھ دنوں کے بعد ایک موقع پر انہوں نے کھلے لفظوں میں یہ بھی کہہ دیا کہ میں اس کی طباعت نہیں کروں گا مگر بعد میں پھر معلوم ہوا کہ انہوں نے عاصم صاحب سے ترجمہ کی کاپی منگوالی ہے اور چھپنے کے لئے پریس بھیج دیا ہے۔ میں نے فون پر دریافت کیا تو تصدیق بھی ہو گئی یہاں تک کہ میں ۲۷/اپریل ۲۰۱۰ء کو پھر بہرائچ شریف پہونچا اور موصوف سے کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مرأۃ مداری کا ترجمہ متن کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ ۵/جون ۲۰۱۰ء کو اس کا اجراء کیا جائے گا۔ مجھے محمد علی صاحب کا یہ بے مطلب کام سخت ناگوار گذرا اور میں سمجھ گیا کہ آنجناب کسی بدخواہ مداریت کی سازش کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ انہیں اس کام پر اکسائے ہوئے ہے ورنہ موصوف اس سلسلے میں اتنی بات چیت ہونے کے بعد ایسا نہیں کرتے اور اگر کرتے تو اسی طرح کرتے جس طرح کرنے کا طریقہ تھا اب ذرا سوچئے کس قدر غیر مناسب بات ہے کہ کتاب مرأۃ مداری حضور سید ناسرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے حالات وکوائف سے متعلق ہے مگر موصوف ترجمہ سے لے کر اشاعت تک کے تمام مراحل طے ہونے تک مکن پور شریف ایک بار بھی حاضر نہیں ہوئے اور نہ تو اس کتاب کے رسم اجراء میں خانوادۂ زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے کسی بزرگ کو بلوایا بلکہ اس کے رسم اجراء

میں ان مولانا مختار بہیڑوی کو بلوا کر مرأۃ مداری سے متعلق تقریر کروائی کہ جنہوں نے جون ۱۹۸۲ء میں سلسلہ مداریہ کے اجراء کے خلاف بیت النور اجمیر شریف میں مشائخ مکن پور شریف سے مناظرہ کیا تھا۔ مذکورہ سطروں کے مطالعہ کے بعد یہ سمجھنا بہت آسان ہو گیا کہ جناب محمد علی صاحب مرأۃ مداری شائع کرنے میں کس درجہ مخلص ہیں۔ بہرحال مختصر بات یہ کہ ان بھائیوں نے مرأۃ مداری شائع کر کے اپنی خواہشات کی تکمیل کر لی۔ عاصم صاحب کی اس مترجم مرأۃ مداری کا ایک نسخہ جناب وجہ القمر صاحب نعیمی کے ذریعہ مکن پور شریف بھی پہونچا۔ عاصم صاحب نے کتاب کے آخر میں کچھ حواشی لگا دئے ہیں اگر چہ بعض حواشی نا کے برابر ہیں پھر بھی میں اس کے لئے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ البتہ یہ ضرور حیرت ہے کہ حضرت مولانا عاصم صاحب کو حضرت مدار پاک کے ہی سیرت نگاروں کا غلو سب سے زیادہ نظر آیا۔ مدار پاک کی عجائب الاحوالی وغرائب الاطواری اور طریقت وتصوف کے مقامات علیہ نہ سمجھنے کے باعث مدار پاک کے سیرت نگاروں پر غلو وافراط کا الزام لگا دینا کوتاہ فکر مولویوں کی عام روش بن چکی ہے۔ اعظمی صاحب نے اپنے پیش لفظ میں ہر چند کہ کافی احتیاط برتا ہے مگر کہیں کہیں وہ بھی اسی روش پر گامزن ہو گئے ہیں۔ مولانا اعظمی نے اپنے پیش لفظ کے آخر میں مداری اسکالروں کو جو مشورہ دیا ہے ہم اس کے لئے ان کے مشکور ہیں اور اب آپ حضرات کی خدمت میں مرأۃ مداری کا یہ متن مع ترجمہ وحواشی ومقدمہ و تحقیق وتبصرہ کے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری یہ حقیر سی خدمت بارگاہ مداریت پناہ میں شرف قبولیت حاصل کرے گی اور آپ حضرات بھی اپنی دعاؤں سے نوازیں گے چونکہ انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے لہٰذا اگر اس کار عظیم میں ہم سے بھی کہیں کوئی لغزش ہوئی ہو تو قارئین حضرات ہمیں براہ کرم آگاہ فرمائیں تا کہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو سکے۔ اس مختصر عرضداشت کے بعد ہزاروں ہزار تہنیت ومبارکباد پیش کرتا ہوں اپنے مشفق وکرم فرما خالوئے محترم استاذ معظم شہنشاہ قرطاس وقلم حضرت علامہ شاہ محمد صفی اللہ شمیم القادری العلوی کی بارگاہ عالی وقار میں کہ جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود میری درخواست کو قبول کرتے ہوئے مرأۃ مداری کا سلیس اردو ترجمہ کر کے ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ اور اپنے ان تمام کرم فرما احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم پر ضروری ہے کہ جنہوں نے اس کتاب پر تحقیقی کام کرتے وقت ہماری بھرپور حوصلہ افزائی کی اوراس مرحلے میں پیش

آنے والی تمام رکاوٹوں کو دور کرنے میں ہمارا ساتھ دیا۔اس سلسلے میں بے پناہ مبارکباد کے مستحق ہیں پیر طریقت جناب صوفی محمد جمال الدین شاہ علوی مداری مدظلہ النورانی اور کل ہند چلہ جات مداریہ کے نگران اعلیٰ ہمارے برادر خواجہ تاش پیر طریقت جناب صوفی عبداللہ شاہ المعروف بہ بھائی جان کہ جنہوں نے کسی بھی موڑ پر ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا اور ہماری ہمت افزائی کرتے رہے ساتھ ہی ساتھ ہزاروں لاکھوں عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہوں اپنے مشفق وکرم فرما پیر طریقت جناب صوفی سید رستم علی شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ صابریہ مداریہ چینپر ضلع کیمور بہار کے جذبۂ حق پرستی پر کہ جن کے اشارہ وایماء پر ان کے محبوب نظر جناب شمشاد احمد صاحب داناپور بہار نے اس سلسلے میں پیش آمدہ ایک بڑی ضرورت کی تکمیل کی۔نیز پروردگار عالم کی ہزاروں ہزار رحمتیں وبرکتیں حاصل ہوں عزیز سعید جناب مولانا محمد سمیع حیدر علوی مداری اور مولانا قاضی سید توشیق احمد مداری مکن پوری کو جنہوں نے ماخذ کی فراہمی اور کتاب کے مسودے کی تصحیح وکتابت میں ہماری مدد کی اور اللہ عزوجل ہمارے برادر حقیقی جناب حافظ وقاری سید محمد اصغر حسن شاہ علوی مداری کو بھی کونین کی سربلندیاں عطا فرمائیں کہ جنہوں نے میرے ایک بار کہنے پر کتاب کی طباعت کے لئے ایک گراں قدر رقم پیش کی۔اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

فقط محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری

خادم جامعہ عزیزیہ جھمراؤں سدھارتھ نگر

ومدیر اعلیٰ ماہنامہ زندہ شاہ مدار۔مکن پور شریف

ماہ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

تقدیم

از

پیر طریقت علامہ الحاج مفتی الشاہ

محمد اسرافیل علوی مداری

مفتی وشیخ الحدیث جامعہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء، مکن پور شریف (ضلع کانپور)

اس میں کوئی شک نہیں کہ کلام مجید سارے عالم کے لئے ہدایت وارشاد کی اصل ہے اللہ پاک نے اس کی آیات کو تین درجوں میں تقسیم فرمائی ہے۔بعض آیات محکمات ہیں تو بعض مجملات اور بعض ایسی متشابہات ہیں جن کے معانی ومطالب اللہ پاک ورسول علیہ السلام کے درمیان صیغۂ راز ہیں۔یہ تو کلام مجید کی بات ہے جو صفات باری تعالیٰ سے عبارت ہے۔اولیاء اللہ ومحبوبان بارگاہ الٰہ جو ذات باری تعالیٰ کے مظاہر و نائبین ہیں ان کو بھی تین درجوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ان میں اکثر وہ ہیں جن کا عرفان عوام وخواص کو کسی نہ کسی طرح ہو جاتا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں خواص واخص الخواص جانتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کی شناخت وعرفان کماحقہٗ اخص الخواص بھی نہیں کر پاتے مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔غالباً انہیں سے متعلق یہ حدیث قدسی ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری میرے محبوب اولیاء میرے قبائے رحمت کے نیچے ہیں میرے سوا ان کا عرفان کسی کو نہیں ہے۔حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو قطب المدار فرد الافراد ہیں بلکہ مقام وراء الوراء سے بھی آگے بڑھ کر مقام قرب اقرب میں قدم جمائے ہوئے ہیں آپ کی ذات وصفات کے علم وعرفان سے بھی بڑے بڑے عارف محروم ہیں اور آپ کے حالات واوصاف بیان کرنے میں سخت اضطراب میں ہیں۔چونکہ آپ اسلام حقیقی حاصل کر کے غرائب الاطوار عجائب الاحوال کے مراتب پر متمکن ہیں اس لئے آپ کے بعض سوانح نگار سخت حیرت وتعجب میں پڑ کر حق وحقیقت سے ہٹ گئے ہیں۔نیز

آپ کے سلسلۂ عالیہ کے معاندین ومنکرین کی بھی ایک جماعت ہے جو اپنی تحریروں میں قصداً واہیات واغلوطات کی آمیزش کرتی رہتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آپ کی سوانح حیات پر جو شبہات کی گرد جمانے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں اسے صاف کر دیا جائے اور ارباب تحقیق کے لئے راستے روشن کر دیے جائیں۔

نام نامی: حضور زندہ شاہ مدار کا نام بدیع الدین احمد ہے ابو تراب کنیت ہے۔ قطب المدار مرتبہ ہے اور زندہ شاہ مدار، مدار العلمین، مدار جہاں وغیرہ القاب ہیں۔

پیدائش: حضور سرکار سرکاراں سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم شوال دو سو بیالیس ہجری کو ملک شام کے شہر حلب کے قصبہ چنار میں پیدا ہوئے، آپ جب پیدا ہوئے تو ھذا ولی اللہ ھذا ولی اللہ کی صدائیں فضا میں گونج رہی تھی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی ہے اور والدہ ماجدہ کا نام پاک سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ہاجرہ ہے۔

نسب نامہ زندہ شاہ مدار: قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل فرمایا ہے۔

آنحضرت از اجلہ اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ واسم پدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الائمہ سید جعفر الصادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

آپ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے ہیں بہت بزرگ ہستی کے مالک ہیں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید علی حلبی ابن بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الائمہ سید جعفر الصادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

نسب نامہ مادری:

ونسب مادر وے نام والدہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ دختر سید عبد اللہ ابن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبد اللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العلمین حضرت امام حسن ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (منتخب العجائب قلمی ص ر ۵)

اور والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے والدہ ماجدہ کا نام نامی فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ ہے جو دختر ہیں سید عبد اللہ کے وہ صاحبزادے ہیں سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو قاسم ابن سید عبد اللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العلمین حضرت امام حسن ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

یہ نسخہ ناچیز کے کتب خانے میں موجود ہے۔

سیادت سے متعلق بزرگوں کے اقوال: اور رسالہ مولانا عبد الباسط قنوجی میں بھی آپ کا شجرۂ نسب اسی طرح درج ہے۔ فرماتے ہیں۔

بدانکہ کنیت آنحضرت ابو تراب ولقب شاہ مدار ونام سید بدیع الدین است آنحضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است وایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی الخ وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ در سنہ سہ صد ہجرۃ النبوی حیاتش پانصد سال (حاشیہ تذکرۃ المتقین اول ص ۱۱۷ مطبوعہ ۱۳۱۵ھ)

معلوم ہو کہ آنحضرت کی کنیت ابو تراب ہے لقب شاہ مدار ہے اور نام نامی سید بدیع الدین ہے آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی ہیں مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری کے مکتوبات سے یہ صحیح نسب نامہ درج کیا گیا ہے سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی الخ۔ آپ کا وطن حلب ہے تاریخ ولادت یکم شوال روز دو شنبہ تیسری صدی ہجری ہے آپ کی حیات پانچ سو سال ہے۔

مرآۃ الانساب میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح درج ہے یعنی حضرت سید بدیع الدین قطب

المدار سید علی سید بہاء الدین سید ظہیر الدین سید اسماعیل ثانی سید محمد سید اسماعیل اول سیدنا
جعفر الصادق رضی اللہ عنہ (مرأۃ الانساب) ص ۱۵۶۔۱۵۷)
حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔آپ
فرماتے ہیں

يا ولدی ان شيعتك لمحمدية
وتربتك فاطمية وبذرك علوية
وميلادك حلبية سيجعلك الله مدار
الكرامات ومحار العلامات

یعنی اے صاحبزادے بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنادے گا
(الکواکب الدراریہ ص ۲۹ شیخ احمد بن محمد قانی مطبع مجیدیہ مدراس)

حضرت علامہ احمد بن محمد قانی قطب المدار کی ایک منقبت میں آپ کے عالی نسب کی ترجمانی
اس طرح کرتے ہیں۔

باسم وكنية مشابه جده   هذا علی بو تراب يمدح

یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشابہ ہیں
جن کی ابوتراب کہہ کر مدحت کی جاتی ہے۔

السيد ابن السيد ابن السيد   عنه العواطر فی الدنا تترشح

یعنی آپ سید ابن سید ابن سید ہیں آپ ہی سے دنیا میں عطر پاشیاں ہوتی ہیں بادشاہ
شاہجہاں کے صاحبزادہ داراشکوہ برادر شہنشاہ عالمگیر اورنگزیب نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء
میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین کا لقب شاہ مدار ہے، شیخ محمد طیفور شامی کے مرید
ہیں آپ کی نسبت وارادت یا تو بوجہ کبر سنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ چھ واسطوں سے آنحضرت
ﷺ تک پہونچتی ہے۔آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات ومشاہدے میں آئے
ہیں۔حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کہتے ہیں
بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا، جو کپڑے ایک مرتبہ پہن لئے پھر ان کو دوبارہ دھونے

کی ضرورت نہ پیش آئی، ہمیشہ صاف اور پاک رہتے۔شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ
آپ مقام صمدیت پر فائز تھے، یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال
عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے
۔آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی، مزار مکن پور میں واقع ہے جو قنوج کے مضافات میں ایک
موضع ہے۔ ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں (۱۶/۱۷ جمادی الاول) آپ کا عرس ہوتا
ہے۔جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف وجوانب ہندوستان سے روضہ
شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں اور آج بھی عجیب عجیب
واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔اہل ہندوستان کے چار حصوں میں دو حصہ وضیع وشریف تو
حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک
حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنیٰ درجہ کے بیشتر اور نصف حصہ خواجہ معین الدین چشتی کے
مرید ہیں، اور بقیہ نصف حصہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم کے مرید
ہیں۔(سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ شہزادہ داراشکوہ قادری ترجمہ محمد علی لطفی)
مشہور مورخ صاحب تاریخ جدولیہ حضور مدار پاک کی مدحت سیادت وشرافت اس
طرح فرماتے ہیں۔"سید بدیع الدین ملقب شاہ مدار ۸۳۸ھ درویش کامل ہیں مرقد منورہ
آپ کا مکن پور علاقہ اودھ میں ہے' کہتے ہیں کہ تین سو برس سے زیادہ عمر ہوئی تھی اور عورت
سے واقف نہ تھے اور مرید شیخ محمد طیفور شامی کے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بارہ برس طعام
نہیں کھایا اور بہ سبب کمال حسن کے برقع سر پر ڈالے رہتے تھے تاکہ مردماں محو نظارہ نہ ہوں
وسجود سے باز رہیں" (تاریخ جدولیہ مصنفہ منشی خادم علی مطبوعہ ۱۸۵۴ء ۱۲۷۰ھ)
اسی طرح بدایوں شریف کی ایک تاریخی کتاب میں درج ہے کہ "شیخ محمد جمندہ.......
آپ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے
تھے (بدایوں قدیم وجدید، مرتبہ نظامی بدایوں مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء)
خزینۃ الاصفیاء کا مصنف رقمطراز ہے کہ صاحب معارج الولایت نے آپ کا
مادری وپدری شجرۂ نسب اس طرح تحریر کیا ہے کہ

شجرۂ انساب، پدری و مادری بدیں طور تحریر فرمود کہ شیخ حضرت سید بدیع الدین پسر شیخ علی است و نام والدہ ماجدہ وے بی بی ہاجرہ بود و شیخ بدیع الدین از اہل قریش است

(خزینۃ الاصفیاء ص ۳۱۱ ج ۲)

شجرہ پدری اور مادری اس طور پر تحریر کیا ہے کہ شیخ حضرت سید بدیع الدین شیخ علی کے صاحبزادے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ بی بی ہے اور شیخ بدیع الدین اہل قریش سے ہیں۔

صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار حسنی وحسینی سید ہیں والد ماجد کا نام سید علی حلبی ہے۔ سلسلۂ نسب چند واسطوں سے سیدنا امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ حضرت شیخ بدیع الدین المعروف بہ قطب المدار بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔

والدۂ ماجدہ کا اسم مبارک بی بی ہاجرہ اور لقب فاطمہ تھا ان کا سلسلۂ نسب سیدنا امام حسن علیہ السلام تک حسب ذیل طریقہ سے پہونچتا ہے۔ بی بی ہاجرہ ملقب بہ فاطمہ بنت سید عبداللہ تبریزی بن سید ابو محمد بن سید محمد عابد بن سید محمد صالح بن ابو یوسف بن عبداللہ ثانی بن حسن مثنی بن سیدنا امام حسن ابن امام علی بن ابی طالب جناب سید علی حلبی قاضی قدوۃ الدین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جن میں چوتھے صاحبزادے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ہیں" (ماہنامہ آستانہ دہلی ص ۷۹ جون ۱۹۵۹ء)

شاہ حبیب اللہ قنوجی کتاب "مناقب الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہ کے والد ماجد سید علی حلبی ہیں اور آپ کی والدہ خاص الملک حضرت سیدہ ہاجرہ ہیں" (بحوالہ ماہنامہ المبارک کانپور مئی ۲۰۱۰ سید محمد طلحہ بقائی نظامی)

مقام قطب المدار: حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ بہت ہی بلند و بالا ہے چنانچہ بحر زخار کا مصنف تحریر فرماتا ہے:

قطب المدار مرتبہ ایست در ولایت کہ در باطن وے را عبداللہ گویند چرا کہ مظہر اسم ذات است بے واسطہ فیض اللہ تعالیٰ میگرد و فیض بعنایت بر عالم سفلی وعلوی می رساند وآں در ہر زمانہ یکے می باشد وجمیع اقطاب واوتاد وابدال و تمامی رجال اللہ تابع قطب مدار می باشند قطب مدار چند نام دارد قطب الاقطاب وقطب الارشاد وقطب عالم وقطب کبریٰ وقطب اکبر ہماں یک شخص واحد را گویند وحضرت قطب المدار مقام صمدیت میسر شدہ بود وآں مقام را چند علامت است ہرگاہ صوفی باں مقام می رسد بالکل وشرب دنیا احتیاج نبہا شد وضعف وپیری نمی نماید ولباس او کہنہ وگریشتن نمی شود ہر کہ جمال باکمال اوی بیند بے اختیار سجدہ می کند ایں ہمہ علامت دراں حضرت موجود بود۔

(بحر زخار ص ۶۷۹ ج ۳ کا تیسرا حصہ)

"قطب مدار" ولایت میں ایک مرتبہ ہے باطن میں اسی کو عبداللہ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اسم ذات کا مظہر ہوتا ہے اور بے واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کر کے پورے پورے طور سے عالم علوی وعالم سفلی پر پہونچاتا ہے اور وہ ہر زمانہ میں صرف ایک ہوتا ہے اور سارے اقطاب، اوتاد، ابدال اور تمامی رجال اللہ قطب مدار کے تابع ہوتے ہیں۔ قطب المدار کے چند نام ہوتے ہیں، قطب الاقطاب وقطب الارشاد وقطب عالم وقطب کبریٰ اور قطب اکبر اسی ایک شخص کو کہتے ہیں۔ حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار کو مقام صمدیت حاصل تھا اور اس مقام صمدیت کی چند علامتیں ہیں (۱) جب صوفی اس مقام پر پہونچتا ہے دنیاوی کھانے پینے کی اسے حاجت نہیں ہوتی (۲) کمزوری اور بڑھاپا سے وہ دوچار نہیں ہوتا (۳) اس کا لباس پرانا اور میلا نہیں ہوتا (۴) جو کوئی اس کے جمال باکمال کو دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ کرتا ہے یہ ساری علامتیں حضرت زندہ شاہ مدار میں موجود تھیں

تفسیر روح البیان کے اردو ترجمہ کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ ہر زمانہ میں صرف ایک قطب ہوتا ہے یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں اور جہانگیر عالم، عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض وبرکت سے قائم ہوتا ہے۔ اگر قطب

عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔ قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام و فیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے، بڑی عمر پاتا ہے، نور خام مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے، وہ ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے، ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا، اسکے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے۔ قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں۔ قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مقام فردانیت تک پہونچ جاتا ہے، یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے [1] (تفسیر روح البیان اردو ج ۱۵ پ ۳۰ ص ۱۲ سورۂ نبا مطبوعہ رضوی کتاب گھر) (ا۔ اس مقام کی مزید تفصیلات ہماری کتاب مقام مداریت میں دیکھی جاسکتی ہے۔)

قطب المدار ولایت کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے

صاحب فتاوئ شامیہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی نقل فرماتے ہیں کہ

الخليفة الباطن وهو سيد اهل زمانه سمى قطبا لجمع جميع المقامات والاحوال ودورانها عليه (رسالہ ابن عابدین الشامی)	خلیفۂ باطن جو اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے اسی کو قطب (مدار) کہتے ہیں کیونکہ تمام مقامات واحوال کا وہ جامع ہوتا ہے اور تمام مقامات ومراتب اسی کے گرد گھومتے ہیں

اسی رسالہ میں شیخ عبدالرزاق قاشانی کا قول مزید نقل فرماتے ہیں

القطب فى اصطلاح القوم اكمل الانسان متمكن فى مقام الفردية تدور عليه احوال الخلق (رسالہ ابن عابدین الشامی ص ۲۶۵)	صوفیہ کی اصطلاح میں قطب مدار اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو جس پر مخلوق کے احوال کا دارومدار ہوتا ہے

لطائف اشرفی میں فتوحات مکیہ سے نقل ہے کہ

اما القطب وهو الواحد الذى موضع نظر الله تعالىٰ فى العالم فى كل زمان وجميع او ان وهو على قلب اسرافيل عليه السلام ومرتبة قطبية الكبرىٰ التى هى مرتبة قطب الاقطاب باطن نبوته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلا يكون الا لورثته لاختصاصه عليه السلام بالاكملية فلا يكون خاتم الولاية وقطب الاقطاب الاعلىٰ باطن خاتم النبوة (لطائف اشرفی نقل از فتوحات مکیہ فصل ۳۱ باب ۱۹۸)	قطب وہ یکتائے زمانہ ہے جو عالم میں منظور نظر الٰہی ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہر گھڑی میں اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے قلب (مشرب) پر ہوتا ہے اور قطبیت کبریٰ جو قطب مدار کا مرتبہ ہے اور مرتبہ باطن نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ کمال نہیں مل سکتا ہے مگر صرف وارثان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اکملیت سے مختص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہو۔

بحر زخار تفسیر روح البیان مترجم رسالہ ابن عابدین شامی اور لطائف اشرفی کی عبارتوں سے مقام قطب المدار اور مرتبۂ زندہ شاہ مدار کتنا عالی کتنا روشن اور کتنا عظیم الشان ہے ارباب فکر و دانش اور اصحاب علم و فضل پر مخفی نہیں رہ گیا ہے۔ اس عظیم الشان فضیلت نشان سردار اولیاء جہاں اکمل انسان قطب المدار اور زندہ شاہ مدار کا حسب و نسب بھی بہت ہی عالی شان لاریب و بے گمان ہونا ہی چاہئے

آئینہ: حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب و نسب سے متعلق بعض سیرت نگاروں نے جس لاپرواہی اور کوتاہ نظری سے کام لیا ہے اور قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے حسب و نسب پر گرد و غبار بچھانے کی جسارت کی ہے میں انہیں صرف آئینہ دکھانا چاہتا ہوں محققین سب کے چہرے اس میں دیکھ لیں گے۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مولانا غلام سرور لاہوری نے معارج الولایت کے حوالے سے ایک شجرۂ نسب والد کی طرف سے اس طرح بیان کیا ہے۔

از طرف والد: شیخ بدیع الدین بن شیخ علی بن شاہ طیفور بن شاہ کافور بن قطب بن اسمٰعیل بن

محمد بن حسن بن علی بن طیفور بن بہاء الدین محمد شاہ بن بدر الدین بن قطب الدین بن عماد الدین بن عبدالحافظ بن شہاب الدین بن طاہر بن مطاہر بن عبدالرحمٰن بن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم

اس شجرۂ نسب سے یہ تاثر قائم کیا گیا ہے کہ حضرت بدیع الدین قطب مدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہیں ۔اس شجرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کل اٹھارہ واسطے بیچ کے ظاہر کئے گئے ہیں نویں دسویں اور گیارہویں صدی کی سیرت کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ عجیب وغریب شجرہ مرقوم نہیں ہے اور نہ ہی قطب المدار حضرت زندہ شاہ مدار کے اہل خاندان ومشائخ مکنپور شریف میں کسی نے یہ شجرہ لکھا ہے اور اپنا یہ شجرہ بتایا ہے اس لئے یہ شجرہ بعد والوں کی وضع ہے، گڑھنت ہے۔

نزہۃ الخواطر کے مصنف مولانا عبدالحئی صاحب بھی نقل کرتے ہیں کہ

وکان من الاولاد ابی ہریرۃ الصحابی الشھور ینتھی الیه باثنتی عشرۃ واسطة وقیل انه من اولاد سیدناعلی بن ابی طالب رضی الله عنهٔ وقیل غیر ذالك (نزہۃ الخواطر ۳ ص ۲۸ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب)

آپ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، بارہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابو ہریرہ تک پہونچتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اس کے علاوہ بھی سلسلۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

صاحب نزہۃ الخواطر کے مطابق حضرت ابو ہریرہ والا سلسلۂ نسب صرف بارہ ہی واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ تک پہونچ جاتا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء اور نزہۃ الخواطر کی عبارتوں میں کتنا زیادہ فرق ہے قارئین کرام کو اندازہ لگ گیا ہوگا۔ ایک صاحب حضرت بدیع الدین سے حضرت ابو ہریرہ تک بیچ میں اٹھارہ واسطے یعنی اٹھارہ باپ دادوں کے نام درج کر رہے ہیں تو دوسرے صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دونوں کے مابین صرف بارہ واسطے ہیں۔ چھ چھ ناموں کے اضافے کے باوجود علمائے اہلسنت آج تک کوئی صحیح ریمارک کرنے سے قاصر ہیں۔ ظاہر ہے اب بعد میں صاحب خزینۃ الاصفیاء کے مشرب کے لوگ وہی نقل کریں گے جو انہوں نے نقل کردیا ہے اور صاحب نزہۃ الخواطر کے مشرب کے لوگ وہی لکھیں گے جو صاحب نزہۃ الخواطر نے رقم کردیا

ہے اور اس طرح داستان کذب وفریب دراز ہوتا چلا گیا ہے۔ اسی طرح بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بھی تحریر کیا ہے اور بعض نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب مراۃ المداری نے تو ساری تحقیق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو انبیائے نبی اسرائیل کی اولاد سے بتادیا یعنی اسرائیل کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں آپ کو لکھ مارا لیکن نہ ہی اس کا کوئی شجرہ تحریر کیا اور نہ ہی نسب نامہ، شیعان کنتور کی گڑھی ہوئی ایک کتاب ایمان محمودی کا حوالہ تحریر کردیا اور اس کو خلیفۂ قطب المدار حضرت قاضی سید محمود کنتوری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کردیا جس کتاب کا نہ تو کوئی صحیح پتہ ہے نہ اصلی حالت میں کسی لائبریری میں موجود ہے۔

نسخہ مرأۃ مداری کا حال: خود مرأۃ مداری کا یہ حال ہے کہ اصل نسخہ کہیں بھی موجود نہیں ہے اور نقل کا یہ حال ہے کہ دوسو سال سے زائد عرصہ تک انگریزوں کی آغوش تربیت میں پلا، بڑھا، اور پروان چڑھا اور جب ہندوستان میں اسے لانچ کیا گیا تو شیعی اور غیر اسلامی عقائد سے مملو کر کے لائبریریوں کو زینت بخش دیا گیا۔ سب سے پہلے مرأۃ مداری کا اردو ترجمہ لکھنؤ کے ایک شیعہ مولوی سید عبدالعلی برادر عباد علی مالک مطبع اثنا عشری لکھنؤ نے شائع کیا اور اب دوسرا ترجمہ حال ہی میں ایک سنی عالم دین مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی صاحب نے ۲۰۰۹ء میں شائع کردیا ہے۔ جو بہرائچ شریف سے شائع ہوا۔ جناب ڈاکٹر عاصم صاحب مرأۃ مداری کے حاشیہ میں شیخ عبدالرحمٰن کی موجودہ مرأۃ مداری کو دیکھ کر اپنا تاثر اس طرح صفحۂ قرطاس کے حوالے فرماتے ہیں۔

"امام مہدی کے ذریعہ شاہ مدار کی تعلیم وتربیت کا واقعہ شیعی افتراء واختراع کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن چشتی جو اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے عقیدہ امام مہدی کے بارے میں جمہور اہل سنت سے ہٹ کر روافض کی افتراء پردازیوں کی تائید وتوثیق میں قیاسی دلائل وبراہین پیش کئے" (ص ۱۰۴)

جناب ڈاکٹر عاصم صاحب کی اس عبارت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ موجودہ مراۃ مداری میں یا تو شیعوں نے اپنا تصرف واختراع کر کے اصل کتاب میں تحریف کردی ہے یا انگریزوں نے کسی شیعہ کے ذریعے اس کام کو انجام دلایا ہے کہ انہیں کے دور میں یہ کتاب پہلے

لندن گئی پھر انڈیا آئی یا پھر خود عبدالرحمٰن چشتی ہی قابل اعتبار مصنف نہیں ہیں بلکہ شیعیت زدہ ہیں۔ چنانچہ حاشیہ مراۃ مداری میں ایک دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں "شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے مشرب چشت کے جلیل القدر شیخ طریقت کے ملفوظات "لطائف اشرفی" سے مراۃ مداری میں استفادہ کیا ہے، کاش اس مقام کو بغور پڑھ لیتے تو انہیں رافضی مزعومات کی تائید میں زور قلم صرف کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ جمہور اہل سنت پر تعصب و تنگ نظری کا الزام عائد نہ کرتے (مراۃ مداری مترجم ص ۱۰۹)

اس مقام پر موجودہ مراۃ مداری کی ایک اور عبارت پیش کر دینا مناسب جان پڑتا ہے۔ جس میں اصل اسلامی نظریات سے ہٹ کر ایک عجیب و غریب فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ جس پر آج تک کسی اسلامی مفتی یا مفکر نے اتفاق نہیں کیا ہے اور موجودہ مراۃ مداری کے سوا نہ ہی کسی دوسری دینی مذہبی کتاب میں یہ مرقوم ہے۔ مراۃ مداری میں ہے کہ۔

علمائے دین مقرر نمودند که هر کس از مذهب مجتهدین خود انکار نماید یا ازاں مذهب انتقال کند کافر گردد

یعنی علمائے دین نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ جو شخص اپنے مجتہدین کے مذہب سے انکار ظاہر کرے یا اس مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب و مسلک کو اختیار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا

جناب ڈاکٹر صاحب اپنے حاشیہ میں اس عقیدہ پر ریمارک کرتے ہوئے لکھتے ہیں "چونکہ تقلید محض واجب ہے لہٰذا اس کا منکر یا کسی ایک مسلک فقہ کو چھوڑ کر دوسرے مسلک فقہ کو اختیار کرنے والا کافر نہیں، تاریخ اسلام میں ایسی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں کہ کسی نے اپنے امام کی تقلید کو ترک کر کے دوسرے امام کی تقلید اختیار کر لی مگر کسی نے اسے کافر نہیں قرار دیا" (مراۃ مداری مترجم ص ۱۱۱ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی) جیسے امام طحاوی اور امام عینی وغیرہ اور کہا جاتا ہے کہ خود حضور غوث پاک عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پہلے شافعی المسلک تھے بعد میں حنبلی مسلک اختیار فرمالیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تو کیا بقول عبدالرحمٰن چشتی معاذ اللہ یہ لوگ کافر ہو گئے؟

شجرۂ نسب میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش: آمدم برسر مطلب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قطب مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے بے تحقیق حضرت ابوہریرہ کی اولاد

سے لکھ دیا تو کسی نے حضرت عمر خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں موسوم کر دیا اور جناب شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی کتاب موجودہ مراۃ مداری میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھ مارا گیا اور اسی کتاب کو پڑھ کر تقریباً دس سے زائد تذکرہ نگار گمراہ ہوئے جس میں قصر عارفاں کا مؤلف بھی شامل ہے۔

حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ صحیح النسب حسنی حسینی سید ہیں۔ شجرۂ سیادت تحریر کرنے میں بھی بعض بزرگوں سے سہو ہوا ہے۔ بحر زخار کے مصنف حضرت سید وجیہ الدین اشرف علوی گجراتی علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں

اسم شریفش بدیع الدین است بسبب ولایت قطب المداری ملقب بہ شاہ مدار گشت پدر قطب المدار سید ابو اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا است۔ و بروایتے قدوۃ الدین بود از فرزندان خلیفۂ ثانی یا ثالث و شیخ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی در اخبار الاخیار حضرت قطب المدار را سید نوشتہ و نام مادرش بی بی ہویدئی (بحر زخار قلمی ص ۷۷۹ ج سوم کا تیسرا حصہ)

یعنی آپ کا اسم شریف بدیع الدین احمد ولایت قطب المداری کے سبب شاہ مدار لقب دے دیا گیا قطب المدار کے والد گرامی سید ابو اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ کے والد قدوۃ الدین تھے جو حضرت خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں سے تھے اور شیخ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت قطب المدار کو سید تحریر کیا ہے اور ان کی ماں کا نام بی بی ہویدئی ہے

اسرار العارفین کا مصنف حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کا شجرۂ سیادت اس طرح نقل کرتا ہے "منشا سلسلۂ ایں گروہ سید شاہ بدیع الدین مدار سے ہے ان کا وطن حلب ہے اور سادات کاظمی موسیٰ الحسینی سے ہیں چنانچہ بحر الانساب میں لکھتے ہیں کہ سید بدیع الدین احمد مدار بن (۲) سید علی حلبی بن (۳) سید غفور حلبی بن (۴) سید عبدالرزاق حلبی بن (۵) سید عبدالوہاب حلبی بن (۶) سید زاہد حلبی بن (۷) سید برہان الدین حلبی بن (۸) سید ابراہیم حلبی بن (۹)

سید عبدالرحمٰن حلبی بن (۱۰) سید قاسم ابن (۱۱) سید احمد بن (۱۲) سید یٰسین بن (۱۳) حضرت امام موسیٰ کاظم ابن (۱۴) حضرت امام جعفر صادق" (اسرار العارفین فی احوال العاشقین مولف حضرت مولانا حافظ شاہ شبیر احمد چشتی قادری بارہ بنکوی ثم احمد آبادی ص ۱۵۶)

اس شجرہ میں مدار پاک کو حضرت سید علی حلبی کا بیٹا لکھا گیا ہے لیکن بعد کے نام صرف اسی کتاب میں درج ہیں ابو اسحاق شامی کو موجودہ مراۃ مداری میں اولاد پاک نہاد انبیاء بنی اسرائیل سے تحریر کیا گیا ہے۔ایک آدمی کے کتنے باپ ہوتے ہیں؟ ایک اور صرف ایک۔ نہ جانے ان سیرت نگاروں کے پاس کہاں سے الہام ہوا۔ تذکرہ نگاروں کے اختلافات کہاں نہیں ہیں؟ صحابۂ کرام، تابعین کرام کے شجرات اور ان کے آباء واجداد کے ناموں میں شدید اختلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کے والد کے بارےمیں پانچ سے زائد اقوال نقل کئے گئے ہیں جس میں حضرت ابو ہریرہ اور ان کے والد کے ناموں کا اختلاف ظاہر کیا ہے۔علامہ عبدالبر نے متعدد حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ کے والد کے بارے میں نام درج کیا ہے۔ عبداللہ ابن عامر، ہریرہ بن عشرقہ، سکین بن عبداللہ بن عبدالشمس، عبدنہم بن عامر، عبد عمرو بن عبد غنم، کردوس بن عامر (استیعاب ج ۴ ص ۱۷۶۹)

قارئین سمجھ رہے ہونگے کہ ایک ابو ہریرہ کے کئی عربی نام تو ہو سکتے ہیں مگر پانچ پانچ باپ نہیں ہو سکتے ہیں والد تو صرف ایک ہی ہوتا ہے۔اسی طرح حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا ایک شجرہ صحیح ہے جو ان کے اہل خاندان، مشائخ مکنپور شریف اور جمہور اہل سیر کے نزدیک معتمد و مقبول ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے نسب میں اختلاف: حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے نسب نامہ میں اختلاف ہے۔معین الارواح کے مصنف سلطان الہند حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز کا نسب نامہ پدری متعدد کتب تاریخ وسیر کے حوالے سے اس طرح تحریر کیا ہے۔خواجہ معین الدین حسن بن (۲) خواجہ سید غیاث الدین (۳) بن سید سراج الدین بن (۴) سید عبداللہ بن (۵) سید عبدالکریم بن (۶) سید عبدالرحمٰن بن (۷) سید اکبر بن (۸) سید ابراہیم بن (۹) امام موسیٰ کاظم بن (۱۰) امام جعفر الصادق بن

(۱۱) امام محمد باقر بن (۱۲) امام زین العابدین بن (۱۳) سید الشہداء حضرت امام حسین بن (۱۴) حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور صاحب مراۃ الاسرار و مراۃ مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے آپ کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا ہے۔خواجہ معین بن خواجہ سید غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ظاہر ہے کہ حضور خواجہ پاک کا اس میں سے وہی شجرہ صحیح ہے جسے جمہور صحیح مانتے ہیں۔

حضور غوث پاک کے حسب ونسب میں اختلاف:- اسی طرح حضور غوث پاک محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شجرۂ نسب کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض لوگوں نے آپ کی سیادت کا ہی انکار کر دیا ہے جیسے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب۔اسی شک وشبہ کو دور کرنے کے لئے اپنے وقت کے محدث اعظم حضرت شیخ ملا علی قاری نے حضور غوث پاک کی سیادت ثابت کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام نامی نزہۃ الخاطر الفاطر ہے۔

جناب مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی سے استفتاء کیا گیا کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں ہیں اور نہ حسن مثنیٰ کی اولاد میں ہیں مہربانی فرما کر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ ونام کتاب تحریر فرمائیں۔آپ جواب لکھتے ہیں "حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے............رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو اسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے میر صاحب ہے" سیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۹ ج دوازدہم کتاب الشتی)

حضرت صابر کلیری کے حسب ونسب میں اختلاف: حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو مراۃ الاسرار میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھا ہے جبکہ آپ کا شجرۂ نسب حقیقت میں حضور غوث پاک کے شجرۂ سیادت سے ملتا ہے۔مراۃ الانساب کلاں میں ضیاء الدین احمد علوی مجددی نے آپ کو حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شجرہ بھی تحریر کیا

ہے۔سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبداللہ بن سید فتح اللہ ابن سید نور محمد
ابن سید احمد ابن سید غیاث الدین بن سید بہاء الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدین ابن سید محمد
ابن ضیاء الدین علی بن سید اسماعیل اول ابن سید امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (مراۃ الانساب ص
۱۵۷ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ)

روافض وخوارج نے بزرگوں کے نسب ناموں میں تحریف کی ہے: جمہور اہلسنت کے
نزدیک شجرۂ سیادت ہی مسلم ہے۔غرضیکہ اکابر اولیاء اللہ کے حالات وشجرات میں خلط ملط
اختلافات واختراعات کردئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود محققین کے نزدیک جو حق اور سچ
ہے وہی مسلم ہے وہی مستند ہے اسی کا رواج ہے وہی صحیح منہاج ہے۔روافض وخوارج نے
انگریزوں سے سازباز کر کے حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ
کے شجرۂ طیبہ طاہرہ میں شک وارتیاب پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اوران کے دام تذویر
میں کچھ ارباب تاریخ وسیر بھی آگئے ہیں یا ان ظالموں نے اکابر اہلسنت کی کتابوں میں بڑی
عیاری ومکاری سے اپنے طباعت خانوں سے تحریف وتبدیل کر کے شائع کرادیا ہے۔نتیجۃً
بعض اہل قلم دھوکہ کھاگئے ہیں اوراپنی تحقیق میں حق حقیقت تک نہیں پہونچ سکے ہیں۔

صحیح مستند معروف وحصر یہ ہے کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار باپ کی طرف
سے حسینی سید ہیں اور ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں۔آپ کے والد ماجد سید علی حلبی ہیں جو
قاضی قدوۃ الدین کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں اور والدہ ماجدہ سیدہ خاص الملک بی بی ہاجرہ
عرف فاطمہ تبریزیہ ہیں۔آپ کی سیادت کے لئے کسی بھی خارجی دلیل کی قطعی کوئی حاجت نہیں
ہے اس بارے میں آپ کا بیان آپ کے اہل خاندان کا بیان اور جمہور کا قول کافی ہے۔جن
حضرات نے آپ کو ابواسحاق شامی یا حضرت ابو ہریرہ یا خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں شمار کیا
ہے یہ ان کی ناواقفی غلط فہمی اور بے ثبوت کی باتیں ہیں اور اس طرح کی غلط فہمی اور شبہ پیدا
کرنے میں وہابیوں دیوبندیوں ،کنٹور کے رافضیوں اور معاندین سلسلۂ عالیہ مداریہ کے
بڑے بڑے ہاتھ ہیں اور حرص وہوا کے بندوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔

سلسلۂ مداریہ سے حسد کی وجہ: چونکہ نویں ،دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں سلسلۂ
مداریہ کا سورج آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور تابناک تھا جو چھوٹی چھوٹی خانقاہوں کے

ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی لوؤں کو ماند کئے دے رہا تھا جیسا کہ حضرت عالمگیر اورنگزیب رحمۃ
اللہ علیہ کے بھائی داراشکوہ قادری کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ چھ لاکھ کا آدمی آپ
کے عرس میں شریک ہوتے تھے(سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶)

اس زمانے میں ہندوستان کی کل آبادی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ کروڑ رہی ہوگی۔آمد
ورفت کے ذرائع محدود تھے اس حال میں عرس قطب المدار میں پانچ چھ لاکھ آدمیوں کا شریک
ہونا آپ کی سب سے زیادہ شہرت وقبولیت کی روشن دلیل ہے۔اور کسی کے عروج وقبولیت سے
حسد کرنا اور حسد کی وجہ سے اس کے عروج وبلندی پر کیچڑ اچھالنا اہل حرص وہوا کی عادت ہے۔
جان لیجئے اور خوب تحقیق سے جان لیجئے کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اجلہ سادات حسینی وحسنی میں سے ہیں آپ کی سیادت کسی دلیل وتعارف کا محتاج نہیں۔

ایک عجیب وغریب سوال اوراس کا جواب: حضرت زندہ شاہ مدار مقام وراء الوراء
سے ترقی کر کے مقام محبوبیت کبریٰ پر فائز تھے۔بسا اوقات آپ جلوۂ ذات اور تصور صفات میں
مستغرق ہو کر اپنوں بیگانوں ،عوام وخواص کی نظروں سے مستور ہو کر منظور نظر الٰہی ہو جایا کرتے
تھےاور کبھی مقام صمدیت کا غلبہ شدید ہوتا تو مخلوق سے بالکل بے نیاز ہو جاتے تھے کچھ لوگ آپ
سے متعلق یہ اڑانے لگے کہ آپ کے والدین ہی نہ تھے آپ بے ماں باپ کے تھے چنانچہ
حضرت علامہ عیسیٰ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سوال کیا

می گویند کہ آنحضرت مادر وپدر ندارند ایں نوع
چگونہ بود؟ فرمودند خدائے تعالیٰ قادر است
کہ بغیر مادر وپدر آفرینند۔ چنانچہ آدم علیہ
السلام کہ مادر وپدر نبود وعیسیٰ علیہ السلام را کہ
پدر نبود پس آفریدن خدائے تعالیٰ چہ عجب
است اے عزیز ولادت دو نوع است یکے
ولادت صلبی کہ از مادر وپدر تعلق دارد ودوم
ولادت ارشادی

کہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت کے کوئی ماں
باپ نہیں یہ کیسے ممکن ہوگا؟ آپنے جواباً ارشاد
فرمایا خدائے تعالیٰ قادر ہے کہ کسی کو بغیر ماں
باپ کے پیدا فرمادے چنانچہ حضرت آدم
علیہ السلام کے والد ووالدہ دونوں نہیں تھے اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی باپ نہیں تھا
پس خدائے تعالیٰ کے طور میں کیا تعجب ہے
اے پیارے!ولادت کی دو قسمیں ہیں ایک
ولادت صلبی ہے جو ماں باپ سے تعلق رکھتی

ہے اور دوسری ولادت ارشادی ہے (حاشیہ تذکرۃ المتقین ص ۱۲۸)

اس سوال وجواب سے حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حسب ونسب کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا؟ ہاں اگر کوئی انکار ہی پر آمادہ ہے تو یہ اس کی کورچشمی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہٗ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

غرض یہ کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ حضرات حسنین کریمین کے گھر کے چشم وچراغ تھے بلکہ آفتاب سیادت وماہتاب ولایت تھے۔

پیدائش کے وقت کرامات کا ظہور: آپ جب شکم مادر سے اس جہان تیرہ وتار میں جلوہ بار ہوئے تو روئے انور کی تابانی سے وہ مکان جگمگا اٹھا جس میں آپ پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی جبین نیاز کو خالق بے نیاز کی بارگاہ میں بہر سجدہ جھکا دیا زبان حق بیان سے صدا بلند ہوئی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ حضرت ادریس حلبی جو ایک صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب اس خاکدان گیتی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو روح پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مع جملہ اصحاب کبار وائمۂ اطہار خانۂ علی حلبی میں جلوہ افروز ہوئی اور سید علی حلبی وفاطمہ ثانیہ کو سعید بیٹے کی ولادت کی مبارکباددی ہاتف غیبی نے ہٰذا ولی اللہ ہٰذا ولی اللہ کا مژدہ سنایا اور شاہدان بارگاہ لایزال نے اپنے لوح دل پر ان مبشرات کو نقش کر لئے اور آپ سعید ازلی قرار دیئے گئے۔

تعلیم وتربیت: اللہ تعالیٰ جسے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور اپنی محبوبیت کے لئے انتخاب فرماتا ہے اس کی تعلیم وتربیت ظاہری وباطنی کیلئے بھی بہترین انتظام فرماتا ہے چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہٗ کی عمر مبارک چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو سلف صالحین کی سنت کے مطابق والد گرامی نے بہ منشائے رحمانی رسم بسم اللہ خوانی کے لئے آپ کو قطب ربانی شیخ العصر حضرت حذیفہ مرعشی الشامی قدس سرہٗ النورانی متوفی ۲۷۶ھ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ استاذ محترم نے حق استادی ادا کرتے ہوئے ابتدائی تعلیم سے لے کر شریعت کے تمام علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ کردیا۔

جب آپ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی تو تمامی علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ حاصل ہوچکی تھی۔ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تمامی آسمانی کتابوں خصوصا توریت، انجیل، وزبور کے بھی حافظ وعالم تھے (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام ص ۴۹۳) مجدد سلسلۂ چشتیہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ بعض علوم نوادر مثلاً علم ہمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا میں کامل دسترس رکھتے تھے (ترجمہ لطائف اشرفی فارسی ص ۳۵۴ مطبوعہ نصرت المطابع دہلی)

بیعت وخلافت: ظاہری علوم سے فراغت کے بعد سعادت ازلیہ جذب دروں کو علم باطن کے حصول کے لئے پابہ اشتیاق کردیتی ہے۔ جذبۂ عشق زیارت حرمین شریفین کے لئے قدم بڑھاتا ہے۔ والدین کریمین سے اجازت لے کر عازم مکہ ومدینہ ہوتے ہیں، ادھر وطن مالوف سے قدم باہر نکلے ادھر نصیبے کے معراج کی تیاری شروع ہوگئی۔ منشائے قدرت نے حریم دل میں صدا لگائی اے بدیع الدین! صحن بیت المقدس میں تمہاری مرادوں کی کلید لئے سرگروہ اولیاء بایزید بسطامی سراپا انتظار ہیں۔ آپ نے رہوار عزم کو بیت المقدس کی طرف موڑ دیا۔ ۲۵۹ھ میں سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی نے صحن بیت المقدس میں نسبت طیفوریہ صدیقیہ وطیفوریہ بصریہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت وخلافت کا تاج سر پر رکھ کر حلۂ باطن سے آراستہ وپیراستہ فرمادیا۔ ایک عرصہ تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے۔ اذکار واشغال، اوراد ووظائف اور ریاضات ومجاہدات کے ذریعہ طریقت وحقیقت اور رموز معرفت کی منزلیں طے کرتے رہے۔ مرشد کامل نے ذکر دوام اور حبس دم کی تعلیم وتربیت سے بھی مزین فرمادیا۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا انتقال: مرشد برحق نے مرید صادق کو عرفان حق ومشاہدات حقیقت کا ایسا لطیف احساس اور سلیم جذبہ عطا کردیا کہ آپ مشاہدۂ ذات الٰہیہ ودرک صفات لامتناہیہ میں محو ومستغرق رہنے لگے۔ ۲۶۱ھ کا سورج اپنے آٹھویں برج میں قدم رکھ چکا تھا چودھویں رات کا چاند اپنے پہلے مطلع کا اجالا جبین کائنات پر بکھیر چکا تھا، داعی اجل نے سلطان العارفین کے در زندگی پر دستک دی اور عالم قرب اقرب میں حضوری کا دعویٰ پیش کردیا۔ آپ نے سرور وانبساط کے ساتھ دعوت قبول فرمالی اور ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ

مطابق ۸۷۵ء میں اس دارفانی سے عالم بالا کی طرف کوچ کر گئے، ہاتف غیبی نے مژدہ سنایا یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی ۔ اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا خوشی خوشی، میرے بندوں میں شامل ہو جا، میری جنت میں داخل ہو جا۔ انا للہ وانا الیه راجعون

حج بیت اللہ و در رسول پر حاضری: مرشد سے جدائی کے بعد حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ اپنے حاصل مراد معبود حقیقی کی یاد سے حریم دل کو آباد کرنے لگے اور مخصوص مقام پر ذکر دوام میں محو و مستغرق ہو گئے۔ آپ نے ایسی گوشہ نشینی اختیار فرمائی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے قلب پاک و معریٰ ہو گیا اور باطن صاف و مصفٰی ہو گیا۔ تجلیات ربانیہ کی ہمراہی اور مشاہدات حقانیہ کی ہم نوائی میں ایک طویل عرصہ گذر گیا ایک رات وارفتگی شوق کے عالم میں تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں کے دریچے بند ہوئے کہ خواب میں مصطفےٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک جلوہ افروز ہوئی اور ایک شیریں آواز کانوں میں رس گھولنے لگی۔ اے بدیع الدین! تیری مرادوں کے حصول کا وقت قریب آ گیا ہے گنبد خضریٰ کے مکین مقدس تیرے نانا جان سنہری جالیوں سے تیری راہ دیکھ رہے ہیں...... آنکھ کھلی تو دل کی دنیا میں مسرتوں کا طوفان برپا تھا، وارفتگی شوق دید احساس و وجدان پہ چھاتی چلی گئی لیکن خرد نے سرگوشی کی کہ اے شوق دید مچل اے پاؤں ٹھہر، اے دل کی تمنا خوب تڑپ آپ نے رہوا شوق کو خانہ کعبہ کی طرف موڑ دیا، موسم حج شروع ہو چکا تھا فریضۂ حج ادا کیا۔ جب جمال الٰہی کی تجلیوں کے فروغ سے قلب دروں کندن ہو گیا تو دل بیتاب پر مدینہ منورہ کے خیالات و احساسات چھاتے چلے گئے ......وہ سرزمین جس کا نام سن کر اہل ایمان کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں وہ نورانی گلیاں جن میں جاروب کشی کیلئے آنکھیں اور پلکیں آرزومند رہتی ہیں۔ مسجد نبوی کے وہ منقش و معطر ستون جنہیں تصویروں میں دیکھ کر ہی احساو وجدان سجدہ ریز ہونے لگتے ہیں۔ وہ گنبد خضریٰ جس سے نور کی شعائیں پھوٹ پھوٹ کر ساری کائنات کو روشن کرتی ہیں۔ اب وہاں کی حضوری، رسائی اور باریابی کی دھن میں پائے شوق وارفتہ و تند رو ہوتا جا رہا ہے۔ جوں منزل مقصود قریب آ رہی ہے دل و دماغ اور روح کی تمام حسیات پر ادب و احترام کا رنگ غالب ہوتا جا رہا ہے۔ مقدر کی باریابی سے در حضور ﷺ پہ حاضری ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا آستانہ ہے۔

یہاں خلقت کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں تو شہنشاہ بھی گدا بن کے آتے ہیں۔ یہ مقام تو فہم و ادراک کی منزل سے بھی بالاتر ہے۔ یہاں شرمساری کے جلو میں امیدوں کا دیا جلتا ہے۔ اضطراب کے پس پردہ چین و سکون کی ہوا چلتی ہے۔ وہ ادھر دائیں ہاتھ کو منبر نبوت ہے اور وہ ریاض الجنة ۔ یہاں قدم قدم پر انوار و رحمت کی خیرات کیلئے کھڑے ہیں۔ دن یا رات کی کسی گھڑی میں ایک پل کے لئے بھی یہ جگہ خالی نہیں رہتی ہے۔ دیوانے اور مستانے یہاں دھونی رمائے رہتے ہیں۔ بیک وقت ستر ہزار ملائکہ درود و سلام کے نغموں کے ساتھ یہاں چکر لگاتے رہتے ہیں ، اہل محبت کا یہاں ہر دم ہجوم رہتا ہے۔ اللہ ہو کی بازگشت فضا کو گرمائے رہتی ہے، یہاں کا ایک سجدہ ہزاروں سجدوں پر بھاری رہتا ہے۔

حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہیں، دل کی بیتابی کو قرار مل رہا ہے، اضطراب شوق پر حصول تمنا کی امیدوں کا غلبہ ہو رہا ہے۔ احساسات پر سکون کی خنکی چھائی ہوئی ہے رات اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ فجر صادق اپنے اجالے کائنات پر بکھیرنے کی تیاری کر رہی ہے کہ اسی اثنا میں رحمت و نور کے پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نورانیت کے ساتھ عالم مثال میں ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے دل بند بدیع الدین قطب المدار کو اپنے دامن رحمت و نور میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ قطرہ سمندر سے مل کر سمندر ہونے جا رہا ہے، ذرہ آفتاب ہونے جا رہا ہے، معاً امیر کبیر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ظاہر ہوتے ہیں، بارگاہ رسالت سے حکم جاری ہوتا ہے اے علی! اپنے نور نظر لخت جگر کو روحانیت کی تربیت دے کر رجل کامل بنا کر میرے پاس لاؤ۔

نسبت اویسیہ سے مشرف ہونا: تاجدار اقلیم ولایت نے اپنے فرزند کو اپنی آغوش عاطفت میں لے کر اس کی روحانیت کو صیقل کر دیا اور قلب و روح کو متحمل بار ولایت عظمیٰ بنا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مشمول عواطف فرما کر حجرۂ عنایت میں اسلام حقیقی تلقین فرمایا اور اپنے جمال جہاں آرا سے اپنے فرزند کے قلب و روح کو مزین فرما کر شرف اویسیت سے ممتاز فرمایا اور ہندوستان جانے کی تاکید فرمائی۔

اویسیت کا مطلب: اویسیت کیا ھے؟ اس کی شان کتنی نرالی ھے؟ اس کے فھم و ادراک کے لئے شاہ سمنان حضرت مخدوم اشرف جھانگیر

سمنان قدس سرہٗ المنان کی بارگاہ ذیشان میں تھوڑی دیر کی حاضری دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ گفتہ کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل باشند کہ ایشاں را مشائخ طریقت وکبرائے حقیقت اویسیاں نامند کہ ایشاں را درظاہر پیرے احتیاج نبود زیرا کہ ایشاں راحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم درحجرۂ عنایت خود پرورش می دہند بے واسطہ غیرے چنانکہ اویس رادادہ ایں عظیم مقامے بود وروش عالی تر، کرا انجار سانند وایں دولت بکہ رونماید بموجب آیت کریمہ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم (لطائف اشرفی لطیفہ چودھواں)

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے کچھ ایسے حضرات ہیں جنھیں بزرگان دین اور مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں کہ ان حضرات کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ عنایت میں بذات خود ان کی تربیت وپرورش فرماتے ہیں اس میں کسی غیر کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ کو تربیت دی تھی ۔یہ مقام اویسیت نہایت ہی اونچا روشن اور عظیم مقام ہے کس کی یہاں تک رسائی ہوتی ہے؟ یہ دولت کسے میسر ہوتی ؟ بموجب آیت کریمہ یہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہےاور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ

حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند وبسے مشربے عالی داشتند وبعضے علوم نوادر ازہیمیا وکیمیا وریمیا وسیمیا ازایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے راباشد

حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ بھی اویسی ہوئے ہیں نہایت ہی بلند وعالی مشرب والے ہیں بعض علوم نوادر جیسے ہمیا سیمیا کیمیا اور ریمیا ان سے مشاہدے میں آئے جو اس جماعت اولیاء اللہ میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے (لطائف اشرفی فارسی ص۳۵۴ مطبوعہ

نصرت المطابع دہلی ایسا ہی مراۃ الاسرار کے صفحہ نمبر ۱۰۰۷ پر درج ہے)

بحر ذخار میں ہے کہ

شیخ بدیع الدین قطب المدار در حقیقت از روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت علی مرتضیٰ وامام مہدی تلقین وتربیت داشت بطریق اویسی

شیخ بدیع الدین قطب المدار نے در حقیقت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وروح حضرت علی مرتضیٰ وامام مہدی سے تلقین وتربیت پائی اویسی طریقے سے (بحر ذخار ص۲۷۹ ج۳)

فیضان اویسیہ مداریہ کا اجراء: حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ کو بارگاہ قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مخصوص نعمت اویسیہ تفویض کی گئی آپ نے اس فیصان کو صرف اپنی ہی ذات کیلئے مختص نہیں فرمایا بلکہ جود وسخا اور کرم وعطا سے کام لیتے ہوئے آپ نے اس فیض کمال کو دوسروں میں بھی تقسیم فرمایا چنانچہ آپ کے ایک مرید وخلیفہ حضرت محمود کنتوری رضی اللہ عنہٗ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضور اپنا سلسلہ اویسیہ مجھے عطا فرمائیں کریم ابن کریم نے نوازش کا دریا بہا دیا ارشاد فرمایا۔

اكتب اسمك ثُمّ اسمى ثم اسم رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم

اپنا نام لکھو پھر میرا نام رقم کرو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نقش کرلو اور سلسلۂ اویسیہ عالیہ مداریہ اویسیہ سے مستفیض ہو جاؤ۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

جمال اولیاء کوڑہ جہان آبادی اور نسب اویسیہ مداریہ: اکرام ونوازش کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ وصال کے بعد بھی صاحبان ظرف وقلوب کو آپ شرف اویسیت سے نوازتے رہے ہیں چنانچہ وقت کے ولی کامل سلسلۂ برکاتیہ رضویہ کے انتیسویں امام شیخ طریقت حضرت محمد جلال الدین عرف جمال اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلا واسطہ آپ رضی اللہ عنہٗ سے فیض اویسیہ حاصل فرمایا (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص۳۱۰ عبدالمجتبیٰ رضوی)

اویسیت کی تفصیل جاننے کے بعد ایک مرتبہ پھر دیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حاضری دیجئے اور تاریخ کا پچھلا ورق الٹ کر دیکھئے۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ مرادوں کی جھولی بھر چکے ہیں مقدر کی سرفرازی کو کمال معراج حاصل ہو چکا ہے شمع شبستان نبوت سے جسم وتن کے ساتھ قلب وروح بھی روشن ہو چکا ہے لیکن شہر نبی کو چھوڑ کر ہندوستان جانے کا اشارہ متمنی وصل کے خرمن وصل پر ہجر کی بجلیاں کوندنے کے مترادف ہے۔ عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے دل میں یہ صدا گونجتی ہو۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون

دل مضطر مدینہ سے جدائی کی خبر سن کر تڑپ تڑپ کر کس قدر بے چین ہوا ہوگا؟ اہل دل ہی اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ لب خاموش ہیں، آنکھیں جھکی ہیں، زبان کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن قوت گویائی پر پاس ادب کی حکمرانی مسلط ہے، احساس جدائی میں آنکھوں سے اشک ابلنا چاہتے ہیں لیکن پاس ادب میں آنسو تھمے ہوئے ہیں

لہولہو ہے جگر آنکھ تر نہیں ہوتی

یہ سوچ کر فغاں گلے میں آکر رکی ہوئی ہے، کہ شاید حضور کے نازک گوش مبارک تاب فغاں نہ اٹھا سکیں جذبۂ عشق مدینہ سے جدائی کیلئے قطعی تیار نہیں ہے لیکن عقل سلیم کانوں میں سرگوشی کرتی ہے آنے والے کو تو جانا ہی ہوتا ہے اللہ اکبر! اتنی لمبی زندگی اور اتنا کم پڑاؤ؟ دل گرفتہ ہوتے ہیں، شوق تسلی دیتا ہے، جناب عالی! آپ گھبرائیں نہیں کل شی یرجع الی اصلہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے، پھر در حضور پر حضوری کا شرف ملے گا، آپ الوداعی سلام عرض کرتے ہیں۔

اے نوری قبا والے الصلوٰۃ والسلام........ اے گنبد خضریٰ کے مکین مقدس الصلوٰۃ والسلام
اے مدینے کے تاجدار الصلوٰۃ والسلام........ اے رحمت کائنات الصلوٰۃ والسلام

سفر ہندوستان: سرزمین ہند جس کے لالہ زاروں اور گلستانوں سے پھوٹی ہوئی ایمان ووفا کی خوشبو بارگاہ رسالت میں محسوس کی جاتی ہے اور حریم نبوت سے اہل جہان کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ "ہندوستان سے ایمان ووفا کی خوشبو آرہی ہے"

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے — میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
(اقبال)

ایمان ووفا کی اس خوشبو سے اہل ہند کے دل و دماغ کو معطر کرنے والے کا انتخاب ہو چکا ہے کفر وضلالت کے اندھیرے میں ایمان وہدایت کی تجلیاں بانٹنے کے لئے ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور نظر مدار کو مظہر سراج منیر بنا کر ہندوستان روانہ ہو جانے کا حکم صادر فرمادیا ہے۔ مبلغ کو تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح کر دیا گیا ہے، حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ بانی اسلام کے نقیب بن کر عازم ہند ہو رہے ہیں، سمندری سفر در پیش ہے، ہندوستان آنے والا جہاز ساحل ہند پر تیار کھڑا ہے، کوچ کا نقارہ بجنے والا ہے لوگ اپنے اپنے زاد سفر کے ساتھ اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ناخدا بار بار ساحل کی طرف نظریں ڈال رہا ہے کہ کہیں ہند کا کوئی مسافر چھوٹ نہ جائے، حضرت قطب المدار عین وقت پر وہاں پہونچتے ہیں اور مسافروں کی فہرست میں ایک فرد کا مزید اضافہ کر لیا جاتا ہے ملاح لنگر اٹھاتا ہے اور جہاز منزل کی جانب رواں دواں ہو جاتا ہے۔ عین وسط سمندر میں توحید کا مبلغ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے لوگوں کے درمیان کھڑا ہوتا ہے اور توحید ورسالت کا پیغام سناتا ہے۔ اے لوگو! عبادت کے لائق تو صرف اور صرف اللہ پاک ہے، وہ ایک ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی بھی اس کا شریک وساجھی نہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

جب یہ صدائے توحید اہل جہاز کے کانوں میں پہونچی تو شقاوت قلبی کے سبب انہوں نے قبول دعوت حق سے انکار کر دیا ان کے ویران دل اور مردہ روحیں انوار اسلام سے معمور نہ ہو سکیں۔ غضب الٰہی جوش میں آیا اور جہاز طوفان کی زد میں آکر غرق آب ہو گیا، آپ کے علاوہ جہاز کے سبھی مسافر سمندری موجوں میں دفن ہو گئے۔ مشیت خداوندی سے غرقاب وشکستہ جہاز ایک تختہ نمودار ہوا اور اللہ کی تائید وحفاظت میں اس تختہ کے سہارے آپ سمندر میں پیرنے لگے، اسی حال میں کچھ ایام گذرے، بھوک وپیاس سے نڈھال ہو چکے تھے، جسم مبارک کا پیراہن ژولیدہ ہو گیا آپ نے بارگاہ الٰہی میں دل سے یہ دعا مانگی "الٰہی مرا گرسنگی نشود ولباس من کہنہ نہ گردد (اے اللہ! جل شانہٗ ایسا کردے کہ مجھے بھوک نہ لگے، اور میرا لباس میلا وپرانا نہ ہو۔

(در المعارف ص ۱۴۷)

دعا باب اجابت تک پہونچتی ہے، قبولیت اپنے آغوش میں لے لیتی ہے، صوبہ گجرات کے بندرگاہ کھمبات کے ساحل پر اترتے ہیں، بارگاہ بے نیاز میں جبین نیاز رکھ کر سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں۔

مقام صمدیت پر فائز ہونا: آپ نے سر سجدہ سے اٹھایا تو کانوں سے ایک آواز ٹکرائی سید بدیع الدین! ادھر آیئے آپ کا انتظار ہو رہا ہے آپ نے چاروں طرف دیکھا کوئی منادی نظر نہیں آیا معاً وہی صدا دوبارہ کانوں سے ٹکرائی، کوئی نظر نہیں آیا تیسری مرتبہ صدا بلند ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا اس ویرانے میں کون ہے جو مرے نام سے واقف ہے؟ ملائک عنصری کا سردار شخیشا ایک حسین پیکر میں ظاہر ہوا اور ایک روایت کے مطابق حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام رونما ہوئے اور فرمایا صاحب زادے! عالم علوی وسفلی میں آپ کے نام کا اعلان کردیا گیا ہے، سبھی آپ کو جانتے ہیں، آپ میرے ساتھ آیئے آپ ان کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے گئے دیکھتے ہیں کہ نہایت ہی خوبصورت اور عالی شان مکان ہے مکان میں سات دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ایک پیکر جمیل نگہبانی کیلئے مقرر ہے حویلی کے اندر عظیم الشان زرنگار خوبصورت تخت بچھا ہوا ہے، تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار جلوہ افروز ہیں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضوری میں باریابی کا شرف ملتا ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بکمال عاطفت آغوش شفقت میں بٹھاتے ہیں ایک جوان خوان نعمت میں طعام ملکوتی اور حلۂ بہشتی لے کر حاضر ہوتا ہے، قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نو لقمے مدار پاک کو کھلاتے ہیں جس کے سبب تمام طبقات ارضی وسماوی آپ پر روشن ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اب تمہیں کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مقام صمدیت سے سرفراز کردیئے گئے، جنتی حلہ پہنا کر یہ بشارت دی کہ اب کبھی نہ یہ میلا ہوگا اور نہ پرانا ژولیدہ، اسے دھونے اور صاف کرنے کی حاجت درپیش نہ ہوگی۔

رخ روشن تابناک ہوگیا: نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ پھیر دیا جس کے سبب روئے مبارک اتنا روشن وتابناک ہوگیا کہ دیکھنے والے تاب نظارہ نہیں لاپاتے، رخ روشن کی تجلیاں دیکھ کر بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتے، خدائے تعالیٰ کی یاد آتی اور محض حسین صورت دیکھ کر ہی کلمہ پڑھ لیتے، پکار اٹھتے جب اس محبوب کے جمال کا یہ عالم ہے تو خالق حسن وجمال کا عالم کیا ہوگا، طبرانی اور ابن ماجہ میں اسماء بنت یزید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الا أنبئكم بخياركم قالوا بلى يارسول الله قال خياركم الذين اذا رأو ذكر الله

کیا میں تمہیں خبر نہ دوں تم میں سے بہتر لوگوں کے بارے میں؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آجائے

حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار اس حدیث کے سچے مصداق تھے۔

صاحب طبقات شاہجہانی رقم فرماتے ہیں۔

ہر کہ اورا دیدے بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ وے تاباں بود

جو کوئی آپ (زندہ شاہ مدار) کو دیکھتا بے اختیار سجدہ میں چلا جاتا ان انوار الٰہیہ کے سبب جو آپ کی پیشانی میں تاباں تھے

داراشکوہ قادری برادر اورنگزیب عالمگیر تحریر فرماتے ہیں کہ ”حضرت زندہ شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے۔ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے کہتے کہ بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جو کپڑا ایک مرتبہ پہن لیتے پھر اسے دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آتی ہمیشہ پاک اور صاف رہتے“ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ صمدیت پر فائز تھے یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ شہزادہ داراشکوہ قادری ترجمہ محمد علی لطفی)

صاحب تذکرۃ الکرام آپ کی صورت وسیرت کا نقشہ اس انداز میں کھینچتے ہیں۔“

حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے، کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور ان کا کپڑا کبھی میلا نہیں ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا نہایت حسین وجمیل تھے چاروں کتب سماوی کے حافظ وعالم تھے کہتے ہیں کہ آپ کی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے کیا تھا اور وہ اپنے وقت کے قطب مدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام ص ۲۹۳ مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلائی)

واضح ہو کہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ کو حضرت رسالت پناہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے طعام بہشتی کھلا کر کھانے پینے کی ضرورت سے بے نیاز فرما دیا تھا، حضرت سیدنا سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ السامی نے آپ کی ہمراہی میں رہ کر پورے بارہ سال تک کھانے پینے سے بے نیاز دیکھا اس لئے بارہ سال تک خورد و نوش نہ کرنے کی روایت فرمائی اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے بعد کے لوگوں نے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی بارہ سال تک نہ کھانے پینے کی روایت کر دی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ طعام بہشتی کھانے کے بعد آپ پوری بقیہ عمر یعنی تقریباً ۵۵۶ سال تک کھانے پینے سے بے نیاز رہے گویا آپ نے اپنے قول" الدنیا لی یوم وانا فیها صوم " کے مطابق پوری زندگی کا روزہ رکھ لیا۔

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رضی اللہ عنہٗ اپنے ملفوظات میں اس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ قطب مدار بودند و شانے عظیم دارند وایشاں دعائے کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نشود ولباس من کہنہ نہ گردد ہمچناں شد کہ بعد ازاں دعا در تمام عمر بقیہ طعامے نخورند ولباس ایشاں تا بہ ممات کفایت کرد	حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ قطب مدار تھے اور ایک عظیم شان کے مالک تھے آپ نے دعا کی تھی الٰہی! مجھے بھوک پیاس نہ لگے اور میرا لباس میلا پرانا نہ ہو ویسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ عمر میں آپ نے کچھ نہ کھایا پیا اور آپ کا لباس میلا پرانا نہیں ہوا وہی ایک لباس وصال تک کافی رہا۔

(درالمعارف ص ۱۴۸۔۱۴۷ ملفوظات حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مطبوعہ ترکی استنبول)

حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ کو جب بارگاہ رسالت سے بطریق اویسیت ساری نعمتیں مل گئیں، مقام صمدیت حاصل کر لیا رخ روشن تابناک و منور ہو گیا تو، آپ نے پوری زندگی تبلیغ وارشاد اور حضوری حق اور مشاہدۂ ذات وصفات میں گذار دی اپنی زندگی کے آخری بیس سال جونپور اور اس کے نواح میں گذاری اور پھر باشارۂ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکن پور شریف میں نزول اجلال فرمایا اور ۸۳۸ ہجری بروز دوشنبہ ۱۷ر جمادی الاول صبح صادق کے وقت ۵۹۶ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ آپ کا تصرف حیات و ممات میں یکساں ہے۔ بحر ذخار میں ہے تصرف ولایت تو در حیات و ممات یکساں خواہد بود (بحر ذخار ص ۹۸۰)

تاریخ پیدائش ووصال میں اختلاف:

آپ کی تاریخ پیدائش اور وصال سے متعلق سیرت نگاروں نے بڑا اختلاف لکھ دیا ہے موجودہ مراۃ مداری میں ولادت کی تاریخ ۷۱۵ھ اور تاریخ وصال ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۸۴۰ھ مرقوم ہے اور کل عمر شریف ۱۲۵ سال تحریر ہے۔

فخر الواصلین کے مولف نے سال ولادت ۷۱۶ھ اور سال وصال ۸۴۰ھ تحریر کیا ہے۔ اس طرح کل عمر مبارک ایک سو چوبیس سال کی ہوتی ہے کسی نے ماہ عالم تاب سے سن ولادت ۵۹۰ھ ہجری نکالی تو کسی نے شاہ کونین سے ۴۴۲ھ کو سن ولادت قرار دیا ہے کسی نے سال پیدائش ۳۰۰ھ میں بتایا ہے تو کسی نے ۲۵۰ھ میں تسلیم کیا ہے بعض نے ماہ کونین سے ۱۸۲ھ کا استخراج کیا ہے لیکن سچائی اور حقیقت یہ ہے کہ قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کی ولادت کا سال ۲۴۲ھ ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ دلائل وشواہد اسی کی تائید کرتے ہیں۔ جمہور اہل سیر کے نزدیک یہی صحیح اور معتبر ہے۔ مشائخ مکنپور شریف کے نزدیک یہی مستند ہے۔ ویسے آپ کی سن ولادت میں اختلاف کیا گیا ہے لیکن اختلاف کرنے والوں کے دعوے بغیر دلیل کے ہیں اور حق وحقیقت سے بعید ہیں اور بے دلیل حقائق کو نہ تو چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی مٹایا جا سکتا ہے۔ بزرگان دین کی پیدائش ووصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے، اختلاف تو اس امت کی فطرت ہے اور اس کے لئے رحمت بھی، جب کائنات کی سب سے عظیم ومحترم اور معروف ومشہور ہستی سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد ووصال کی تاریخوں میں اصحاب سیر وتواریخ نے اختلاف کیا ہے تو دوسروں کا کیا کہنا۔ لیکن عامۃ المسلمین اور جمہور کا جس پر اتفاق ہو گیا وہی معتبر ومستند ہے اور اسی پر فتویٰ جاری ہوگا۔ چنانچہ ہادیٔ اعظم شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کے بارے میں متعدد اقوال ملتے ہیں۔ (۱) ۱۲ر ربیع الاول، طبری ابن خلدون وابن ہشام وغیرہ نے اسی پر جزم کیا ہے (۲) ابن جوزی

نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف اقوال نقل کیے ہیں (۱) ۱۲؍ربیع الاول (حضرت ابن عباس) (ب) ۸؍ربیع الاول (حضرت عکرمہ) (ج) ۳؍ربیع الاول (حضرت عطا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین (بیان میلاد) (۳) بعض لوگوں نے ۹؍ربیع الاول بعض نے ۱۷؍ربیع الاول اور بعض نے ۲۲؍ربیع الاول تحریر کیا ہے۔ حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے بعض نے آپ کی ولادت یوم عاشورہ کو لکھا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۴۵۷) لیکن عامۃ المسلمین کا ماننا ہے کہ ۱۲؍ربیع الاول ہی میلاد النبی کا دن ہے۔ عالم اسلام میں ۱۲؍ربیع الاول ہی کو متفقہ طور سے عید میلاد النبی منائی جاتی ہے، اسی طرح سن ولادت میں بھی اختلاف ہے، بعض نے ۵۷۰ء لکھا ہے بعض کے نزدیک ۵۷۱ء ہے۔ اسی طرح تاریخ وصال میں بھی اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے، شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں لکھا ہے کہ حضور کی وفات یکم ربیع الاول ہے۔ نور بخش توکلی نے وفاء الوفا کے حوالے سے لکھا ہے کہ مشہور محدث حافظ ابن حجر کے نزدیک حضور کا یوم وفات ۲؍ربیع الاول ہے۔ ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ جلد دوم ص ۳۳۲ پر لکھا ہے کہ علامہ سہیلی نے روض الانف اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں ۲؍ربیع الاول کو تاریخ وفات مرجح قرار دیا ہے۔ بایں ہمہ اختلاف ۱۲؍ربیع الاول ہی پر جمہور مسلمانوں کا اتفاق ہوگیا ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ وتابعین کی تاریخ ولادت ووصال میں بھی اختلاف ہے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سن وصال ۳۰ھ یا ۴۰ھ درج کی گئی ہے۔ حضرت سلمان فارسی کی عمر میں بڑا اختلاف ہے کسی نے پانچ سو برس، کسی نے ہزار برس، کسی نے تین سو پچاس سال تو کسی نے دوسو پچاس سال تحریر کیا ہے۔ بعض کے نزدیک ایک سو پچاس سال بھی لکھا ہے، حضرت انس ابن مالک کی وفات ۹۲ھ یا ۹۳ھ ہے حضرت سہیل بن سعد کی ۸۸ھ یا ۹۱ھ۔ حضرت واثلہ ابن اسقع کی ۸۳ھ یا ۸۵ھ یا ۸۶ھ ہے، حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ کی ۱۰۰ھ یا ۱۱۰ھ ہے، حضرت سائب بن یزید کی ۸۰ھ یا ۸۲ھ یا ۹۱ھ یا ۹۴ھ ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷۰ھ یا ۸۰ھ ہے (نزہۃ القاری

ج۱ ص ۱۱۴۔۱۱۵ مفتی شریف الحق امجدی)

اسی طرح وصال کی تاریخ میں بعض نے ۱۴؍رجب اور بعض نے ۴؍شعبان ۱۵۰ھ لکھا ہے (مسالک السالکین ص ۲۴۷)

حضرت خواجہ غریب نواز کی سن رحلت ۶؍رجب ۶۳۲ھ یا ۶۳۳ھ اور ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی رحلت ۶؍شوال ۶۰۳ھ یا ۶۱۷ھ ہے۔ حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی کی رحلت ۹؍یا ۱۷؍یا ۱۱؍ربیع الثانی ۵۶۱ھ درج ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (بحوالہ ذوالفقار بدیع)

الغرض انبیائے کرام واولیائے عظام کی ولادت ووصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی امر محال نہیں۔ نماز، روزہ، حج وزکوۃ میں ائمہ دین کا اختلاف اس قدر شدید ہے کہ باقاعدہ طور سے اسلام چار مسلکوں میں بٹا ہوا ہے۔ ان اختلافات کی وجہ سے انبیاء ومرسلین، صحابہ وتابعین اور اولیاء صالحین کی سیرت وسوانح کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس اختلاف سے نماز، روزے کی حقیقت وحقانیت کی نفی کی جائے گی۔ جب سے حضرت انسان کا وجود قائم ہے اختلاف اس کی فطرت کو ودیعت کردیا گیا ہے۔ اختلاف جب تک تلاش حقیقت کا مصدر اور ایضاح مطالب کا مرجع ہوتا ہے یہ امت کے لئے رحمت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اختلاف امتی رحمة ۔ میری امت کا اختلاف کرنا اس کے لئے رحمت ہے۔ لیکن اختلاف اگر غرور وتکبر سے دوسرے کی حق بات کا انکار کرنے کیلئے کیا جائے اور اس کا مقصد صرف مجادلہ ومعاودہ ہو تو یہی اختلاف قوموں کے لئے زحمت بن جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ

الغرض حق حقیقت سے ناواقفی کی بنیاد پر اگر کسی عالم دین حضرت قطب المدار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اور سن ولادت میں اختلاف کیا ہے تو اس سے حضرت کی ذات بابرکات والا صفات کی عظمت ورفعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے نہ کسی کے گھٹانے سے آپ کی عمر مبارک گھٹ سکتی ہے اور نہ ہی کسی کے بڑھانے سے بڑھ سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سرکار مدار پاک ایک طویل العمر بزرگ ہیں اور کچھ بزرگوں کے طویل العمر ہونے کی خاص وجہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے حبیب صادق ومصدوق صلی اللہ

علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے العلماء ورثۃ الانبیاء وعلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ظاہری بات ہے کہ انبیاء سابقین میں اللہ پاک کی عطا کردہ جہاں اور صفات تھیں وہیں کچھ کی عمریں طویل ہوئیں اب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء میں سے چند کو طول عمری کے وصف سے بھی موصوف ہونا چاہئے تاکہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بہر صورت ہر زاویہ سے صادق ہو اسی وجہ سے بعض الاولیاء اللہ کی عمریں کافی طویل ہوئیں۔

سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سن ولادت شریف لکھنے میں اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے سرکار مدار پاک کی تاریخ ولادت ماہ کونین سے ۱۸۲ھ نکالی ہے، کسی نے لفظ منیر سے ۳۰۰ھ تو کسی نے شاہ کونین سے ۲۴۲ھ نکالی ہے اور اکثر اصحاب سیر نے صاحب عالم سے ۲۴۲ھ استخراج کیا ہے اور اسی کو سن ولادت قرار دیا ہے۔ شواہد وقرائن اسی پر دال ہیں کہ ۲۴۲ھ ہی آپ کی سن ولادت صحیح ودرست اور قابل اعتبار ہے اور اسی پر اکثر کا اتفاق ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم شوال بروز دوشنبہ ۲۴۲ھ میں قاضی قدوۃ الدین علی حلبی کے گھر پیدا ہوئے، آغوش والدین میں تربیت پاکر چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں مکتب میں داخلہ لیا اور چودہ سال کی عمر میں ہی علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت پائی، جب آپ کی عمر شریف ۱۶ سال کی ہوئی تو بیت المقدس کے صحن میں ۲۵۹ھ میں حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور کچھ عرصہ تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفیض ومستفید ہوئے اور سلوک کی منزلیں طے کر کے خلافت وجانشینی کے عظیم منصب پر سرفراز کئے گئے، اکثر اہل سیر کا قول ہے کہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی کا وصال ۲۶۱ھ میں ہوا ۱۶ےھ کو حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سن ولادت تسلیم کر لینا سراسر دھوکہ، فریب، اور غلط وباطل ہے اس لئے کہ سرکار مدار پاک کی حضور غوث پاک سے ملاقات بدلائل کثیرہ ثابت ہے۔ بحر ذخار ثمرات القدس، مراۃ الانساب وغیرہ کتابوں میں حوالہ دیکھا جا سکتا ہے۔ تو جب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۵۶۱ھ سے آپ کی ملاقات ۵۶۱ھ سے قبل ہی ثابت ہے تو ۷۱۶ھ کو آپ کی

سن ولادت ماننا کیا معنی رکھتا ہے۔

یہ تو حق گوئی، حق بینی وحق اندیشی سے منہ چرانا ہے اور عقل وفکر کو منہ چڑھانا ہے۔

جناب اقدس شاہنشاہ مدار جہاں کی لقاء حضور غوث اعظم جیلانی سے ثابت ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی بات بھی بالکل رد ہو جاتی ہے جنہوں نے حضرت قطب المدار قدس سرہٗ کی سن ولادت ماہ عالم تاب سے ۵۹۰ھ نکالی ہے اس لئے کہ ۴۷۰ھ سے ۵۶۱ھ کے درمیان جب ان دونوں بزرگوں کی لقاء ثابت ہے تو ۷۱۶ھ اور ۵۹۰ھ میں ولادت تسلیم کرنا بالکل باطل اور غلط ہے۔ گلستان مسعودیہ کی اس عبارت سے بھی ۵۹۰ھ اور ۷۱۶ھ کو سن ولادت ماننے کی رد ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب مراۃ الاسرار رقم فرماتے ہیں "حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالۂ قطبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میرے پیر ومرشد مکہ معظمہ سے ہندوستان آکر اجمیر شریف مقیم ہوئے تب جا کر کافروں پر فتح نصیب ہوئی۔ حضرت سید اسلم غازی، حضرت سید اکرم غازی، حضرت سید صوفی غازی، حضرت سید ملک غوث غازی، حضرت سید محامد غازی یہی پانچوں پیر حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء شہیدان عظام کے مزارات کی زیارت کے خواستگار ہوئے ان پانچوں پیر کو حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی نے ایک ہفتہ مہمان رکھا، آٹھویں دن خرقۂ خلافت عطا کر کے حکم دیا کہ آپ لوگ اب بہرائچ شریف تشریف لے جائیں۔ الغرض پانچوں پیر حضرت بختیار کاکی کی معیت میں بہرائچ شریف پہونچ گئے۔......... (چند سطر بعد) اسی اثناء میں قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا بہت دنوں بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہونچی ہے۔ چند دنوں پانچوں پیر خدمت اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے، خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدم بوس ہوئے حکم کے مطابق مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے (زیارت حرمین طیبین کیلئے ۶۱۵ھ میں گئے) (مترجم گلستان مسعودی مولفہ عبدالرحمٰن چشتی علوی ص ۱۳-۱۶)

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۶۱۵ھ سے پہلے حضرت قطب المدار بہرائچ شریف میں

موجود تھے۔ لہٰذا ۵۹۰ھ اور ۶۱۷ھ کو آپ کی سن ولادت ماننا بعید از قیاس ہے۔

۵۹۰ھ یا ۶۱۷ھ یا ۴۴۲ھ جو لوگ آپ کی سن ولادت مانتے ہیں ان کی تردید کرامات مسعودیہ کی اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے۔

"سیدنا سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا جب ۴۰۱ھ میں سلطان سید سالار ساہو کو جو کہ میرے حقیقی نانا ہیں، ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خان کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت مظفر خاں رائے بھیروں، رائے سوم کرپا، رائے سنگھ بھیر، رائے سوکن، رائے مہندر، رائے ماکھن، رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصور تھا۔ میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور نانائے معظم حضرت سید سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے، مجھے ان کی جدائی ہرگز گوارا نہ ہوئی، گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہونچا، راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ، میں یہ سن کر متعجب ہوا کہ یہ زندہ شاہ مدار کیا فرما رہے ہیں مگر سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے۔ غرضیکہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی، چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا، جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلیٰ کو غزنی سے ہندوستان بلوایا، قدرت خدا سے ۴۰۵ھ میں سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی طرح روشن پیدا ہوئے اس کا نام مسعود رکھا گیا، مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے۔ میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہو گیا اور ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ چل کر فقیری اختیار کروں۔ ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں آتا ہوں، میں تو خدا سے یہی چاہتا تھا، فوراً تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جا کر تحائف کو

پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجئے، حضرت زندہ شاہ مدار نے کہا کہ تم عمدہ عمدہ لباس پہنے ہو، عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے، ستر چھپانے کے لئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو گیا، ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا، زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی، حضرت سید سالار ساہو نے آپ کو زندہ شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور و شور سے رونا شروع کیا اور منھ آسمان کی جانب بلند کیا، ہر چند حضرت سید سالار ساہو غازی گردن ان کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا، آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لے لیا ہاتھ پیروں کو چوما پیشانی پر بوسہ دیا اس وقت مسعود چپ ہوئے۔ حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اس کی مصاحبت سے تجھے شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج تمہیں سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت و خلافت سے بھی نواز رہا ہوں۔ میں نے حضرت زندہ شاہ مدار سے دریافت کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ چھ مہینے کے بچے نے آپ کو سلام کیا، آپ کے خیریت کے سوال پر اس نے انکار کیا پھر جب آپ کے قدمبوس کرنا چاہا تو منھ پھیر لیا اور رونا شروع کیا اب آپ نے گود میں لے کر چومنا شروع کیا اس وقت خود چپ ہو گیا یہ سب کیا قصہ ہے۔؟ حضرت زندہ شاہ مدار نے آہستہ سے میرے کان میں کہا اس کو بچہ نہ سمجھ یہ مادر زاد ولی ہے۔ جب بالغ ہوگا کفر و شرک کا نشان مٹائے گا بتوں کے ناک کان ہاتھ پیر کاٹ کر بت پرستوں کو جہنم میں داخل کرے گا پہلے جو سلام کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو دیکھتے پہلے سلام کرتے، آپ کی اولاد کی بھی یہی عادت ہے، سالار مسعود غازی بھی اولاد علی سے ہیں لہٰذا ان کو میراث دادا کی کم سنی میں ہی ملی ہے۔ خیریت پوچھنے پر سر ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی خیریت اپنی خیریت پر مقدم ہے چاہتے ہیں کہ جب کافروں کو مسلمان کریں اور جو شخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ پڑھے اس کو تلوار سے موت کے گھاٹ اتاروں، ہر

ہر گاؤں میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا ڈنکا بجاؤں اور مسجدیں تعمیر کراؤں، اس وقت البتہ خیریت ہے ورنہ خیریت کہاں؟ اور رونے اور منھ پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے جب انیس سال کی عمر ہوگی اس وقت شہید ہوگا، شہید کا درجہ عام ولیوں سے بڑا ہے، اس کے چپ ہوجانے کا باعث یہ تھا کہ اس کے ہاتھ پیروں سے بہت نیک کام انجام پائیں گے اور جب میں نے ان جگہوں کو چوما تو ایک قسم کی خنکی اور مسرت اس کو محسوس ہوئی۔ اے اسلم میں نے یہ باتیں جب حضرت زندہ شاہ مدار سے سنیں اس وقت سے میں حضرت سید سالار مسعود غازی کی صورت کا ہزار جان سے عاشق ہوگیا یہاں تک کہ شہادت کے وقت بھی ایک لحہ جدا نہیں ہوا ان کی مرضی اپنی خواہش پر مقدم رکھی۔ (کرامات مسعودیہ مترجم ص ۲۵ تا ۲۸)

نوٹ: یہ کتاب بزبان عربی مولانا محمد ملیح اودھی کی تصنیف ہے مولانا محمد مسیح اودھی نے بزبان فارسی اس کا ترجمہ کیا اور مولانا الٰہی بخش نقشبندی نے اردو ترجمہ کیا، طبع اول قومی کتب خانہ لکھنؤ ۱۲۹۶ھ، طبع دوم مجاہد اعظم پبلی کیشنز ۱۴۰۹ھ

اس پورے واقعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۰۱ھ میں اجمیر شریف کے علاقہ میں موجود تھے، حضرت سید سالار ساہو غازی اور سیدنا سکندر دیوانہ کو قطب المدار نے خلافت واجازت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور سیدنا سید سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا سید سالار ساہو غازی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفیض ومستفید ہونے کی تائید وتوثیق تواریخ محمودی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ نقل است از تواریخ محمودی کہ تصنیف ملا محمود غزنوی است کہ چوں ساہو سالار نزدیک اجمیر رسیدند برائے امداد مظفر خاں اجمیری بر آب جو خیمہ نصب کردند و بخدمت درویشے کبیر انش مستفیض گشتند و آنحضرت سید بدیع الدین مدار کہ خبر تولد شدن سالار

چنانچہ ملا محمود غزنوی کی تصنیف تواریخ محمودی سے نقل ہے کہ جب سالار ساہو مظفر خاں اجمیری کی امداد کے لئے اجمیر کے نزدیک پہونچے تو ایک تالاب کے پاس خیمہ نصب کیا اور ایک بڑے درویش کی خدمت سے فیضیاب ہوئے اور وہ درویش حضرت سید

مسعود غازی بزبان مبارک فرمودند کہ ہفت نام خود کہ بہ ہفت آسمان ملائک بامر اللہ تعالیٰ تسبیح میکنند بساہو سالار را برائے ترقی درجات وکفایت مہمات عطا فرمود آں اسمائے مبارکہ معظمہ مکرمہ اینست بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یازین اللہ یا نجم اللہ یا مجمع اللہ یا فتح اللہ یا صبغۃ الہ یا مرید اللہ یا بدیع اللہ

بدیع الدین قطب المدار تھے اپنی زبان مبارک سے سالار مسعود غازی کے پیدا ہونے کی بشارت دی آپنے اپنے وہ سات نام جو سالار ساہو کو ترقی درجات وکفایت مہمات کیلئے عطا فرمائے جن کے ذریعہ ساتوں آسمانوں میں بحکم اللہ تعالیٰ فرشتے تسبیح کرتے ہیں یہ ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یازین اللہ یا نجم اللہ یا مجمع اللہ یا فتح اللہ یا صبغۃ الہ یا مرید اللہ یا بدیع اللہ

نوٹ:۔ اس ملاقات کا ثبوت مشہور ہندی مورخ وادیب اچاریہ چترسین کی کتاب سومنات،، سے بھی ہوتی ہے جو ہند پاکٹ بکس دلی سے شائع ہوئی ہے۔

سرکار سرکاراں سیدنا بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت تیسری صدی ہجری میں ہی صحیح ہے۔ دلائل وبراہین اور شواہد وقرائن اسی کی تائید کرتے ہیں چنانچہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن مسروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ میں سے تھے حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے اور آپ خود بھی اقطاب میں سے تھے حارث محاسبی وسری سقطی کے صحبت یافتہ تھے۔ (انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء اردو ص ۴۳۷)

تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ ابو العباس احمد بن محمد مسروق قدس سرہٗ کی کنیت ابو العباس ہے اصل آپ کی طوس ہے لیکن سکونت آپ نے شہر بغداد میں اختیار کی آپ استاد شیخ علی رودباری کے اور شاگرد حارث محاسبی قدس سرہٗ کے ہیں اور سری سقطی اور محمد بن منصور الحسین قدست اسرارہم کے ہم صحبت تھے اور قطب المدار عالیہ قدس رہٗ کے ساتھ بھی نہایت آپ کی ملاقات تھی آخر میں آپ درجۂ قطبیت پر پہونچے۔ (تاریخ الاولیاء ج ۱ ص ۲۶۷)

آئینۂ نسب نامہ میں ہے کہ مصنف تاریخ الاولیاء نے جلد اول کے صفحہ ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ شیخ ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا زمانہ ایک تھا اور شیخ ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں اکیس

سال تک رہے اور آپ ہی کی توجہ سے قطبیت کے درجہ پر فائز ہوئے اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق کی وفات ۲۹۹ھ میں ہوئی اور بغداد شریف میں ان کا مزار شریف ہے۔ مصنف تذکرۃ الفقراء واسرار الواصلین نے ۷۶ پر تحریر کیا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ عنہ کے صاحب خرقۂ زندان صوف حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اول ہیں اور شوال المکرم ۲۵۹ھ میں بعد نماز مغرب بیت المقدس کے صحن میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا (آئینۂ نسب نامہ ص ۴۱)

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ۲۹۹ھ سے قبل تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت احمد بن مسروق متوفی ۲۹۹ھ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت مسعود احمد قلندری کاکوروی فرماتے ہیں کہ

تولد وے در سنہ ثلث ماۃ وقبل ماتین وخمسین بود در موضع کہ سہ منزل از رود نیل زادگاہ وے است۔ (فصول مسعودیہ ص ۱۸۰)

یعنی سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار ۳۰۰ھ یا ۲۵۰ھ میں دریائے نیل سے تین میل کے فاصلہ پر (شہر حلب) میں پیدا ہوئے۔

چونکہ سرکار مدار پاک حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ ہیں ۲۵۹ھ میں آپ صحن مسجد اقصیٰ میں بایزید بسطامی سے مرید ہوئے اس لئے ۳۰۰ھ میں آپ کی ولادت ماننا بعید از قیاس ہے۔

جو بزرگان دین نسبت مداریت سے مالا مال ہو کر سلسلۂ مداریت سے منسلک ہیں یا فیضان مداریت سے مستفیض ہو کر راہ سلوک کے مدارج طے کئے ہیں ان سب نے اپنا اپنا شجرہ مداریہ نقل فرمایا ہے اور ہر شجرہ میں پانچ واسطوں سے مدار پاک کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے اور اکثر وبیشتر شجرات میں سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی اور سیدنا عبداللہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے شیخ بتائے گئے ہیں۔ فصول مسعودیہ میں ہے:

در بیان پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم بدانکہ پیر اول حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پیر دوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز مکی قدس سرہ احوال ایشاں در سلسلۂ قادریہ مذکورہ شد، پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی عرف بایزید بسطامی قدس سرہٗ احوال ایشاں در سلسلۂ طیفوریہ مذکورہ شد، پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدین عرف شاہ مدار قدس سرہٗ (فصول مسعودیہ ص ۱۸۰ حضرت مسعود احمد قلندر)

پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم کے بیان میں تو جان لے کہ اس سلسلے کے پیر اول سید المرسلین خاتم النبیین ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پیر دوم حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز عبداللہ علمبردار مکی ہیں پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی ہیں پیر پنجم حضرت شاہ طیفور عرف ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ ہیں جن کے احوال سلسلۂ طیفوریہ کے بیان میں مذکور ہیں پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدین عرف شاہ مدار قدس سرہٗ ہیں

اس شجرۂ مبارکہ میں سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیر ومرشد حضرت خواجہ سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں تذکرۃ الفقراء میں ہے۔ دوسرا خانوادہ طیفوریہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے جاری ہوا آپ نے کئی خلیفہ کئے ایک تو حضرت شیخ مسعود خرقہ شکر پارہ دوسرے خلیفہ شیخ ابراہیم خرقہ خشت بار، تیسرے شیخ محمود مسعود ہزار میخی چوتھے عبداللہ مکی علمبردار پانچویں شاہ احمد خرقہ زندان صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہٗ یہ سب حضرات طیفوریہ کہلاتے ہیں۔ وفات طیفور شامی کی ۱۴ر شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی مزار پُر انوار بسطام میں ہے۔ (تذکرۃ الفقراء ص ۱۶ احمد اختر گورگانی)

مفتاح التواریخ میں ہے کہ

لقب او بدیع الدین است، مرید شیخ طیفور بسطامی است ہرگز جامہ او سوختن نشوری وباخلق نیامیختی .... سلسلۂ مداریہ بااوسر آغاز است خوابگاہ او مکن پور است (مفتاح التواریخ ص ۱۱۵ منشی دانشور مطبوعہ نول کشور)

یعنی زندہ شاہ مدار کا لقب بدیع الدین ہے شیخ محمد طیفور بسطامی بایزید بسطامی کے مرید ہیں آپ کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہیں ہوا آپ ہی سے سلسلۂ مداریہ کا آغاز ہے آپ کی خوابگاہ مکن پور شریف میں ہے۔

شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب اولیاء میں لکھا ہے کہ

شاہ کونین شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہٗ پدرش علی حلبی است از خوردسالی حلب گذشتہ بصحبت فقراء افتاد دروے توجہ بانواع ریاضت نہاد وبخدمت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہٗ استفادہ پذیرفت (بحوالہ فصول مسعودیہ ص ۸۰)

کہ شاہ کونین شاہ بدیع الدین قدس سرہٗ کے والد گرامی کا نام علی حلبی ہے حضرت مدار پاک بچپن میں ہی (جب آپ کی عمر ۱۵ سال کی تھی) حلب چھوڑ کر فقیروں کی صحبت میں چلے گئے اور ان میں رہ کر قسم قسم کی عبادت اور ریاضت کی اور طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا

کلیات امدادیہ:

و نیز حضرت مجدد را اجازت بیعت طریق چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ کبرویہ مداریہ و قلندریہ از مرشد خود شیخ عبدالاحد وایشاں را از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی وایشاں را از عبد القدوس گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبریہ مداریہ اور قلندریہ کی اجازت وبیعت اپنے مرشد والا شیخ عبدالاحد سے اور ان کو اپنے مرشد رکن الدین سے اور ان کو اپنے مرشد عبد القدوس گنگوہی سے سرور عالم ﷺ تک

حاشیہ پر درج ہے:

کہ نیز اجمل را اجازت طریقہ مداریہ از امام این طریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار بلاواسطہ رسید وایشاں را از طیفور شامی از یمین الدین شامی از عین الدین شامی از حضرت عبداللہ علمبردار از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم (کلیات ص ۷۴ حاشیہ نمبر ۴)

یعنی نیز اجمل بہرائچی کو طریقۂ مداریہ کی اجازت اس سلسلے کے امام شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے بلاواسطہ پہونچی ہے اور ان کو طیفور شامی بایزید بسطامی سے اور ان کو یمین الدین شامی سے اور ان کو عین الدین شامی سے اور ان کو عبداللہ علمبردار سے اور ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت مداریہ کی تصدیق سلسلۂ نقشبندیہ کی متعدد کتابوں سے ہوتی ہے بلکہ مکتوبات میں بھی آپ کی سوانح عمری کے کالم میں آپ کا سلسلہ مداریہ مع شجرہ درج ہے۔ چنانچہ اللجنۃ العلمیہ چنچل گوڑہ حیدر آباد سے مطبوعہ مکتوبات امام ربانی دفتر اول کے جواہر مجددیہ حصہ دوم صفحہ ۶۰ پر آپ کا شجرہ مداریہ اس طرح درج ہے۔ بعد نام سید اجمل کے شاہ بدیع الدین قطب المدار شیخ طیفور شامی عین الدین شامی یمین الدین شامی عبداللہ علمبردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (بہر دوواسطہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

شہنشاہ ہند اورنگزیب عالمگیر کے بھائی دارا شکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار آپ کا لقب تھا شیخ محمد طیفور شامی کے مریدین میں سے ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ دارا شکوہ)

ان سارے شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیرو مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس السرۂ السامی ہیں، سرکار قطب المدار نے آپ کی خدمت سے استفادہ کیا اور صحبت بابرکت میں رہ کر بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔

اس کی تائید وتوضیح میں کچھ مشہور مشائخ کے شجرات نقل کئے جا رہے ہیں جن سے

مدار پاک کے بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت وخلافت کا مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

شجرۂ عالیہ مداریہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب، شیخ خواجہ حسن بصری، شیخ خواجہ حبیب عجمی، شیخ بایزید بسطامی، شیخ الوقت بدیع الدین مدار، شیخ محمد حسام الدین سلامتی، شیخ ہدایت اللہ سرمست، حاجی حضور، حاجی ظہور، شیخ محمد گوالیاری، شیخ وجیہ الدین گجراتی، شیخ سید صبغۃ اللہ، شیخ محمد شناوی، شیخ احمد قشاشی، شیخ ابراہیم، شیخ ابوطاہر مدنی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مقالات طریقت ص ۱۸۸ مولانا عبدالقیوم مظاہری)

شجرۂ عالیہ مداریہ محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی

محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کو شاہ ولی اللہ سے ان کو ابوطاہر مدنی سے ان کو شیخ ابراہیم سے ان کو شیخ احمد قشاشی سے ان کو شیخ محمد شناوی سے ان کو شیخ صبغۃ اللہ سے ان کو وجیہ الدین گجراتی سے ان کو محمد غوث گوالیاری متوفی ۹۷۰ھ سے ان کو شیخ ظہور حاجی ظہور سے ان کو ہدایت اللہ سرمست سے ان کو شیخ مدار سے ان کو شیخ بایزید بسطامی سے (مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ ص ۱۸۷ امرتبہ: محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء)

شجرۂ عالیہ مداریہ مولانا احمد حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ واقع کانپور

مرید وخلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

مولانا احمد حسن، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولوی میاں جیونور محمد تھانوی، حضرت شیخ المشائخ حاجی عبدالرحیم ولایتی، حضرت شاہ عبدالباری امروہوی، حضرت شاہ عبدالہادی، حضرت شاہ عضد الدین، حضرت شاہ محمد مکی، حضرت شاہ محمدی، حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی، حضرت شیخ ابوسعید، حضرت شیخ نظام الدین، حضرت شیخ جلال الدین، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، اور حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی حضرت بڈھن بہرائچی، حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت امام الطریقت برہان الحقیقت سید بدیع الدین قطب المدار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طیفور شامی، حضرت عین الدین شامی، حضرت یمین الدین شامی،

حضرت عبداللہ علمبردار، حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم (نقل از تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۱۷)

شجرۂ عالیہ مداریہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی

مولانا فضل الرحمٰن شاہ محمد آفاق سے ان کو خواجہ ضیاء الدین سے ان کو خواجہ محمد زبیر سے ان کو حجۃ اللہ نقشبند ثانی سے ان کو خواجہ محمد معصوم سے ان کو امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ان کو اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو درویش اودھی سے ان کو بڈھن بہرائچی سے ان کو سید اجمل بہرائچی سے ان کو بدیع الملت والدین قطب المدار مکن پوری سے ان کو طیفور شامی بایزید بسطامی سے (بحوالہ تذکرۃ المتقین حصہ دوم ص ۱۷۶)

سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی

حضرت شاہ محمد شیر میاں، حضرت احمد علی شاہ، حضرت درگاہی شاہ رامپوری، حضرت شاہ جمال اللہ رامپوری، حضرت قطب الدین، حضرت خواجہ زبیر، حضرت محمد نقش بند، حضرت خواجہ معصوم، حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالاحد، حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی، سید بڈھن بہرائچی، حضرت سید شاہ اجمل بہرائچی، حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار، حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جواہر ہدایت عبدالقدیر میاں تذکرۃ المتقین دوم ص ۱۷۲)

سلسلۂ عالیہ مداریہ حضرت امیر اللہ صفی پوری

حضرت شاہ امیر اللہ صفوی، حضرت شاہ حفیظ اللہ، حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر، حضرت شاہ افہام، حضرت شاہ عبداللہ، حضرت شاہ محمد شریف عرف بھولن، حضرت شاہ زاہد، حضرت شیخ عبدالواحد، حضرت شاہ عبدالرحمٰن، حضرت شاہ اکرم، حضرت شاہ بندگی مبارک، حضرت مخدوم صفی، حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ، حضرت سید بڈھن بہرائچی، حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت مخدوم سید بدیع الدین قطب المدار، خواجہ بایزید بسطامی

دیگر شجرۂ عالیہ مداریہ صاحبان صفی پور (شجرۂ دیگر)

حضرت احمد گرگانی مؤلف تذکرۃ الفقراء، حضرت مرزا روشن بخت گرگانی، حضرت سید محمد دہلوی، حضرت سید شاہ فتح علی دہلوی، سید عیوض خاں شہید، سید عبدالکریم محقق، حضرت سید شاہ تاج، سید شرف الدین، شاہ مصطفےٰ صوفی، شاہ داؤد عارف بندگی، شاہ پیرن، سلطان شیخ حامد منجھن گوشہ نشین، خواجہ داؤد، سید صدرالدین، سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید بدیع الدین شاہ مدار، حضرت طیفور شامی، خواجہ حبیب عجمی (تذکرۃ الفقراء وتذکرۃ المتقین حصہ دوم ص ۱۷۳-۱۷۴)

شجرۂ عالیہ مداریہ سید علی نقی بانگرمئوی ابن مہدی علی شاہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی مشکل کشا، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت خواجہ حبیب عجمی، حضرت خواجہ بایزید بسطامی، حضرت خواجہ سید بدیع الدین مدار بن علی حلبی، حضرت شاہ درویش محمد بانوار مدار ثانی، حضرت سید شاہ حاجی عنایت اللہ سرمست، حضرت بندگی شاہ عظمت اللہ اکبرآبادی، حضرت شاہ نصیر الدین، محمود ایاز، حضرت عشق اللہ شاہ، حضرت شاہ اہل اللہ، حضرت میر سید شاہ یٰسین، حضرت سید مہدی علی شاہ، حضرت سید شاہ علی نقی بانگرمئوی (نقل از تذکرۃ المتقین حصہ دوم ص ۱۶۵-۱۶۶)

ان مذکورہ شجرات سے بھی واضح ہوگیا کہ سرکار سرکاراں حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے پیر ومرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں اور حضرت سلطان العارفین کی سن وفات بقول راجح ۲۶۱ھ ہے اور قطب المدار کے اکثر سوانح نگار یہ لکھتے ہوئے چلے آئے ہیں کہ ۱۶/سال کی عمر میں مسجد اقصیٰ کے صحن میں ۲۵۹ھ میں سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے آپ مرید ہوئے اور مرشد برحق کی معیت میں رہ کر نعمات وعرفان سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے اس لئے ۲۴۲ھ صاحب عالم ہی کو آپ کی سن ولادت ماننا صحیح اور راجح اور مدلل ومبرہن قول ہے۔

جن حضرات نے ۸۶ھ، ۱۸۲ھ یا ۳۰۰ھ یا ۴۴۲ھ سن ولادت قطب المدار تحریر کیا ہے ان کا قول مرجوح، شواہد وقرائن کے خلاف ہے اور غیر محقق ہے اکثر سوانح نگاروں نے

یہ تسلیم کیا ہے کہ پانچ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ چنانچہ اخبارالاخیار میں ہے

شاہ بدیع الدین مدار عجائب احوال وغرائب اطوار از وے نقل می کنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود تا دوازدہ سال طعام نخورد ولباسے کہ یکبار پوشیدہ بار دیگر احتیاج بتجدید غسل او نہ شد و اکثر اوقات برقعہ بر رو کشیدہ بودے گویند ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار بجود کردی سلسلۂ او بہ سبب کبر سن یا بجہتے دیگر بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پیوندد (اخبار الاخیار فارسی محدث حق عبدالحق دہلوی)

یعنی شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ لوگ آپ کے عجیب وغریب حالات بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ مقام صمدیت میں تھے اکثر اوقات چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے جس کی نظر پڑ جاتی وہ بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا کہتے ہیں کہ درازیٔ عمر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے پانچ واسطوں سے آپ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔
(اخبار الاخیار اردو صفحہ ۲۹۲)

طبقات شاہجہانی میں ہے کہ:

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سال ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ گیتی ستاں صاحب قراں پیش از وفات امیر تیمور گورگاں بہفت سال انتقال نمودہ احوال ومقامات وے عجیب وغریب است عمر طویل یافتہ سلسلۂ خلافتش چہار واسطہ بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد وایں سلسلہ بجہت وسائط اقرب سلاسل در کشف واشراق بر دلہا وادراک معانی بغایت مرتبہ اعلیٰ دارد وہر کہ او را دیدی بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ نے شاہ گیتی ستاں صاحب قراں کے آخری دور حکومت میں امیر تیمور گورگاں کی وفات سے سات سال قبل اس جہان فانی سے پردہ فرمایا آپ کے احوال ومقامات عجیب وغریب ہیں، طویل عمر پائی آپ کی خلافت کا سلسلہ چار واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے دوسرے سلسلوں کی بہ نسبت آپ کا سلسلہ قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں پر کشف واشراق اور ادراک معانی حقیقت کے باب میں نہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے

وے تاباں بود ہمیشہ برقعہ پوشیدہ بودے مگر روز بار عام کہ نقاب از چہرہ برانداختے آں روز بہر کرا ہرچہ مشکل بودے پیش وے آوردے وے حل مشکلات خودنمودے احیائے اموات وعدم اکل وشرب وسپیدی جامہائے بے شست وشوئے گاذر از جملہ کرامات وے بود اورا خلفائے نامدار واصحاب کرام بسیار بودند ہمہ بظاہر شریعت آراستہ (طبقات شاہجہانی

، جوکوئی آپ کو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا ان انوار الٰہیہ کے سبب جو آپ کی پیشانی میں تاباں تھے مگر بار عام کے دن نقاب چہرہ سے اٹھادیتے اس دن جس کسی کو جو بھی مشکل پیش ہوتی آپ اس کا حل فرماتے مردوں کو زندہ کرتا، کھانے پینے سے بے نیاز رہنا بغیر دھوبی کے دھوئے کپڑوں کا سفید وصاف رہنا آپ کی جملہ کرامات سے ہے، آپ کے خلفائے نامدار واصحاب کرام کثیر تعداد میں ہوئے جو بھی ظاہر شریعت سے آراستہ تھے۔

سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت سید بدیع الدین کا لقب شاہ مدار ہے شیخ محمد طیفور شامی کے مرید ہیں آپ کی نسبت وارادت یا تو بوجہ کبر سنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے، آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات مشاہدے میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کہتے ہیں کہ بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جو کپڑا ایک مرتبہ پہن لئے پھر ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت پیش نہ آئی ہمیشہ پاک اور صاف رہتے۔ شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا، اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے، آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی، (صحیح ۸۳۸ھ ہے) مزار مکن پور میں واقع ہے جو قنوج کے مضافات میں ایک موضع ہے، ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں ۱۶ر ۱۷ر جمادی الاول) میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف وجوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں، اور نذرانے پیش کرتے ہیں، اور آج بھی عجیب عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں، اہل ہندوستان کے چار حصوں میں سے دو حصہ وضیع وشریف تو حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبد القادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنیٰ درجہ کے بیشتر اور نصف خواجہ معین الدین چشتی کے مرید ہیں اور بقیہ نصف حصہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ

اسرارہم کے مرید ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ شہزادہ داراشکوہ قادری برادر شہنشاہ اورنگزیب ترجمہ محمد علی لطفی)

تذکرۃ الکرام میں ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور نہ ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا، نہایت حسین وجمیل تھے، چاروں کتاب سماوی کے حافظ وعالم تھے، لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر چار سو برس سے زائد تھی۔ اللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب المدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں، ان سے مخدوم حسین نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری اپنے پیر کی کتاب عوارف پڑھی تھی اور فیضیاب ہوئے آپ کے مرید اور خلفاء بہت ہیں (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام ص ۴۹۳ مصنف مولانا سید شاہ محمد کبیر ابو العلاء)

اخبار الاخیار طبقات شاہجہانی اور سفینۃ الاولیاء کی مذکورہ عبارتوں سے واضح ہے کہ سرکار سرکاراں سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی نسبت ارادت وخلافت بوجہ کبر سنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ واسطوں سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے اور اقل وسائط واقرب سلاسل ہونے کی وجہ سے قلوب سالکین ودلہائے مومنین پر کشف واشراق میں نہایت اعلیٰ وافضل مرتبہ رکھتی ہے اور قلت وسائط سلطان المفردین کی طویل العمری کا پتہ دیتی ہے اور قربت نبوی کی طرف مشیر ہے۔

حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کو نہ صرف سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہٗ النورانی سے بیعت وخلافت حاصل بلکہ دوسرے مشائخ نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔ ان مشائخ کے شجرات میں بھی مدار پاک رضی اللہ عنہٗ اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف پانچ واسطے آتے ہیں۔ چنانچہ فاضل بریلوی کے پیر ومرشد سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی مارہروی قدس سرہٗ اپنا شجرہ مداریہ نقل کرتے ہیں جس میں مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے نقل فرماتے ہیں۔

الحمد الله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله واله وصحبه اجمعین اما بعد فیقول الفقیر ابو الحسن عفی عنهٗ اجازنی بالسلسلة البدیعیة المداریة جدی ومرشدی السید آل رسول الاحمدی قدس سرهٗ عن الحضرة اچھے میاں صاحب عن ابیه السیدحمزة میاں عن جده السید آل محمد صاحب عن صاحب البرکات المارهروی عن السید فضل الله الکالفوی عن ابیه السید احمد عن جده السید محمد صاحب عن جمال الاولیاء عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن السید جلال عبد القادر عن السید مبارك عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الاکمل مولانا بدیع الحق والدین المدار المکنفوری عن الشیخ عبد الله الشامی عن الشیخ عبد الاول عن الشیخ امین الدین عن امیر المومنین علی رضی الله تعالیٰ عنهٗ عن سید المرسلین محمد صلی الله علیه وسلم (النور والبہاء مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ص ۲۷ ابوالحسن احمد نوری میاں مارہروی)

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے درود وسلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور ان کی تمام آل واصحاب پر بعد درود وسلام کے فقیر ابوالحسن عفی عنہ کہتا ہے مجھے سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت میرے دادا اور مرشد سید آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے دی ان کو حضرت اچھے میاں صاحب نے ان کو ان کے والد سید حمزہ میاں نے ان کو ان کے دادا سید آل محمد صاحب نے ان کو صاحب برکات مارہروی نے ان کو سید فضل اللہ کالپوی نے ان کو ان کے والد سید احمد نے ان کو ان کے دادا سید محمد صاحب نے ان کو جمال الاولیاء نے ان کو شیخ قیام الدین نے ان کو شیخ قطب الدین نے ان کو سید جلال عبد القادر نے ان کو سید مبارک نے ان کو سید اجمل بہرائچی نے دی اور ان کو عارف اجل کامل اکمل مولانا بدیع الحق والدین مدار مکنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ان کو (۱) شیخ عبداللہ شامی نے ان کو (۲) شیخ عبدالاول نے ان کو (۳) شیخ امین الدین نے ان کو (۴) امیر المومنین علی رضی اللہ عنہٗ نے دی اور ان کو سید المرسلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

اس شجرۂ مداریہ میں بھی مدار پاک سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور صاحب لولاک احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ شیخ عبد

اللہ شامی شیخ عبدالاول شیخ امین الدین شامی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی طرح مولوی سلامت اللہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں صاحب کا شجرہ مداریہ حضرت اچھے شاہ میاں مارہروی سے آگے آخر سند تک تحریر کیا گیا ہے۔

اور مولانا عبد القادر بدایونی جو مرید وخلیفہ مولانا فضل رسول کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ عبدالمجید کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں مارہروی کے ہیں ان کا شجرۂ مداریہ بھی اسی سند کے ساتھ مرقوم ہے۔ (تذکرۃ المتقین)

اور مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی کا شجرۂ مداریہ اشجار البرکات میں اسی سند کے ساتھ اس طرح مرقوم ہے۔

خادم الفقراء علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی مخدوم الفقراء امام الصدیقین سیدنا مولانا شاہ محمد ولدار علی بدایونی سید شاہ فضل غوث بریلوی سید آل احمد اچھے میاں مارہروی سید شاہ حمزہ سید شاہ آل محمد سید شاہ برکت اللہ سید شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ جمال اولیاء شیخ قیام الدین شیخ قطب الدین سید جلال عبد القادر سید مبارک سید اجمل شاہ بدیع الدین مدار شیخ عبداللہ شامی شیخ عبدالاول شیخ امین الدین امیر المومنین حضرت علی جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (اشجار البرکات ص ۷، مولف مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ)

اسی طرح سید امیر احمد داعی پوری خلیفہ سید شاہ خیرات علی شاہ کالپوی نے اپنا شجرہ عالیہ مداریہ اپنی کتاب منہاج الطریقہ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ اجازت از حافظ سلطان احمد شاہ خیرات علی عن ابیہ سید حسین علی ومعہ عن ابیہ حضرت شاہ احمد سعید ہو عن ابیہ حضرت شاہ سلطان ابوسعید وہو عن ابیہ حضرت شاہ فضل اللہ وہو عن ابیہ سید احمد وہو عن ابیہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد وہو مجاز عن حضرت شاہ جمال اولیاء وہو عن سید قیام الدین وہو مجاز عن سید قطب الدین وہو مجاز عن سید السادات سید جلال الدین عبد القادر وہو مجاز عن سید المبارک وہو مجاز عن سید السادات اجمل وہو مجاز عن شیخ المشائخ حضرت سید شاہ بدیع الدین الملقب قطب المدار شاہ مدار وہو عن عبداللہ شامی وہو مجاز عن شیخ عبدالاول وہو مجاز عن شیخ امین الدین وہو مجاز عن شمس المشارق والمغارب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وہو مجاز عن خاتم

الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم (منہاج الطریقۃ)

ان سبھی شجرات طیبات میں سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فخر موجودات احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے مذکور ہیں جس سے حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کی طویل عمری کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے ۲۴۲ھ میں پیدا ہونے کی طرف بچی رہنمائی ہو رہی ہے اس لئے ۲۴۲ھ کو ہی آپ کی سن ولادت ماننا صحیح، درست اور قول مرجح ہے۔

اسی پر جمہور اصحاب سیر کا اتفاق ہے اس کے علاوہ دوسری تاریخیں غیر صحیح بے ثبوت اور شواہد و دلائل کے خلاف ہیں۔

چنانچہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کافی طویل ہے ۵۹۶/سال کی عمر مقدس کرامت ہی کرامت ہے اس طویل مدت میں سیکڑوں ہزاروں مشائخ سے آپ کی ملاقات امر یقینی ہے آپ کو مذکورہ مشائخ کے علاوہ بعض دیگر مشائخ نے بھی اعزازی طور سے اپنی اجازت وخلافت سے نوازا ہے لیکن ان اجازت ناموں کی وجہ سے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ النورانی اور شیخ عبداللہ شامی قدس سرہٗ السامی کی اجازت وخلافت کا انکار بچی حقائق سے روگردانی کرنا ہے اور سیکڑوں مستند مشائخ کی تکذیب ہے۔

"سلسلۃ المشائخ" کی یہ عبارت اہل فہم کیلئے بصیرت بخش اور عبرت آموز ہے

فصل در بیان سلسلۂ مداریہ کہ آں شہباز باغ انس وآں بلند پرواز ریاض قدس وآں نسخہ جامع اسرار عالم صفات وآں لمعۂ لامع انوار عالم ذات وآں غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدین ملقب بحضرت شاہ مدار قدس اللہ سرہٗ العزیز کہ سلسلۂ مداریہ ازاں دولت مند بظہور آمد مردے بود از رجال اللہ تعالیٰ علم ظاہری و باطنی بر کمال داشت، و در باب ریاضات ومجاہدات بے نظیر بود در اتباع بے ہمتا آوردہ اند کہ در ایام اوائل سیاح بود از سیاحان حقیقی خضرے بود معنوی کہ مجمع بحرین

یہ فصل سلسلہ مداریہ کے بیان میں ہے جو اس شہباز باغ انس بلند پرواز ریاض قدس نسخہ جامع اسرار عالم صفات لمعۂ لامع انوار عالم ذات غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدین ملقب بہ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ العزیز سے ظہور پذیر ہوا ہے آپ رجال اللہ میں سے ایک رجل کامل تھے علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا ریاضات ومجاہدات کے باب میں بے نظیر اور اتباع سنت میں بے مثل تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اوائل عمری میں ہی آپ سیاحان حقیقی کی صف میں جا ملے تھے آپ خضر معنوی تھے کہ مجمع بحرین حقیقی ومعنوی کو آپ نے طے کر لیا تھا اپنے سفروں میں بہت سے

حقیقی ومجازی را بیمود در اسفار خویش بسیار مشائخ را دیدہ بود و خدمت کرد واز ایشاں فیض وخلافت یافتہ نسبت ارادت ایشاں بہ حضرت بحر الحقائق والمعانی الشیخ طیفور شامی درست بود ایشاں را بعد ارادت بسیار خدمت کردہ بود آخر ایام شیخ طیفور خلافت دادہ مسند اقتداء وارشاد مسلم فرمود....پس حضرت زندہ شاہ مدار گرچہ خلافت واجازت از بسیار مشائخ کرام یافتہ بودند اما در شجرۂ ارادت خویش ایں سند را اختیار کردند کہ دریں سند وسائط قلیل اند وبہ فیض اقرب است من حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مشائخ کرام کی زیارت کی اور خدمت بجالائے اور ان سے فیض وخلافت حاصل کیا آپ کی ارادت کی نسبت بحر الحقائق والمعانی شیخ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی سے درست ہے آخر ایام میں شیخ طیفور شامی نے آپ کو خلافت دیکر مسند اقتداء وارشاد آپ کے سپرد فرمایا، شیخ طیفور شامی شیخ یمین الدین شامی کے خلیفہ تھے پس حضرت زندہ شاہ مدار نے اگرچہ بہت سارے مشائخ کرام سے اجازت وخلافت حاصل کی ہے لیکن اپنے شجرۂ ارادت میں اسی سند کو اختیار فرمایا ہے کیونکہ اس سند میں وسائط قلیل ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض میں قریب تر ہے
(سلسلۃ المشائخ)

آخر میں تہنیت کے سوغات جناب مترجم کو پیش کرتا ہوں۔ حضرت مترجم موصوف علامہ صفی اللہ صاحب قبلہ نے بڑے سلیس وسادہ زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم ودانش اور فکر وشعور میں چار چاند لگائے اور قبولیت کا شرف عنایت فرمائے اور فیضان زندہ شاہ مدار سے مالا مال فرمائے۔

اس مقام پر حضور مدار پاک زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی موروثی سجادہ نشین وتخت نشین صدر المشائخ حضرت مولانا الحاج صوفی سید محمد مجیب الباقی میاں مداری مدظلہ العالی کی خدمت میں داد وتحسین کا نذرانہ ضرور پیش کروں گا کہ آپ نے مراۃ المداری کا ترجمہ کرایا اور اس کی بعض غلط مرویات ومحررات کی طرف نشاندہی کرنے کا حکم صادر فرمایا اور طباعت کے لئے زر نقد کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور دینی بصیرت وفکری صلابت میں مزید استحکام فرمائے اور شوق ہمت وجذبۂ خدمت میں اضافہ فرمائے اور محقق دوراں مبلغ سلسلۂ مداریہ حضرت علامہ الشاہ مولانا قیصر رضا علوی مداری کو بھی مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کار خیر میں ترجمہ سے لے کر مقدمہ تک اور طباعت واشاعت سے لے کر ماخذ ومصادر کی حصولیابی تک ہر کام میں انتھک اور پیہم کوشش

اور جدوجہد آپ نے فرمائی اور جب تک کتاب چھپ نہ گئی چین کی نیند نہ سو سکے۔ اور مرأۃ مداری کے بہت سے اسقام والحاقات کی تردید میں انتہائی وقیع وگرانقدر مقالہ بھی تحریر کیا جو شامل کتاب ہے۔

مجھے امید ہے کہ بارگاہ مدار دوجہاں سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان حضرات کو بہترین انعام ملے گا اور قارئین کرام اپنی دعاؤں سے بھی نوازیں گے حضرت علامہ سید منور علی صاحب مدظلہ النورانی پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور مدار پاک کے فیض کا سائبان تنا رہے کہ آپ نے اس کار خیر میں ہر منزل پر علامہ قیصر رضا حنفی مداری کی ہمت افزائی کی اور حضور سجادہ نشین صاحب قبلہ کے شانہ بہ شانہ کھڑے رہے۔ اللہ پاک ان کی خدمات قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین والہ الطیبین الطاہرین وبجق سیدنا سید بدیع الدین! بوقت ۳ ربج کر ۵۵ ر پر صبح شب برأت مقدمہ اپنے اختتام کو پہونچا۔

فقط ابوالحماد محمد اسرافیل علوی مداری

خادم دارالافتاء وصدر المدرسین جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء، دارالنور مکن پور۔ کانپور (یوپی)

مرأۃ مداری تحقیق ومحاسبہ

از: محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری
استاذ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام
موضع جھمراؤں پوسٹ سواڈانڑوا یا دلدلہ، سدھارتھ نگر۔ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ کچھ نفس پرست علمائے یہود ونصاریٰ نے کتب آسمانی توریت وانجیل میں ترمیم وتحریف کرکے الحاق وتحریف جیسی مذموم تحریک کی بنیاد رکھ دی، اور اپنے پیشوا ومقتدیٰ کی لائی ہوئی شریعت کی شبیہ کچھ اس طرح سے داغدار کرڈالی کہ اصل محور کو پانا تقریباً مشکل یا قریب بمحال ہوگیا، خیر مسلمانوں میں تو ایسے بدتر خیالات کے لوگ نظر نہیں آتے جو قرآنی آیات میں تحریف کرتے مگر ایسے بندگان حرص وہوا تھوک کے حساب سے تاریخ کے اوراق میں زندہ ہیں جنہوں نے مختلف النوع مفاد ومنفعت کے پیش نظر ذخیرۂ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھڑ بڑو تبدیل کے لعنتی فعل کا مرتکب ہوکر قیامت تک کے لئے اپنے اوپر لعنت وملامت کا دروازہ کھول لیا۔

مسلمانوں میں اس فتنے کا آغاز پہلی صدی ہجری کے چوتھے دہے سے ہوا اور تقریباً ڈھائی تین سو سال تک یہ معاملہ بڑے طوفانی انداز میں چلتا رہا اور مختلف جماعتیں مختلف النوع مقاصد کے حصول کے لئے احادیث مبارکہ میں رطب ویابس اور دیگر من چاہی باتیں شامل کرنے کی کوششیں کرتی رہیں اور اپنے طور پر دین محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شبیہ اقدس کو مسخ کرنے کی سعی اتم کرڈالیں، حالانکہ ائمہ ومحدثین نے بروقت اس فتنے کے انسداد کیلئے انتہائی موثر ذرائع ایجاد کئے اور وضاعین کی ساری راہیں پکڑ لیں اور ان کذابوں کی ہر کمین گاہ پر تاک لگا کر بیٹھ گئے اور اصیل ودخیل میں قطعی امتیاز پیدا فرمادیا۔

اور مختلف اصول وشرائط وارکان صحت حدیث وقبول حدیث کیلئے وضع فرمادیا جسکے

نتیجہ میں حدیثیں گڑھنے والے بہت سے قصاص، زہاد، زنادقہ خوارج گرفتار ہوکر کیفر وکردار تک پہونچائے گئے۔

اوراس طرح سے ائمۂ حدیث نے حدیث نبوی کے ذخیرے کو ان لعینوں کی تخریب سے نجات دلائی مگر بایں ہمہ آج بھی کتب حدیث میں بہت ساری موضوع روایتیں باقی ہیں جو مسلسل نقل ہوتی آرہی ہیں ہاں یہ ضرور ہے کی انکا وضع پن اہل علم پر ظاہر ہے۔اوران سے آگاہ ہیں۔علاوہ ازیں محققین نے قرآن عظیم کی تفاسیر سے باضابطہ طور پر اسرائیلی روایات علیحدہ کرنے کی مہم چلائی اور تمام اسرائیلی روایات کو چھانٹ کر الگ تھلگ کردیا مگر باوجود اس کے آج تک تفسیر کی کتابوں میں بہت ساری اسرئیلی روایات مسلسل نقل ہوتی آرہی ہیں۔

مگر اللہ کا بے پناہ فضل وکرم ہے کہ اہل علم ان سے بھی باخبر ہیں اب یہی دیکھ لیجئے کہ تفسیر ابن کثیر ابن تیمیہ کے متبع اور خارجی مذہب کے پیروکار کی تصنیف ہے اور سیکڑوں باتیں اس تفسیر میں عقائد اہلسنت کے خلاف ہیں۔مگر خوب دھڑلے کے ساتھ آج ہر طبقہ میں وہ پڑھی جارہی ہیں اوراس کے حوالہ جات بھی نقل کئے جارہے ہیں مگر جہاں تک اس کے غلط مندرجات کا سوال ہے تو اکابرین اہلسنت اس سے قطعی متفق نہیں بالکل اسی طرح سے سلف صالحین کی بھی بہت ساری کتابیں الحاق وتحریف کا شکار ہوتی چلی آئی ہیں مثلاً سرکار غوث پاک کی کتاب غنیۃ الطالبین حضرت امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ نے فتاوٰی حدیثیہ میں اس کے الحاق کو ان الفاظ کے ساتھ واضح فرمایا ہے کہ وایاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ الامام العارفین وشیخ الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فانہ دسہ علیہ فیھا من سینتقم اللہ منہ والا فھو بریٔ من ذالک یعنی خبردار دھوکہ نہ کھاجانا اس سے جو امام العارفین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی (کتاب) غنیۃ میں واقع ہوا کیونکہ اس کتاب میں ایک ایسے شخص نے حضور غوثیت مآب پر افترا کرکے بڑھادیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ جیلانی قدس سرہٗ کی ذات اس سے بری ہے۔سرکار غوث پاک قدس سرہٗ کی اس تصنیف کے علاوہ حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی قدس سرہٗ کے

کلام میں بھی خوب الحاقات کئے گئے اور شیخ اکبر علامہ ابن عربی قدس سرہٗ کے کلام میں تو اس قدر الحاقات ہوئے ہیں کہ ان کا شمار کرنا ہی بہت مشکل ہے۔تفصیل کیلئے امام عبد الوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر کا مطالعہ کیا جائے۔حضرت امام عبد الوہاب شعرانی نے اپنی اسی مذکورہ کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ خود میری زندگی ہی میں دشمنوں نے میری کتاب میں الحاقات کئے۔بہت سارے محققین نے حضرت سیدنا شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہٗ کی تصنیفات میں بھی الحاقات ثابت کیا ہے اور لطائف اشرفی جو غوث العالم سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس سے متعلق بھی الحاقی روایت مشہور ہے۔اس کے علاوہ خواجہ حافظ شیرازی اور حکیم سنائی وغیرہ کے کلام میں بھی الحاقات ہوئے ہیں۔تحفۂ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔اور اسی طرح سے صحائف اشرفی جو حضور سیدنا شاہ سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے اس میں بھی الحاق کردیا گیا ہے اور حقیقت سے بالکل خلاف تحریر ہے کہ حضرت سیدنا مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ نے حضور سیدنا مدار پاک قدس سرہٗ کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ کی اجازت وخلافت عطا کی جبکہ اس سلسلے کے قدیم وجدید جس قدر بھی مآخذ ومصادر ہیں وہ سب اس روایت سے خالی ہیں لہٰذا از روئے درایت یہ روایت قطعی جعل وفریب پر مبنی ہے۔چونکہ صحائف اشرفی چھپنے کی غرض سے کچھوچھہ مقدسہ سے باہر کئی مقامات پر کئی لوگوں کے ہاتھ میں جاکر مدتوں انھیں مقامات پر رکھی رہی جیسا کہ کتاب مذکور کے مقدمے میں تحریر ہے چنانچہ بہت ممکن ہے کہ وہیں کہیں کسی نے یہ کام بھی کردیا ہو مگر حیرت وافسوس ہے کہ اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ جیسے ذمہ دار بزرگ کہ جنکی نگرانی میں یہ کتاب شائع ہوئی ان کی نظر اس الحاق پر نہیں پڑی۔ابھی ماضی قریب کے عالم دین حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب خون کے آنسو میں وضاحت فرمائی ہے کہ علماء دیوبند نے حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے والد ماجد جناب مولانا نقی علی خاں صاحب کی جانب ایک فرضی من گڑھنت کتاب سیف النقی اور حضرت فاضل بریلوی کے دادا جناب رضا علی خاں صاحب کی جانب ایک فرضی کتاب تحفۃ المقلدین اور ہدایت الاسلام اور سیدنا شاہ حمزہ مارہروی

قدس سرہٗ کی جانب ایک فرضی کتاب خزینۃ الاولیاء اور حضور سیدنا سرکار غوث پاک قدس سرہٗ کی جانب ایک جعلی کتاب مرأۃ الحقیقہ کو منسوب کر کے ان کے فرضی حوالہ جات اپنی کتابوں میں دے کر اپنا مطلب حل کرنے کی ناکام سعی کی ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان کتابوں کے فرضی مطالع وغیرہ کے نام بھی لکھے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

المختصر یہ کہ اس طرح کی جعل سازیوں اور الحاقات وتحریفات کی داستان بڑی طول وطویل ہے، اور بدقسمتی سے یہ فعل بد بہت پہلے سے شروع ہو کر آج تک جاری وساری ہے (الامان والحفیظ) آمدم برسر مطلب حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مراۃ مداری بھی جعل سازوں کی جعل سازی اور ملحقین کے الحاقات سے متعدد مرتبہ دوچار ہو چکی ہے۔

مراۃ مداری حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ نے ۱۰۶۴ھ میں تالیف کیا ہے پوری کتاب ہندوستان کے اول پیران پیر قطب وحدت حضرت سیدنا شاہ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار قدس سرہٗ متولد ۲۴۲ھ متوفی ۸۳۸ھ کے مختصر حالات اور آپ کے چند خلفاء ومریدین کے کچھ احوال وکوائف پر مشتمل ہے میں نے اس کتاب کے بعض حصوں کا مطالعہ سب سے پہلے جولائی ۲۰۰۸ء پٹنہ خدا بخش لائبریری میں کیا یہ نسخہ ۱۸۰۰ء کا مخطوطہ ہے۔ حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ کی اس تین سو چھیاسٹھ سالہ قدیم تصنیف کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تقریباً پونے چار سو سال سے آپ کا یہ رسالہ صرف نقل درنقل کی بدولت باقی ہے آج تک یہ طباعت واشاعت کی منزل سے نہ گذر سکا جس کے سبب طرح طرح کے الحاق وتحریف کو رسالۂ مذکور کے اندر جگہ مل گئی یہی وجہ ہے کہ اس درجہ قدیم تصنیف ہونے کے باوجود آج تک اس رسالے کو وہ مقبولیت نہ مل سکی جو اس دور کی تصانیف بلکہ خود حضرت عبد الرحمٰن چشتی کی دیگر تصانیف کو حاصل ہے۔ اس رسالے کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں موجود ہے یہ نسخہ ۱۱۳۱ھ کا مخطوطہ ہے اس کی فوٹو کاپی ہمارے پاس بھی موجود ہے اور ایک نسخہ گوالیار سے حاصل کیا گیا ہے اس کی زیراکس بھی ہمارے پاس موجود ہے ایک اور نسخے کا ترجمہ کافی سراغ لگانے کے بعد حاصل ہوا ہے جو شیعوں کا شائع کردہ ہے۔

اس کے علاوہ اس کتاب کا ایک مخطوطہ نسخہ رضا لائبریری رامپور میں دیکھنے کو ملا یہ مخطوطہ جناب روشن علی صاحب ساکن قصبہ امر سر علاقہ اجمیر کا لکھا ہوا ہے جس پر تاریخ ترقیم ۱۲۰۶ھ تحریر ہے یہ نسخہ چھوٹی تختی کے ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جناب روشن علی صاحب نے کتاب کے آخر میں حضرت مدار پاک کے صحیح نسب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ہاجرہ اور والد ماجد حضرت سید علی حلبی کا نام لکھ دیا ہے ایک اور نسخہ خانقاہ مداریہ کریا شریف ضلع شیو پوری ایم پی میں حضرت شیخ طریقت الحاج سید دلدار علی شاہ ملنگ کے ذخیرہ کتب میں موجود ہے۔ یہ نسخہ جناب غلام حسین مرحوم کا تیار کردہ ہے۔ اس نسخے پر تاریخ ترقیم ۱۸۸۸ء تحریر ہے یہ نسخہ ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

مراۃ مداری کے سارے نسخے قلمی ہیں جنہیں دیکھ کر ہر بالغ نظر کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کے سب الحاقات وتحریفات سے بھرے ہوئے ہیں حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے حالات کے کئی گوشے جو نقل متواتر سے ثابت ہیں ان کے خلاف بھی بہت ساری باتیں رسالہ مذکور میں جا بجا موجود ہیں جو نہ تو محققین کی تحقیقات سے میل کھاتی ہیں اور نہ ہی علمائے ربانیین کی تصنیفات وتحریرات سے ان کی تائید ہو پاتی ہے۔ بالخصوص حضور مدار پاک کے نسب پاک اور عمر شریف وسن ولادت کو حقیقت سے بالکل الگ تھلگ لکھ دیا گیا ہے۔ مزید برآں جمہور اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف حضرت سیدنا امام مہدی آخر الزماں کے لئے شیعوں جیسا عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے اور ایک دم مناظرانہ انداز میں اسی عقیدہ اثنا عشریہ کو حق ودرست ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا گیا ہے۔ اور بڑی صفائی کے ساتھ اکابرین اہلسنت پر طعن وتشنیع کرتے ہوئے انھیں متعصب اور گمراہ وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جسے ایک عام قاری پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ نیز رسالۂ مذکورہ کے اندر قوم اجنہ وطبقۂ ملائکہ میں بھی انبیاء ورسل کے بعثت کی بات کی گئی ہے اور زور استدلال کے ساتھ اسے بھی حق ودرست ثابت کرنے میں پوری کوشش صرف کر دی گئی ہے جبکہ یہ بھی جمہور اہلسنت کے عقیدے کے سراسر خلاف ہے۔

چونکہ حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی قدس سرہٗ ایک سنی العقیدہ صوفی بزرگ عالم دین تھے اور اپنے دور میں اہلسنت وجماعت کے خیر خواہ تھے اس لئے ہم سب سے پہلے

ظنو المومنین خیرا کے تحت مذکورہ باتوں کو ان کی جانب منسوب کر کے انھیں اس کا قائل لکھنا یا کہنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ قرائن کافیہ اور دیگر صوفیاء واکابر کی تحقیقات وتصریحات کو دیکھتے ہوئے گمان غالب یہی کرتے ہیں کہ مرأۃ مداری کے غلط مندرجات بندگان حرص وحسد کے پیدا کردہ ہیں اور تخریب کاران امت کی اعلیٰ تخریب کاری کا نمونہ ہیں نیز یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی کے علم میں یہی باتیں آئی ہوں جو انہوں نے لکھا مگر یہ باتیں ان کی شخصیت کے پیش نظر قابل یقین نہیں لگتیں کیونکہ اس قسم کی باتیں تحقیق کی کسوٹی پر کھری نہیں اترتی ہیں بہر صورت مرأۃ مداری کے غلط مندرجات چاہے تخریب کاروں کے پیدا کردہ ہوں یا شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی کمزور تحقیقات کا نتیجہ یقیناً وہ ناقابل قبول ہیں اور قطعی لائق تردید وتنکیر ہیں۔

لہٰذا اب ہم ذیل میں مرأۃ مداری کی غلط روایات والحاقی مندرجات کو قارئین کرام کے سامنے بڑے صاف ستھرے انداز میں پیش کر کے ان کا ضعف وسقم ظاہر کر دینا چاہتے ہیں تاکہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی جانب انگشت طعن وتشنیع اٹھانے سے لوگ گریز کریں کیونکہ اس بات کا بھرپور خطرہ ہے اور ایک دوسرے پہلو سے بہت سارے تذکرہ نگاروں اور قلمکاروں کے گمراہ ہونے کا بھی قوی اندیشہ ہے چنانچہ ناظرین کرام پر واضح ہونا چاہئے کہ مرأۃ مداری کے موجودہ نسخوں کے بیان سے حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ متولد ۲۴۲ھ متوفی ۸۳۸ھ کا نسب شریف وعمر پاک وسن ولادت خاص طور سے مخدوش ہوا ہے نیز ہندوستان میں شاہ والا کی اولین آمد بھی حقیقت کے بالکل برعکس لکھی گئی ہے اس لئے اب ہم سب سے پہلے انھیں مذکورہ باتوں پر علی الترتیب تحقیق حق کی کچھ سطریں لکھنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ واللہ الموفق الھادی

لہٰذا اب ہمارے ناظرین سب سے پہلے یہ جان لیں کہ مرأۃ مداری میں جس کتاب کو مرأۃ مداری کا ماخذ ومصدر لکھا گیا ہے اس کتاب کا نام ''ایمان محمودی'' لکھا ہے اور پھر اسے خلیفۂ زندہ شاہ مدار حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ کی جانب منسوب کر کے لکھا ہے کہ ۱۰۵۳ھ میں پہلی بار اجمیر جاتے وقت یہ رسالہ میرے مطالعہ میں آیا حضرت قاضی محمود کنتوری نے اس رسالہ میں حضرت شاہ مدار کے تمام احوال از ابتداء تا انتہا حضرت

شاہ مدار قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے سن کر اور کچھ بچشم خود دیکھ کر ترتیب کے ساتھ درج فرمایا ہے۔ (مرأۃ مداری صفحہ۱) ناظرین نے اوپر کے بیان سے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ جب رسالہ ''ایمان محمودی'' میں حضور سیدنا مدار پاک کے تمام حالات درج ہیں تو یقیناً وہ حضور مدار پاک کی سیرت پر لکھا گیا کوئی رسالہ ہے جو آپ کی سوانح حیات کہا جا سکتا ہے چنانچہ اب سب سے پہلا قابل توجہ امر یہ ہے کہ رسالہ کے نام اور مضمون میں کوئی مناسبت دور دور تک نظر نہیں آ رہی ہے کسی کی سیرت وسوانح پر لکھی جانے والی کتابوں کے نام اس طرح نہیں ہوا کرتے ایمان محمودی ایک اسم نام ہے مگر اس اسم نام کو سن کر کسی بھی قاری کا ذہن حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کی طرف ہرگز ہرگز نہیں جا سکتا۔

اور دوسری بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ لفظ رسالہ کا اطلاق کسی ضخیم کتاب پر نہیں ہوتا پس یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی رسالے میں حضرت مدار پاک کے تمام احوال از ابتداء تا انتہا مندرج ہوں جبکہ سرکار قطب المدار کی ذات وہ ذات ہے کہ بقول علامہ عبدالقیوم مصباحی ارم سیتاپوری کے

آپ کی توصیف لکھنے کے لئے قطب المدار
بالیقین اہل قلم کو اک زمانہ چاہئے

اور بقول علامہ ادیب مکنپوری علیہ الرحمہ کے

کیا بیان ہم کریں مدح قطب جہاں
داستاں طول اور مختصر زندگی

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسالۂ ایمان محمودی جو مرأۃ مداری کے مطابق حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ کی طرف منسوب ہے اس کی تلاش وجستجو میں راقم السطور نے اپنے طور پر کوئی کور کسر نہیں اٹھا رکھی ہے خاص طور سے کنتور کے قلمی کتابوں کی سب سے بڑی لائبریری سعید الملت لکھنؤ میں بھی اس کی تلاش کرتے ہوئے حاضر ہو چکا ہے مگر وہاں پر دریافت کرنے کے بعد یہی معلوم ہوا کہ آج آپ کی زبان سے پہلی مرتبہ یہ نام سنا جا رہا ہے اور جب ایمان محمودی کی تلاش کرتے ہوئے حضرت قاضی محمود کنتوری کے آستانہ عالیہ کنتور ضلع بارہ بنکی حاضر ہوا تو حضرت قاضی موصوف کے مکان کے وارثوں

نے بھی دریافت کرنے کے بعد جواب دیا کہ ابھی تک ہم لوگوں نے یہ نام کبھی نہیں سنا تھا۔ راقم الحروف نے حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ کے اس حجرہ مبارکہ کی بھی زیارت کی ہے جس میں بیٹھ کر حضرت قاضی صاحب لکھاپڑھا کرتے تھے۔ آپ کا چراغ، صراحی اور دیگر کچھ تبرکات آج تک محفوظ ہیں۔ چراغ اور صراحی تک کو محفوظ رکھنے والوں کا اس رسالے کے بارے میں یہ کہنا کہ آج تک اس کا نام بھی کانوں سے نہیں ٹکرایا یقیناً تشویشناک بات ہے۔ مذکورہ مقامات کے علاوہ ہندوستان کے بڑے بڑے مطبوعہ ومخطوطہ کتب خانوں مثلاً مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، خدابخش لائبریری پٹنہ بہار، رضا لائبریری رامپور، آصفیہ لائبریری حیدرآباد، مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف اور خانقاہ مداریہ کریرا ضلع شیوپوری ایم پی، خانقاہ مداریہ ناگپور مہاراشٹر، خانقاہ مداریہ گوالیر ایم پی اور سلسلۂ قادریہ چشتیہ ابوالعلائیہ وغیرہ کے کئی روحانی مراکز میں جاجا کر ایمان محمودی تلاش کی مگر کہیں پر بھی اس کتاب کا کوئی سراغ نہیں لگا، اور اکثر کتب خانوں کے مالکوں نے بتایا کہ اس کتاب کا نام مرأۃ مداری میں لکھا ہے بس اسی کے حوالے سے ہم لوگ بھی اس کے نام سے واقف ہیں اس ضمن میں یہ واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ مدھیہ پردیش کے ایک قلمی وقدیم کتب خانے سے متعلق معلوم ہوا کہ وہاں پر ایمان محمودی موجود ہے چنانچہ فقیر یہ خبر سنتے ہی خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے ولی عہد حضرت مولانا سید ظفر مجیب صاحب قبلہ اور صاحبزادہ حضرت سید اطیع الباقی صاحب قبلہ کو لے کر مقام مذکور پر تقریباً بارہ گھنٹہ کی مسافت طے کر کے جب پہونچا تو انہوں نے مرأۃ مداری پیش کی اور کہا کہ حضرت معاف فرمائیں میں اسی کو ایمان محمودی سمجھتا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ایک خلجان ہے کہ مرأۃ مداری کے مطابق رسالہ ایمان محمودی ۱۰۵۳ھ میں حضرت قاضی محمود کنتوری کے وصال کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد حضرت چشتی علیہ الرحمہ کو کس کے ذریعہ ملا اس کا بھی کوئی ذکر مرأۃ مداری میں نہیں کیا گیا ہے۔ نیز جب رسالہ ایمان محمودی میں مرأۃ مداری کے مطابق حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے تمام حالات حضرت قاضی موصوف نے حضرت والا شاہ مدار قدس سرہٗ سے سن کر اور کچھ بچشم خود دیکھ کر تحریر کر دیئے تھے تو پھر اس نقل کو نقل کرنے کے لئے حضرت چشتی علیہ الرحمہ کا ایک عرصہ تک تردد میں پڑا رہنا اور پھر مکن پور شریف جا کر حضرت سیدنا مدار پاک قدس سرہٗ

کی روحانیت سے اجازت حاصل کرنا بھی عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ استغفر اللہ صد بار استغفر اللہ بھلا کیونکر یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ سرکار ولایت سیدنا سید بدیع الدین احمد مدار حسنی حسینی قدس سرہٗ کی روحانیت کسی کو اپنے نسب شریف اور دیگر احوال وکوائف کو خلاف حقیقت لکھنے کی اجازت عطا کرے۔ اس مقام پر باہوش قارئین کے ذہن پر یہ بات ضرور ابھر کر آئے گی کہ مرأۃ مداری میں الحاق وتحریف کا فریضہ انجام دینے والوں نے حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی کو روحانیت کی چادر اڑھا کر بڑی چالاکی سے اپنا کام کرنے کی کوشش کی ہے۔

تجربہ کار ناظرین اس قسم کا اسلوب بیان سمجھتے ہیں کہ جھوٹے لوگ اپنے جھوٹ کو سچائی کا جامہ پہنانے کے لئے اس قسم کی باتیں عموماً کیا کرتے ہیں اور پھر یہ بھی خوب مشہور ہے کہ چور چاہے جس قدر چالاکی وصفائی سے چوری کرے مگر وہ کوئی نہ کوئی نشانی بے اختیاری طور پر چھوڑ دیتا ہے۔ اب یہی دیکھ لیجئے کہ مرأۃ مداری کے صفحہ ۲ پر لکھا گیا ہے کہ "شیخ امان اللہ سنڈیلوی کی درخواست وکوشش کی وجہ سے بروز جمعرات ۲۵ رذیقعدہ ۱۰۶۴ھ میں مرأۃ مداری لکھنے کی اجازت کیلئے مکن پور شریف حاضر ہوا حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور جمعہ کی رات آستانۂ فائض الانوار پر گذاری اور آنخضرت کی پاک روحانیت کے مشاہدہ سے قسم قسم کی نعمتیں اور بخششیں حاصل ہوئیں جب واپسی کا وقت آیا تو اس رسالہ مرأۃ مداری کو روضہ کی ہر جالی میں رکھ کر پھر درخواست پیش کی، آنخضرت نے کمال ذرہ پروری ومہربانی کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بہت مبارک کام ہے جس جگہ خلاف دیکھائی دے گا میں حقیقت حال سے تمہیں آگاہ کر دوں گا، اطمینان قلب کے ساتھ قلم اٹھاؤ تمہیں بے شمار برکتیں حاصل ہونگی۔ پس حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطنی حکم سے رسالہ مرأۃ مداری لکھنا شروع کیا۔

ناظرین کرام! مرأۃ مداری کے مذکورہ بیان سے تین باتیں ابھر کر سامنے آرہی ہیں اول یہ کہ جب ابھی صرف رسالہ لکھنے کی اجازت کی ہی غرض سے مکن پور تشریف لائے تھے اور ابھی تک رسالہ لکھا نہیں تھا تو پھر یہ بیان کہ "جب وقت رخصت آیا تو اس رسالہ مرأۃ مداری کو روضہ کی ہر جالی میں رکھا" ناظرین ہوشمند غور کریں کہ جب ابھی تک رسالہ لکھا ہی نہیں تھا صرف لکھنے کی اجازت لینے آئے تھے تو پھر رسالہ مرأۃ مداری کو روضہ کی ہر جالی

میں رکھنا کس طرح سے ممکن ہوسکتا ہے جبکہ ابھی تک رسالہ وجود میں آیا ہی نہیں ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ پھر زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے باطنی حکم سے رسالہ مرأۃ مداری لکھنا شروع کیا مرأۃ مداری کا یہ بیان اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ بعد اجازت کے لکھنا شروع کیا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابھی تو یہ لکھا کہ اس رسالہ مرأۃ مداری کو روضہ کی ہر جالی میں رکھا پھر یہ لکھا جا رہا ہے کہ بعد اجازت روحانیت پاک کے لکھنا شروع کیا۔ لہٰذا اب قارئین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں یہ متضاد بیان صرف چور کی چوری کا نشان ہے جو چوری کرتے وقت بوجہ غفلت عموماً چھوٹ ہی جاتا ہے۔

اور تیسری اہم بات یہ ہے کہ مرأۃ مداری کے مطابق تمام کتب تاریخ وسیر و بزرگان دین کے ملفوظات غلو وافراط سے بھرے ہوئے تھے انھیں کسی سے کماحقہٗ اطمینان حاصل نہیں ہو رہا تھا یہاں تک کہ ۱۰۵۳ھ میں موصوف عبدالرحمٰن چشتی کو رسالہ ایمان محمودی حاصل ہوا مگر انھوں نے اس کے حاصل ہونے کے بعد بھی حضرت مدار پاک سے متعلق کچھ نہ لکھا یہاں تک کہ بارہ برس کے بعد ۱۰۶۴ھ میں جناب امان اللہ سنڈیلوی کے گذارش وکوشش پر آستانۂ عالیہ زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ پر آپ کے حالات لکھنے کی خاطر اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے پھر بمطابق مرأۃ مداری انھیں اجازت بھی حاصل ہوئی اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ لکھو جہاں کہیں خلاف دکھائی دے گا میں تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کروں گا۔ (مرأۃ مداری ص۲)

ناظرین! مرأۃ مداری کے مذکورہ اقتباس کو پڑھ کر قارئین سمجھ چکے ہونگے کہ حضرت عبدالرحمٰن چشتی کو کسی کتاب پر اعتماد نہیں تھا سب غلو وافراط پر مشتمل تھیں اور ایمان محمودی ملنے کے بعد حضرت چشتی صاحب کا بارہ برس تک چپ سادھے رہنا بھی اس بات پر دال ہے کہ شیخ چشتی کو اس پر بھی اطمینان کلی نہیں تھا، اطمینان انہیں اسوقت ہوا جب حضرت مدار عالم سرکار زندہ شاہ مدار کی روحانیت سے اجازت حاصل ہوگئی۔

لہٰذا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت چشتی کے نزدیک بشمول ایمان محمودی تمام کتب غیر معتبر تھیں تو پھر مرأۃ مداری میں کسی بھی مقام پر حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کی روحانیت کے حوالے سے کوئی بات کیوں نہیں لکھی ہر جگہ ایمان محمودی کا ہی حوالہ کیوں دیا

حضرت مدار پاک کی روحانیت کا حوالہ کہیں ایک دو مقام پر بھی نہیں یہاں تک کہ آپ کے نسب شریف اور سن ولادت ووفات اور دیگر ضروری واقعات کو بھی آپ کی اجازت کے حوالے سے نہ لکھتے ہوئے صرف ایمان محمودی کے حوالے سے لکھا۔ فقیر مداری محمد قیصر رضا شاہ علوی غفرلہ کہتا ہے کہ جب ایمان محمودی کے ہی حوالے سے سب کچھ لکھنا تھا تو پھر خواہ مخواہ بارہ برس تک ایمان محمودی ہونے کے باوجود کیونکر لکھنے سے باز رہے۔

اور یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن چشتی جیسے بزرگ کہ جنہوں نے مرأۃ مسعودی لکھتے وقت حضرت سیدنا سید سالار مسعود غازی قدس سرہٗ کے حالات وکرامات حضور غازی پاک علیہ الرحمہ کے آستانۂ عالیہ پر رہنے والوں کے علاوہ رشیوں منیوں برہمنوں تک سے دریافت کئے ہوں وہ ۱۰۶۴ھ میں مکن پور شریف پہونچ کر اس وقت کے اکابر مشائخ مداریہ سے مل کر قطب وحدت حضور سیدنا سرکار سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے صحیح حسب ونسب وحالات وکرامات وخدمات کی تفصیل کیونکر نہ دریافت کی یہ بھی حد درجہ تعجب خیز بات ہے۔ ۱۰۶۴ھ میں مکن پور شریف میں عارف کامل حضرت سیدنا خواجہ سید لاڈلا درباری ارغونی اور شیخ الشیوخ حضور سیدی خواجہ سید عبدالرحیم ارغونی مداری علیہما الرحمہ جیسے اور کئی کامل الفیوض بزرگ موجود رہے مگر مرأۃ مداری کے موجودہ تمام نسخوں میں آستانۂ عالیہ زندہ شاہ مدار مکن پور شریف کے کسی بھی بزرگ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے یہ بھی کچھ کم حیرت کی بات نہیں ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں نصیبۃ الابرار فی ظل قطب المدار کے مصنف علام حضرت مفتی محمد اسرافیل شاہ علوی کا یہ بیان پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ ایمان محمودی کنتور کے شیعوں کی گڑھنت ہے جیسا کہ مرأۃ مداری میں اس سے اخذ کئے گئے اقتباسات سے ظاہر وباہر ہے ساتھ ہی ساتھ حضرت مفتی محمد اسرافیل شاہ صاحب پرنسپل جامعہ عربیہ مدار العلوم مکن پور شریف نے اپنی کتاب نصیبۃ الابرار میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایمان محمودی کا ایک نسخہ مکن پور شریف میں موجود ہے جس میں ایمان محمودی کے حوالے سے درج شدہ بات جو حضرت مدار پاک کے نسب شریف سے متعلق ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے چنانچہ واضح رہے کہ جب ہم ہندوستان کے قدیم اور بڑے بڑے کتب خانوں اور لائبریریوں کے علاوہ

کچھ اور اہم خانقاہوں میں ایمان محمودی تلاش کی اور نہیں پایا تو متفکر ہو کر بیٹھ گیا۔ دوران کتب بینی ایک شب حضرت مفتی صاحب کی کتاب کے مطالعہ کے دوران یہ بات بھی پڑھی کہ ایمان محمودی مکن پور شریف میں موجود ہے یہ پڑھنے کے بعد میں نے سکون کی سانس لی اور پھر ایک روز بعد مکن پور شریف کے لئے روانہ ہو گیا وہاں پہونچکر جب مفتی صاحب سے دریافت کیا اور ان کی کتاب پیش کی اور بتایا کہ حضرت آپ نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ ایمان محمودی مکن پور شریف میں موجود ہے لہٰذا میں زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ اس سوال پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میاں صاحب! مکنپور پور شریف میں ایک کتابچہ رسالہ محمودیہ نام کا ہے جو حضرت قاضی محمود کنتوری کے نام سے منسوب ہے وہ یہ ہے اور اسی کو لوگ ایمان محمودی کہتے چلے آرہے ہیں، اس میں حضرت مدار پاک کا حسنی وحسینی والا شجرۂ نسب موجود ہے۔ مرأۃ مداری والا بیان اس میں کہیں مرقوم نہیں ہے۔ مزید عرض کرتا ہوں کہ جس نے جہاں بھی اس کتاب کا حوالہ دیا ہے تو اس میں سچائی یہی ہے کہ اس نے صرف مرأۃ مداری پر اعتماد کرتے ہوئے ایمان محمودی کا نام لکھ دیا ہے ورنہ حقیقۃً اس نے ایمان محمودی نام کی کوئی کتاب خود ملاحظہ نہیں کی ہے جیسا کہ بنارس کے ایک سفر میں جب ہماری ملاقات مفتی محمد شریف الحق امجدی کے بیٹے جناب ڈاکٹر محب الحق صاحب سے ہوئی اور ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کے والد بزرگوار نے ایمان محمودی نام کی کتاب کا حوالہ ایک مقام پر دیا ہے لہٰذا آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے اپنے والد کے ذخیرۂ کتب میں کبھی ایمان محمودی نام کی کوئی کتاب دیکھی ہے؟ موصوف صاجزادے نے میرے سوال کا جواب نفی میں دیتے ہوئے سکوت اختیار کر لیا ان کے علاوہ اور بھی کچھ حوالہ دہندگان کے ورثاء سے جب ہم نے اس کتاب کے بابت پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے بزرگوں کے کتب خانوں میں اس کی تلاش کی اور بالآخرہ ایمان محمودی پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پس ان باتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان محمودی ایک گڑھا ہوا فرضی نام ہے اور اسے خلیفۂ زندہ شاہ مدار حضرت سیدنا قاضی محمود کنتوری قدس اللہ سرہٗ کی طرف منسوب کر کے مرأۃ مداری کے تمام غیر معتبر وغیر مستند مندرجات کو صحیح ثابت کرنے کا کھیل کھیلا گیا ہے، ورنہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ جب رسالہ ایمان محمودی بمطابق مرأۃ مداری قدوۃ العارفین

حضرت قاضی محمود کنتوری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ مایہ ناز تصنیف تھی جس میں انہوں نے حضور مدار پاک کے حالات خود حضور مدار پاک سے سن کر اور کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غایت اخلاص کے ساتھ تحریر کئے تھے اور ایسی معتبر کتاب شیخ عبدالرحمٰن چشتی کو ۱۰۵۳ھ میں ہی حاصل ہو گئی تھی تو پھر حضرت چشتی علیہ الرحمہ بارہ برس تک حضرت مدار العٰلمین قدس سرہٗ کے حالات لکھنے میں کیونکر متردد رہے؟ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں جناب شیخ عبدالرحمٰن چشتی کے نزدیک قدوۃ العارفین حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ کی یہ تصنیف پایۂ صحت تک نہیں پہونچتی تھی .... اور اگر ایسا نہیں تو پھر حضرت چشتی نے کس وجہ سے اس کتاب کے ہوتے ہوئے بارہ برس تک بعض دنیا داروں کے ڈر کے مارے حضرت قطب الاقطاب سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے حالات قلمبند کرنے سے گریز کیا؟ نیز یہ سوال بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ بمطابق مرأۃ مداری جسے شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے قدوۃ العارفین لکھا ہو بھلا وہ کیونکر حضرت چشتی صاحب کے نزدیک معتمد ومعتبر نہ ہوگا اور ایک دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب بمطابق مرأۃ مداری حضرت والا سیدنا سرکار مدار پاک کے تمام احوال کوائف رسالہ ایمان محمودی میں درج تھے تو پھر مرأۃ مداری کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور مرأۃ مداری کے بیان سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ ۱۰۵۳ھ سے قبل ہی حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کے حالات جمع کرنے میں سرگرداں تھے اور تاریخ وسیرت بزرگان دین کے ملفوظات ارباب تحقیق کی تحقیقات کو ملاحظہ کیا تھا مگر سب کے سب مبالغہ سے بھرپور تھے کسی سے انہیں کما حقہٗ اطمینان حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ یہ مذکورہ بیان بھی ہمیں دعوت غور وفکر دے رہا ہے کہ تمام کتب مبالغہ اور اناپ شناپ باتوں سے بھرپور تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی ذات سے یہ بیان بھی بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ بیان کہ تمام کتب تاریخ وسیر وارباب تحقیق کی تحقیقات اور بزرگوں کے ملفوظات کو مبالغہ سے بھرپور پایا ایک طرح سے انتہائی بزدلانہ بیان ہے کیونکہ یہ بات اس وقت معقول ہوتی کہ جب بطور مثال مبالغہ آمیز کچھ کتابوں اور بزرگوں کے ملفوظات کا نام بھی ذکر کر کے علی الاعلان یہ بات کہتے تا کہ دوسرے لوگ بھی ان مبالغات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی جہاں ایک طرف طریقت وتصوف کے معلم تھے وہیں پر شریعت مطہرہ کے مسائل

سے بھی واقفیت رکھتے تھے یقیناً وہ شرع مطہر کے اس مسئلے سے ناواقف نہیں رہے ہونگے کہ جہاں غلط بات سے خود بچنا واجب ہے وہیں پر حتی المقدور دوسروں کو بچانا بھی واجب ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی کا ۱۰۵۳ھ سے قبل ہی حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے حالات کی جستجو میں سرگرداں رہ کر ہر علاقہ ودیار کے بزرگوں کے ملفوظات اور تاریخ وسیرت پر لکھی ہوئی کتابوں کا حضور مدار پاک کے حالات کی معلومات کیلئے مطالعہ کرنا بھی محل نظر ہے کیونکہ ۱۰۵۳ھ سے پہلے ہی آپ اپنی تقریباً چودہ سو صفحات پر مشتمل مشہور عالم کتاب مرأۃ الاسرار کی تالیف وترتیب میں مشغول تھے۔ جیسا کہ مرأۃ الاسرار صفحہ ۵ پر تحریر ہے کہ ”کتاب مرأۃ الاسرار کی تالیف آپ نے حضرت خواجہ خواجگاں معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے باطنی اشارہ پر ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور یہ عظیم کارنامہ مورخہ ۲۰ رشوال المکرم ۱۰۶۵ھ میں تقریباً بیس سال کے عرصہ میں اختتام پذیر ہوا۔ مرأۃ الاسرار کے سرورق پر بھی یہ مدت تالیف لکھی ہوئی ہے ان کے علاوہ مرأۃ الاسرار کے اور کئی اقتباسات سے مذکورہ مدت تالیف کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

چنانچہ مذکورہ بیان سے صاف صاف ظاہر ہے کہ مرأۃ الاسرار جیسی ضخیم کتاب کہ جس میں سیکڑوں اولیائے کاملین کے حالات تحریر ہیں یقیناً انتہائی محنت ومشقت کے بعد معرض وجود میں آئی ہوگی اور اس ضخیم کتاب کی تالیف وترتیب کے دوران حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے کن کن دیار وامصار کی خاک چھانی ہوگی اور کس درجہ مصروف رہے ہونگے اس کا اندازہ لگانا مصنفین زمانہ اور دیگر ارباب علم وحکمت کیلئے زیادہ دشوار نہیں ہے۔ لہٰذا اس مختصر سی گفتگو کے بعد ناظرین کرام مرأۃ مداری کے خطبہ کے بعد والا یہ بیان پڑھیں کہ ”یہ فقیر عبد الرحمٰن چشتی ابتداء کے سلوک سے ہی حضرت قدوۃ الطریقۃ برہان الحقیقۃ کاشف اسرار احدیت ووحدت ورموز دان مقام خاص احدیت ورئیس جمیع رجال اللہ وپیشوائے بے باکان درگاہ الہ اور شراب معرفت پینے والوں کے سردار حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے منشاء سلسلہ اور حسب ونسب اور احوال ومقامات کا متلاشی تھا مگر چونکہ اہل زمانہ آنحضرت کے احوال مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اس وجہ سے ایک زمانہ تک میں ارباب تحقیق کی کتابوں اور ہر علاقہ ودیار کے بزرگوں کے ملفوظات اور

تاریخ وسیرت کی کتابوں کو دیکھا مگر کما حقہ فائدہ حاصل نہیں ہوا بالآخر مکمل تلاش وجستجو کے بعد ایمان محمودی نام کا رسالہ جو قدوۃ العارفین حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے اور حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہٗ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے تھے یہ رسالہ ایک ہزار ترپن ہجری ۱۰۵۳ھ میں پہلی مرتبہ اجمیر جاتے وقت میرے مطالعہ میں آیا (مرأۃ مداری ص ۱/۲)

ناظرین گرامی! مرأۃ مداری کے مذکورہ بیان سے بخوبی سمجھ چکے ہونگے کہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ ۱۰۵۳ھ سے قبل ہی حضرت سیدنا مدار پاک قدس سرہٗ کے حالات وکوائف کی جستجو میں سرگرداں تھے یہاں تک ۱۰۵۳ھ میں رسالہ ایمان محمودی انھیں حاصل ہو گیا مذکورہ بیان میں حضرت سیدنا سرکار مدار پاک قدس سرہٗ کے حالات کی جستجو میں حضرت چشتی کے جس درجہ انہماک ومصروفیت کو بتایا گیا ہے وہ مرأۃ الاسرار کی مدت تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ کے پیش نظر سخت حیرتناک معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ تمام حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرأۃ مداری الحاق ہو کر مختلف النوع خبط وخرافات قسم کی باتوں کا پٹارہ بن گئی ہے نیز حیرت وافسوس کی ایک بات یہ بھی ہے کہ مرأۃ مداری کے ہم نے اب تک جتنے بھی نسخے دیکھے ہیں ان میں فارسی ادب وانشاء کے علاوہ املا تک کی کافی غلطیاں موجود ہیں اور کاتبوں نے بھی بعض نسخوں کی ترتیب کو درہم برہم کر دیا ہے یعنی بات کہیں کی تھی اور جوڑ کہیں اور دیا گیا اب خدا جانے کہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ کے ہاتھ کا اصل نسخہ دنیا میں کہیں ہے بھی یا تخریب کاروں کی تخریب کی نذر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا لہٰذا اب اس کتاب محرف کی وہی باتیں قابل تسلیم ہیں جو نقل متواتر سے ثابت اور حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے خانوادہ مقدسہ کی مصدقہ ہیں اس کے علاوہ بقیہ وہ باتیں جو نقل متواتر ومعتبر کے خلاف اور حضور سیدنا مدار پاک قدس سرہٗ کے گھرانے کے مشائخ بالخصوص مشائخ مکنپور شریف کی غیر مصدقہ ہیں وہ ہرگز قابل تسلیم ولائق اعتبار نہیں ہیں۔

چنانچہ اب ہم ناظرین کرام کے سامنے حضور قطب وحدت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار شاہ قدس سرہ کا صحیح نسب نامہ جو نقل متواتر اور صاحب دیانت بزرگوں بالخصوص خاندان زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے مشائخ کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے وہ ہدیۂ

ناظرین کررہے ہیں تاکہ لوگ مرأۃ مداری میں مندرج غلط روایت پڑھ کر دھوکہ نہ کھائیں اورخوب تحقیق سے جان لیں کہ مرأۃ مداری میں حضور مدارک پاک قدس سرہٗ کے نسب پاک سے متعلق اسرائیلی (یہودی النسل) والی روایت سراسر جھوٹ اور سخت وجعل وفریب ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں وہ صرف اہل حرص وہوا کی عیاری ومکاری کی پیدا کردہ ہے چنانچہ اب آپ حضرت سرکار مدار پاک کا حقیقی وصحیح نسب نامہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار الحسنی الحسینی قدس سرہٗ نجیب الطرفین سید آل رسول ہیں۔

قطب الاقطاب حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نجیب الطرفین یعنی حسنی وحسینی سید آل رسول ہیں والد گرامی کی طرف سے حسینی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی ہیں۔ آپ کی سیادت عالیہ مطہرہ مبارکہ بھی اتنی ہی مشہور ومعروف ہے کہ جتنی آپ کی ولایت وبزرگی مشہور ومعروف ہے۔ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین حسن علیہ الرحمہ والرضوان متوفی ۷۹۵ھ نے آپ کا شجرۂ نسب اپنی تصنیف منیف نجم الہدیٰ میں اس طور سے تحریر فرمایا ہے

شجرۂ پدری:— السید الشریف بدیع الدین احمد بن سید الشریف قدوة الدین علی بن السید الشریف بهاء الدین حسین بن سید الشریف ظهیر الدین بن سید الشریف احمد اسماعیل الثانی بن سید الشریف محمد بن سید الشریف اسماعیل الاول بن امام الناطق جعفرن الصادق بن الامام محمدن الباقربن الامام علی الاوسط زین العابدین بن الامام الحسین بن الامام الاشجعین المتقین علی بن ابی طالب وفاطمة الزهراء بنت الرسول المقبول علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام

شجرۂ مادری:— السید الشریف بدیع الدین احمد بن سیدة الشریفة هاجرة لقبها فاطمة الثانیة التبریزیة بنت سید عبد الله التبریزی بن السید زاهد بن السید محمد بن السید عابد بن السید ابی صالح بن

السید ابی یوسف بن السید ابی القاسم بن السید عبد الله المحض بن السید حسن المثنیٰ بن امام الحسن بن امیر المومنین رضوان الله علیهم اجمعین (نجم الهدیٰ مطبوعه : بیروت)

شیخ الاسلام حضرت شیخ نظام الدین حسن قدس سرہٗ کے علاوہ شیخ الاصفیاء حضرت سیدنا صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں حضور مدار پاک قدس سرہٗ کا پدری ومادری نسب نامہ اس طرح سے تحریر ہے" آنحضرت اجله از اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه **شجرۂ پدری**. واسم پدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بهاء الدین ابن سید ظهیر الدین ابن سید احمدابن سید محمد ابن سید محمد اسماعیل ابن امام الائمه سید امام جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین زین العابدین ابن امام الشهداء امام حسین بن امام الاولیاء مولیٰ علی کرم الله وجهه الکریم.

شجرۂ مادری:— و نسب مادرے وے " نام والده ماجده آنحضرت فاطمه ثانیه عرف فاطمه تبریزی دختر سید عبد الله ابن سید زاهد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبدالله محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن ابن امیر المومنین حضرت علی کرم الله وجهه الکریم. (حاشیہ تذکرۃ المتقین حصہ اول ص ۱۱۷ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ بحوالہ ملفوظات صوفی حمید الدین ناگوری)

سرکار سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کا یہی مذکورہ نسب نامہ کئی سو برس قدیم کتاب منتخب العجائب قلمی صفحہ ۵ پر مولف کتاب حضرت سید عبد اللہ عرف دولہا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ مراۃ الانساب کے مصنف علام نے آپ کا شجرۂ پدری اس طرح سے تحریر کیا ہے۔

شجرۂ پدری:— حضرت سید بدیع الدین قطب المدار حضرت سید علی

حلبی حضرت سید بهاء الدین حضرت سید ظهیر الدین حضرت سید احمد اسماعیل ثانی حضرت سید محمد حضرت سید اسماعیل اول حضرت سید نا امام جعفر صادق رضی الله عنهم اجمعین (مرأة الانساب ص ۱۵۶/۱۵۷)

ان کے علاوہ رسالہ مولانا عبدالباسط قنوجی میں آپ کی سیادت حسینی وحسنی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ بدانکہ کنیت آنحضرت ابوتراب ولقب شاہ مدار نام سید بدیع الدین است آنحضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است وایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شد سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی الی آخرہ وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ درسن سہ صد ہجرۃ النبوی حیاتش پانصد سال (حاشیہ تذکرۃ المتقین حصہ اول ص ۱۲)

تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور کے مصنف مولانا سید اقبال احمد جونپوری نے آپ کا حسینی وحسنی نسب نامہ اس طور سے پیش کیا ہے ملاحظہ ہو۔

نسب نامہ پدری: سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بهاء الدین بن سید ظهیر الدین بن سید احمد اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل ثانی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شهید کربلا بن امام المتقین امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب هاشمی بن عبد المطلب بن عمرو العلا الملقب به هاشم۔

نسب نامہ مادری: والده حضرت زنده شاه قطب المدار فاطمه ثانی بنت سید عبد الله بن سید زاهد بن سید محمد بن محمد بن سید عابدبن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابوالقاسم ملقب به نفس ذکیه بن سید حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سید نا امام علی مرتضیٰ بن ابی طالب (تاریخ سلاطین شرقیہ ص ۱۳۷۷)

جناب مولانا محمد عاصم اعظمی نے بھی آپ کا یہی مذکورہ نسب نامہ اپنی مرتبہ کتاب

تذکرہ مشائخ عظام صفحہ ۳۵۲ پر تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر ظہورالحسن شارب پی ایچ ڈی سجادہ نشین درگاہ مخدوم سماء الدین دہلی نے آپ کا حسنی وحسینی شجرہ اس طرح سے تحریر کیا ہے۔

نسب نامہ پدری: سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بهاء الدین بن سید ظهیر الدین بن سید احمد اسماعیل بن سید محمدبن سید اسماعیل ثانی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام الاولیاء حضرت علی کرم الله وجهه۔

نسب نامہ مادری: فاطمه ثانی عرف بی بی هاجره بنت سید عبد الله بن سید زاهد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سیدابو یوسف بن سید ابو القاسم محمد ملقب به نفس ذکیه بن سید عبد الله محض بن حسن مثنیٰ بن ال م حسن بن امام الاولیاء حضرت علی کرم الله وجهه (تذکره اولیائے هند وپاک)

صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی نے حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کا حسنی وحسینی شجرہ مبارکہ ماہنامہ آستانہ دہلی بابت ماہ جون ۱۹۵۹ء میں اس طرح سے تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو۔

شجرۂ پدری: حضرت شیخ بدیع الدین المعروف به قطب المدار بن سید علی حلبی بن سید بهاء الدین بن سید ظهیر الدین بن سید احمد اسماعیل بن سید محمدبن سیداسماعیل ثانی بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدناا مام زین العابدین بن سیدناامام حسین بن سیدنا امام علی بن ابی طالب

شجرۂ مادری: بی بی هاجره ملقب به فاطمه بنت سید عبد الله تبریزی بن سید ابو محمد بن سیدمحمد بن سید محمد عابد بن سید محمد صالح بن سید ابو یوسف بن سید عبد الله ثانی بن حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن امام علی بن ابی طالب

ان مذکورہ شجرات کے علاوہ "مناقب ظہیری" کے مصنف حضرت العلام ظہیر احمد شاہ سہسوانی قادری چشتی نظامی نے آپ کا شجرۂ پدری ومادری بایں طور نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

شجرۂ پدری: حضرت سید بدیع الدین بن قاضی قدوة الدین سید علی حلبی بن سیدبهاء الدین بن سید ظهیر الدین بن سید احمد اسماعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علی جده علیه السلام بن علی مرتضیٰ کرم الله وجهه الکریم

شجرۂ مادری: بی بی هاجره صبیه بنت سید عبد الله بن سید زاهد بن سید محمد بن سید عابد بن سید ابوصالح بن سید ابویوسف بن سید ابوالقاسم بن سید عبد الله محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی الله عنهٗ (مناقب ظہیری ص ۳۱/۳۲)

ان کے علاوہ شیخ طریقت جناب صغیر احمد قادری چشتی نے حضور مدار پاک کا شجرۂ حسینی وحسنی اس طرح نقل کیا ہے۔

شجرۂ پدری: حضرت سید بدیع الدین احمد ابن حضرت سید قاضی قدوۃ الدین علی حلبی ابن حضرت سید بہاء الدین بن حضرت سید ظہیر الدین ابن حضرت سید احمد اسماعیل ثانی ابن حضرت سید محمد ابن حضرت سید محمد اسماعیل ابن حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت سید امام باقر ابن حضرت سید علی اوسط زین العابدین ابن سید الشہداء امام حسین ابن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ جانشین رسول اللہ ﷺ

شجرۂ مادری: حضرت سید بدیع الدین احمد ابن حضرت سیدہ فاطمہ ثانی عرف بی بی ہاجرہ خاتون بنت حضرت سید عبد اللہ ابن حضرت سید زاہد ابن حضرت سید محمد ابن حضرت سید عابد ابن حضرت سید ابو صالح ابن حضرت سید ابو القاسم نفس ذکیہ ابن حضرت سید عبد اللہ ابن حضرت سید حسن مثنیٰ ابن حضرت سیدنا امام حسن ابن حضرت سیدنا مولیٰ علی جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شجرات طیبات معمولات ص ۱۲/۱۳)

ان کے علاوہ شہر ممبئی کے مشہور عالم دین حضرت مولانا فصیح اکمل قادری نے آپ کا حسینی شجرہ اپنی کتاب ''سیرت قطب العالم'' میں اس طور سے لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

شجرۂ پدری: -حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ابن سید قدوۃ الدین علی حلبی ابن سید

بہاء الدین بن سید ظہیر الدین ابن سید احمد عرف اسماعیل بن حضرت سید محمد ابن حضرت سید محمد اسماعیل ابن حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت سید امام باقر ابن حضرت امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین ابن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم (سیرت قطب العالم ص ۱۰/۱۱)

اوران کے علاوہ شیخ طریقت حضرت سیدنا مولانا حسام الدین سلامتی قدس سرہٗ جو حضرت مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اخص الخواص خلفاء میں سرفہرست ہیں اورآپ ہی کوحضرت سیدی زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا سرکار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے برادر حقیقی حضرت سید محمود الدین قدس سرہٗ کا شجرۂ نسب اپنے نطاب میں اس طور سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شجرۂ پدری: -حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام باقر رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ، حضرت سیدنا اسماعیل رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید محمد رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید احمد مشہور بہ سید اسماعیل ثانی رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید ظہیر الدین رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید قاضی قدوۃ الدین رضی اللہ عنہٗ، حضرت سید محمود الدین برادر حقیقی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہما

حضرت سیدنا مولانا حسام الدین سلامتی مکنپوری قدس سرہٗ کے علاوہ حضور تارک السلطنت مخدوم العالم سیدنا مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ نے حضرت سیدنا سرکار مدار پاک رضی اللہ عنہٗ کا شجرۂ جدیہ اس طرح سے تحریر کیا ہے۔

شجرۂ پدری: -اے حبیب سید اشرف جہانگیر سمنانی نسب نامہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار در مکتوبات خویش می نویسد سید بدیع الدین ابن سید علی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امام العٰلمین علی ابن ابی طالب

کرم اللہ وجہہ۔ (مشکوٰۃ قطب المدار قلمی ص ۱۳۵ تصنیف ۱۱۵۳ھ)

کتاب گوہر آبدار کے مصنف صوفی محمد عمر طبقاتی بریلوی نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح سے تحریر کیا ہے "سید الانبیاء معراج والے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراء زوجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام، حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت سید امام باقر رضی اللہ عنہ، حضرت سید امام جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت سید اسماعیل، حضرت سید محمد، حضرت سید احمد، حضرت سید ظہیر الدین، حضرت سید بہاء الدین، حضرت سید قاضی قدوۃ الدین عرف علی حلبی۔ حضرت سید محمود الدین برادر حقیقی حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدس اللہ سرہما (گوہر آبدار عرف زندہ شاہ مدار ص ۵۳ مطبوعہ ۱۹۵۸ء)

صوفی محمد عمر طبقاتی بریلوی علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت مولوی سید خدمت المدار متخلص نجم جعفری طبقاتی ظہوری نے سرکار ولایت سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب اپنی کتاب فضائل سترہویں شریف میں اس طور سے تحریر کیا ہے۔

شجرۂ پدری: سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ ابن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل ثانی بن امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر ابن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا ابن امام المتقین امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہاشمی بن عبد المطلب بن عمرو العلا الملقب بہ ہاشم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین

والدہ ماجدہ: حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سیدہ بی بی ہاجرہ عرف فاطمہ ثانی خاص الملک بنت حضرت عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم محمد ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن سیدنا علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (فضائل سترہویں شریف ص ۶ مطبوعہ ۱۹۷۶ء)

علاوہ ازیں حریم صمدیت میں آپ کا شجرۂ پدری و مادری اس طرح سے درج ہے۔

شجرۂ پدری: حضرت سید بدیع الدین قطب مدار بن سید قدوۃ الدین علی حلبی بن سید بہاء

الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد عرف اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین شہید کربلا بن حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ۔

شجرۂ مادری: والدہ ماجدہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سیدہ بی بی ہاجرہ عرف فاطمہ ثانی خاص الملک بنت حضرت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم محمد ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن سیدنا علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین (حریم صمدیت مطبوعہ لاہور)

ان مصنفین کے علاوہ کتاب مدار اعظم کے مصنف علامہ فرید احمد نقشبندی مجددی نے سرکار مدار پاک کا شجرہ پدری و مادری اس طرح سے لکھا ہے۔

نسب پدری: سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل ثانی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام المتقین امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب ہاشمی بن عبد المطلب بن عمرو والعلا الملقب بہ ہاشم رضوان اللہ علیہم اجمعین

نسب مادری: والدہ حضرت شاہ مدار فاطمہ ثانی بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم محمد ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن سیدنا علی المرتضیٰ ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین (مدار اعظم ص ۲۳)

علامہ نقشبندی کے علاوہ کتاب مرقع درگاہ کے مصنف پیرزادہ سید علی شکوہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور مدار پاک کا پدری و مادری نسب نامہ اس طرح سے لکھا ہے۔

نسب پدری: نام نامی اسم گرامی حضور پُر نور سیدنا حضرت سید بدیع الدین لقب شاہ مدار کنیت ابو تراب مرتبہ عالیہ و منصب جلیلہ من اللہ قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہٗ العزیز نام والد ماجد حضرت قاضی قدوۃ الدین جناب سید علی حلبی ابن جناب قاضی سید بہاء الدین بن جناب قاضی ظہیر الدین ابن حضرت قاضی سید احمد بن قاضی سید محمد بن حضرت

قاضی اسماعیل بن جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن حضرت جناب امام زین العابدین علیہ السلام بن جناب سید الشہداء سرور مجاہدین فی سبیل اللہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام عالی جاہ بن جناب سید الاجمعین امام العٰلمین امیر المومنین امام المشارق والمغارب جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

نسب مادری: اسم مبارک والدہ ماجدہ آنحضرت قدس سرہٗ بی بی ہاجرہ فاطمہ ثانی دختر حضرت سید عبداللہ تبریزی ولی ابن جناب سید محمد زاہد بن سید عابد بن جناب سید ابوصالح بن جناب سید ابو یوسف بن جناب سید ابوالقاسم بن جناب سید عبداللہ اول بن جناب حسن مثنیٰ بن جناب امام حسن علیہ السلام بن جناب صاحب صمصام در المقام اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رحمہم اللہ اجمعین۔ (مرقع درگاہ ص ۵/۴)

ان کے علاوہ شجرۃ العارفین کے مصنف ممتاز الاتقیاء حضرت سید ولی حسن حلبی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور شاہکار ولایت سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کا شجرۂ پدری ومادری اس طرح سے رقم فرمایا ہے۔

شجرۂ پدری: حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار بن سید قاضی قدوۃ الدین عرف علی حلبی ابن سید بہاء الدین عرف محمد اسحاق ابن حضرت سید ظہیر الدین ابن حضرت سید احمد ابن حضرت سید محمد ابن سید اسماعیل ابن حضرت سید امام جعفر صادق ابن حضرت سید امام محمد باقر ابن حضرت سید امام زین العابدین ابن حضرت سیدنا مولانا سید امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہٗ ابن امام المتقین امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نسب مادری: والدہ ماجدہ شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاطمہ ثانی الملقب سیدہ ہاجرہ بی بی بنت سید عبداللہ بن سید زاہد بن سید محمد ابن سید عابد ابن سید ابوصالح ابن سید ابو یوسف بن سید ابوالقاسم ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبداللہ محض ابن سید حسن مثنیٰ بن حضرت سید امام حسن علیہ السلام بن سیدنا علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (شجرۃ العارفین قلمی ص ۴۹)

صاحب شجرۃ العارفین کے علاوہ حضور مدار اعظم سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ کا شجرہ پدری ومادری کتاب سیر المدار کے مصنف علامہ ظہیر احمد قادری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیر المدار میں اس طرح تحریر کیا ہے۔

شجرۂ پدری: حضرت سید بدیع الدین بن قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل بن جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم

شجرۂ مادری: بی بی ہاجرہ صبیہ بنت سید عبداللہ بن سید زاہد ابن سید محمد ابن سید عابد بن سید ابوالقاسم بن سید ابوصالح بن سید ابو یوسف بن سید ابوالقاسم بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (سیر المدار ص ۱۲/ مطبوعہ نول کشور واقع لکھنؤ سن طباعت ۱۹۰۰ء)

علاوہ ازیں ماہنامہ مدار بابت ماہ جون ۱۹۵۵ء میں حجۃ العارفین حضرت مولانا سید کلب علی مداری مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہٗ کا شجرۂ نسب اس طرح سے تحریر فرمایا ہے۔

شجرۂ پدری: مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت سید اسماعیل حضرت سید محمد حضرت سید احمد اسماعیل حضرت سید ظہیر الدین حضرت سید بہاء الدین حضرت سید قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار (ماہنامہ مدار بابت ماہ جون ۱۹۵۵ء ص ۵۳)

ان مصنفین کے علاوہ شیخ العارفین حضرت سید حیات علی بے ریا علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف مونس الارواح میں حضرت مدار پاک کا شجرۂ نسب ان الفاظ کے ساتھ تحریر ہے ملاحظہ ہو۔

شجرہ پدری: مولائے کائنات امام الاولیاء حضرت سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہٗ حضرت سیدنا امام حسین حضرت سیدنا امام زین العابدین حضرت سیدنا امام محمد باقر حضرت سیدنا امام جعفر صادق حضرت سیدنا اسماعیل حضرت سیدنا سید محمد حضرت سیدنا سید احمد اسماعیل حضرت سیدنا سید ظہیر الدین حضرت سیدنا سید بہاء الدین حضرت سیدنا قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی حضرت سیدنا شاہ سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس اللہ اسرارہم (مونس الارواح قلمی)

ان کے علاوہ کتاب مدار عالم کے مولف رئیس الاصفیاء حضرت علامہ الحاج سید ظہیر المنعم عرف بن میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح سے تحریر فرمایا ہے۔

شجرۂ پدری: حضرت سید بدیع الدین قطب المدار بن حضرت قدوۃ الدین علی حلبی بن حضرت سید بہاء الدین بن حضرت سید ظہیر الدین بن حضرت سید احمد بن حضرت سید احمد بن حضرت سید محمد بن حضرت سید اسماعیل بن حضرت سید امام جعفر صادق بن حضرت امام باقر بن سید امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بن سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ (مدار عالم)

علاوہ ازیں فضائل اہل بیت اطہار وعرفان قطب المدار میں آپ کا شجرۂ نسب بایں طور تحریر ہے:

شجرۂ پدری: حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت سید اسماعیل رضی اللہ عنہ حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ حضرت سید احمد رضی اللہ عنہ حضرت سید ظہیر الدین رضی اللہ عنہ حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ حضرت سید قاضی قدوۃ الدین رضی اللہ عنہ حضرت سید بدیع الدین رضی اللہ عنہ (فضائل اہل بیت اطہار ص/۲۶۱)

فضائل اہل بیت کے علاوہ کتاب المسمیٰ سید الاقطاب میں آپ کا شجرۂ نسب ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے۔

پدری نسب نامہ: حضرت زندہ شاہ مدار سید بدیع الدین ان کے والد حضرت قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی آپ کے والد سید بہاء الدین اور آپ کے والد سید ظہیر الدین آپ کے والد سید احمد آپ کے والد سید اسماعیل ثانی آپ کے والد سید محمد آپ کے والد سید اسماعیل آپ کے والد سیدنا امام جعفر صادق آپ کے والد سیدنا امام محمد باقر آپ کے والد سیدنا امام زین العابدین آپ کے والد سیدنا امام حسین شہید کربلا لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نور چشم سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ

(سید الاقطاب، مصنف علامہ غلام سبطین رحمۃ اللہ علیہ)

کتاب گلستان مدار کے مولف علامہ عرفان علی طبقاتی حیدر آبادی نے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کا منظوم شجرہ پدری ومادری اس طرح سے تحریر فرمایا ہے۔

شجرۂ پدری:

اب نسب نامہ سنو عالی وقار	نام ہے سید بدیع الدین مدار
بن علی حلبی ہے یہ عالی نسب	تھا بہاء الدین دادا کا لقب
بن ظہیر الدین پر دادا کا نام	ابن احمد سید عالی مقام
بن محمد سید عالی وقار	ابن اسماعیل شاہ نامدار
بن جناب جعفر صادق امام	بن محمد باقر خیر الانام
بن شہ زین العبا عالیجناب	ابن شاہ والا خطاب
بن علی المرتضیٰ عالی نژاد	یہ نسب ہوا رکھ اس کو یاد
اس طرح سے ہیں حسینی یہ جناب	ہیں حسن کی آل سے یہ کامیاب

نسب مادری:

فاطمہ ثانی ہیں مادر آپ کی	بنت عبد اللہ تبریزی ولی
بو محمد ان کے والد کا ہے نام	ابن عابد ابن صالح والسلام
ابن ابو یوسف ابو القاسم بداں	ابن عبد اللہ ثانی نیز خواں
بن حسن جن کا مثنیٰ ہے لقب	بن حسن ابن علی شاہ عرب
اور حمید الدین ناگوری نے بھی	ہے نسب نامہ لکھا بے شک یہی
یہ نسب نامہ ہے ذاکر نے لکھا	اس نسب نامہ میں ہرگز شک نہ لا

علاوہ ازیں جناب حضرت نظام الدین القادری کم سخن موضع پسگواں وزیر گنج بدایوں شریف یوپی نے اپنے مرتبہ شجرۂ نسب میں حضرت مدار پاک کا پدری ومادری نسب نامہ بایں الفاظ تحریر کیا ہے۔

نسب نامہ پدری: سید بدیع الدین مدار صاحب مکنپور شریف، سید علی حلبی، سید بہاء

الدین، سید ظہیر الدین، سید احمد، حضرت محمد، حضرت اسماعیل، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام باقر، حضرت امام زین العابدین، حضرت امام حسین، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ

نسب نامہ مادری: حضرت امام حسن، حضرت حسن مثنیٰ، حضرت عبداللہ محض، حضرت محمد، حضرت سید ابوالقاسم، حضرت سید ابو یوسف، حضرت سید صالح، حضرت سید عابد، حضرت سید محمد، حضرت سید زاہد، حضرت سید عبداللہ حضرت سیدہ بی بی فاطمہ والدہ مدار صاحب

قطب الاقطاب سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کا نسب نامہ شریف ہم نے متعدد کتب طریقت وتصوف کے حوالوں سے اس مقام پر تحریر کردیا تاکہ ناظرین کرام پر قطعی ظاہر ہوجائے کہ حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کی سیادت عالیہ متفق علیہ ہے اور اس میں وہی شخص قیل وقال کرسکتا ہے جو صحیح معنوں میں تحقیقی ذہنیت سے دور ہوگا اور ہرایرے غیرے قلم کار کی تحریر پر آنکھ بند کرکے یقین کرنے کا عادی ہوگا ہمیں یقین ہے کہ قارئین کرام حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کے مذکورہ صحیح نسب نامہ کو کئی کتابوں کے حوالے سے پڑھ کر بخوبی سمجھ چکے ہونگے کہ مراۃ مداری کی تحریر صرف کذب وافتراء پر مبنی ہے۔ حقیقت سے اس کا کوئی رشتہ نہیں۔ وہ صرف ایک یہودی وشیعی گڑھنت ہے جسے شیخ عبد الرحمٰن چشتی کے سرتھوپ کر حضرت مدار پاک کے حسب ونسب پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا سواد اعظم کبھی کسی گمراہ کن بات پر مجتمع نہ ہوگا۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ کے تناظر میں جب ہم حضرت مدار پاک کے شجرۂ نسب پر غور کرتے ہیں تو ایک سے بڑھ کر ایک پیکر شریعت و طریقت کو مدار پاک کی سیادت عالیہ مطہرہ مبارکہ کا معترف وقصیدہ خواں پاتے ہیں۔ اس مقام پر مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھ اور شخصیات اسلام کی چندوہ تحریریں بھی ہدیۂ ناظرین کردوں جن میں انہوں نے حضور سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عالی نسبی کا گیت گایا ہے۔ لہٰذا آیئے اس سلسلے میں سب سے پہلے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے متعلق حضرت شیخ وجیہہ الدین اشرف قادری فرنگی محلی کی یہ تحریر ملاحظہ فرمالیں۔ چنانچہ حضرت شیخ وجیہہ الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ بحر ذخار میں لکھتے ہیں کہ "شیخ

المحد ثین شیخ عبدالحق دہلوی دراخبار الاخیار حضرت قطب المدار را سید نوشتہ" یعنی شیخ المحد ثین حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت قطب المدار کو سید لکھا ہے۔ (بحر ذخار قلمی ص ۱۲۰۲، یہ نسخہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ اور مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف میں موجود ہے)

مگر جس قدر بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ ہم نے اب تک اخبار الاخیار کے فارسی مخطوطہ ومطبوعہ کے علاوہ جتنے بھی اردو تراجم دیکھے ہیں ان میں اس لفظ کو حذف پایا ہے اور اردو تراجم میں اس کے علاوہ بھی خامیاں مترجمین کی غفلت وجہالت کے سبب مسلسل چھپتی آرہی ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت مدار پاک کی سیادت عالیہ کی تائیدوتوثیق حضرت خضر علیہ السلام کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت مدار پاک کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تھا یعنی یا ولدی ان شعتک لمحمدیة وتربتک فاطمیة وبذرک علویة میلادک حلبیة یعنی اے صاحبزادے! بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی اور نسل علوی اور پیدائش حلبی ہے۔ مزید حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول بھی حضرت مدار پاک کی سیادت کو ثابت کررہا ہے السید ابن السید ابن السید عندالعواطرفي الدنیاتترشح۔ یعنی آپ سید ابن سید ابن سید ہیں آپ سے دنیا میں عطر پاشیاں ہوتی ہیں اور اس قول سے بھی کہ باسم و کنیة مشابه جده هذا علی تراب یمدح یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کے مشابہ ہیں جنہیں ابوتراب کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ (الکواکب الدراریہ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ مطبع گلزار دانش ممبئی)

اس کے علاوہ ثمرۃ القدس تصنیف لطیف حضرت شیخ الشیوخ ملا کامل قدس سرہٗ کا یہ اقتباس بھی حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی سیادت کا اعلان کررہا ہے ملاحظہ ہو، چوں سید بدیع الدین قطب المدار (در بغداد) تشریف فرماشدند واز غوث صمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ملاقی شدند حضرت جمال الدین و سید احمد بادیہ پا ہمشیر زادگان حوالے شاہ مدار کردند کہ ایں مرداں از شما بہرہ مند خواہد بود و میر رکن الدین حسن عرب و میر شمس الدین حسن عرب برادر زادگان حضرت غوث پاک خلفائے حضرت سید بدیع

الدین قطب المدار ہستند۔ یعنی جب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ بغداد تشریف لائے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت غوث پاک نے اپنے بھانجے حضرت جمال الدین وسید احمد بادیہ پا کو حضرت مدار کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ آپ سے فیضیاب ہونا چاہتے ہیں اور حضرت غوث پاک قدس سرہ کے بھتیجے حضرت میر رکن الدین حسن عرب میر شمس الدین حسن عرب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے خلیفہ ہیں۔ ناظرین کرام مذکورہ بالا اقتباس میں بآسانی دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت عارف باللہ سیدنا ملا کامل قدس سرہ نے حضرت مدار پاک کو سید لکھا ہے۔

علاوہ ازیں سفینۃ الاولیاء (مصنفہ داراشکوہ قادری) میں بھی سید لکھا ہے۔ اس کے علاوہ خود شیخ عبدالرحمٰن چشتی مولف مرأۃ مداری کی ایک دوسری تصنیف المسمّٰی بہ گلستان مسعودیہ میں حضرت مدار پاک قدس سرہ کو سید لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو گلستان مسعودیہ مترجم صفحہ ۱۲تا۱۳۔

علاوہ ازیں مشہور کتاب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے العرب والاسلام کے صفحہ نمبر ۵۵ پر مدار پاک کو سید لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ طبقات شاہجہانی کے مصنف نے بھی حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو سید لکھا ہے۔

کتاب فصول مسعودیہ مرتبہ مسعود احمد کاکوروی قدس روحہ صفحہ ۸۰ پر بھی سرکار مدار پاک کو سید لکھا ہے۔

علاوہ ازیں کتاب جواہر ہدایت عبدالقدیر میاں، اور کتاب کے مقالات طریقت میں بھی سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو سید تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کرامات مسعودیہ تصنیف علامہ شیخ ملیح اودھی رحمۃ اللہ علیہ مترجم بزبان فارسی حضرت شیخ مسیح اودھی علیہ الرحمۃ مترجم عربی اردو مولانا الٰہی بخش نقشبندی طبع اول قومی کتب خانہ لکھنؤ مطبوعہ ۱۲۹۶ھ میں بھی حضور شاہکار ولایت سیدنا قطب المدار قدس سرہ کو سید لکھا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب "بدایوں قدیم وجدید" مصنفہ نظامی بدایونی مطبوعہ نظامی پریس بدایوں سن طباعت ۱۳۳۸ھ اور کتاب، "تاریخ جدولیہ کے مصنف خادم علی مطبوعہ ۱۲۷۰ھ میں سرکار مدار پاک کی سیادت کا خطبہ پڑھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب صحائف اشرفی مولفہ مجدد سلسلۂ اشرفیہ

اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کے جلد دو کے صفحہ ۷۴ پر بھی سرکار مدار پاک قدس سرہ کو سید لکھا ہے۔ مزید برآں کتاب خطبات نظامی صفحہ ۲۶۹ مجموعہ خطابات خطیب مشرق علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمۃ اور کتاب علمائے بستی جلد اول صفحہ ۱۴۰ پر بھی سیدنا مدار پاک کو سید لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ علامہ محمد قائم قتیل داناپوری نے بھی مناقب شیخ الاسلام صفحہ ۱۴۱ پر اور حضرت میر سیف علی علیہ الرحمہ نے مناقب مرتضوی مطبوعہ نجم الثاقب الہ آباد میں متعدد مقامات پر مدار پاک قدس سرہ کو سید تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں مورخ اسلام علامہ شوکت علی فہمی نے اپنی کتاب قول الحق صفحہ ۱۱۶ پر اور حضرت شہاب چشتی صابری اکبرآبادی نے تاریخ تارہ گڑھ مطبوعہ مصطفائی پریس آگرہ میں بھی حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو سید تحریر کیا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب مردان خدا کے مصنف علامہ حضرت رضا علی خاں نے کتاب مردان خدا میں اور علامہ نسیم بستوی سابق مدیر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف نے ماہنامہ مدار اعظم پیرادائی گوراچوکی ضلع گونڈہ بابت ماہ اگست ۲۰۰۱ء کے صفحہ ۳۵ پر اور ھدیٰ ڈائجسٹ دہلی بابت ماہ اگست ۱۹۹۶ء جلد نمبر ۲۹ سرکار مدار پاک قدس سرہ کو سید لکھا ہے، مزید برآں تواریخ آئینۂ محمودی تصنیف ملا محمود غزنوی میں بھی حضور مدار پاک کو سید لکھا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ کنز السلاسل فی مجمع الافاضل (مصنفہ حضرت سید علاؤالدین العلوی المسعودی علیہ الرحمہ) میں حضور مدار پاک کو پانچ مقامات پر سید تحریر کیا ہے اور کتاب نور وحدت مولف مفتی نور محمد اشرفی فاضل منظر اسلام بریلی میں بھی سرکار قطب المدار قدس سرہ کو پانچ مقامات پر سید لکھا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب تذکرہ صالحین بہرائچ اور کتاب **السلسلة العلوية الغازية** میں بھی سرکار قطب المدار کی سیادت کا اعلان کیا گیا ہے۔

ان مذکورہ شجرات وحوالہ جات کے علاوہ بے شمار لوگوں نے حضور سیدنا قطب الاقطاب سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو نسل حسنین کریمین کی ایک اہم شخصیت کے طور پر شمار کیا ہے۔ ہم نے مضمون کی طوالت کی وجہ سے اس مقام پر صرف یہی چند حوالے پیش کئے اور بہت سارے حضرات کے تحریر کردہ شجرات نسبی اور سیادت سے متعلق بیانات کو اس مقام پر تحریر نہیں کیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ جیسا قلیل البضاعت شخص بھی اس موضوع

پرتقریباً تین سو سے زائد حوالے کسی بھی وقت پیش کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ مگر بقول
شاعر۔

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ہمیں یقین کامل ہے کہ ہماری یہ مختصر سی تحریر انشاء اللہ اہل ایمان واسلام کے لئے آنکھوں کی
ٹھنڈک ثابت ہوگی ہم نے اس مقالے میں حضور مدار پاک قدس سرہ کا وہ شجرۂ حسنی وحسینی
بھی درج کردیا ہے جو مرأۃ مداری سے چارسو سال۔ دوسوستر سال، دوسو پچھتر سال، ایک
سو بائیس سال، ایک سو پندرہ سال قبل کے علمائے ربانیین وسلف صالحین نے اپنی کتب میں
تحریر فرماکر بہ صراحت آپ کو باپ کی جانب سے حسینی اور ماں کی جانب سے حسنی تحریر کیا ہے
اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے سلف صالحین کے تحریر کردہ شجرات بھی ہم نے آپ کے
سامنے پیش کردیا ہے۔ جس میں آپ نے بچشم خود ملاحظہ کیا ہوگا کہ حضرت زندہ شاہ مدار قدس
سرہ والد ماجد کی جانب سے حسینی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی سید یعنی نجیب الطرفین
سید آل رسول ہیں۔

پس میں آپ کی توجہ اب اس کے بعد اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ مرأۃ مداری کی
گڑھنت سے آپ بخوبی واقف ہوگئے اور آپ پر واضح ہو چکا کہ مرأۃ مداری کا بیان تمام
سلف صالحین اور اولیاء کاملین کے خلاف ہے اور اس پر اعتماد کرنا بہت سارے اولیاء اللہ کی
تکذیب وتوہین کرنے کے مترادف ہے اور آپ پر یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ مرأۃ مداری
کا کوئی ماٰخذ نہیں ہے جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں اس پر روشنی ڈال چکے ہیں اور ثابت
کردیا ہے کہ رسالہ ایمان محمودی دنیا میں کہیں موجود نہیں لوگوں نے اس کا حوالہ صرف مرأۃ
مداری میں دیکھ کردے دیا ہے اس کی تائید وتوثیق کے لئے ہمارے پاس بہت ساری دلیلیں
موجود ہیں جنھیں ہم عند الضرورت پیش کرسکتے ہیں لہٰذا اب ہم اس بات کو یہیں پر ختم
کرکے اپنے ناظرین کے سامنے چنداُن کتابوں کے نام بھی پیش کردینا بہت ضروری
تصور کرتے ہیں جن کے مصنفین نے مرأۃ مداری کے بیان سے دھوکہ کھا کر حضرت قطب
المدار سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو انبیائے بنی اسرائیل کی نسل سے لکھ
دیا ہے مثلاً مطلوب الطالبین مصنفہ ملا باقی دہلوی قصر عارفاں مصنفہ محمد احمد علی حیدرآبادی

مرأۃ المریدین وغیرہ اس کے علاوہ یہ واضح کردینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ کچھ حضرات
نے حضرت مدار پاک قدس سرہ کا حسینی نسب نامہ گذشتہ نسب ناموں سے کچھ مختلف بیان
کردیا ہے۔ مثلاً صاحب بحرذخار اور صاحب نزہۃ الخواطر اور حضرت شیخ احمد ابن قانی وغیرہ
نے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین سے ذرا مختلف طریقوں سے جوڑ دیا ہے۔ علاوہ
ازیں کچھ حضرات نے حضرت قطب المدار کو از طرف والد حضرت ابوہریرہ کی اولاد سے لکھا
ہے اور از طرف والدہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد لکھا ہے۔ مثلاً صاحب خزینۃ
الاصفیاء اور تذکرہ صوفیائے بنگال کے مولف یا انہیں کتابوں سے اخذ کرنے والے چند
حضرات مگر درحقیقت یہ سب تحقیقات کی کمی کے نتائج ہیں۔ عند الشرع ہر شخص اپنے حسب
ونسب کا امین بذات خود ہوا کرتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص کسی کے بھی حسب نسب کا امین نہیں
ہوسکتا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ الناس امنا علی انسابھم یعنی لوگ
اپنے اپنے نسب کے امین خود ہیں چنانچہ حضرت قطب المدار قدس سرہ نے ایک مقام پر
اپنا نسب خود اس طرح سے بیان کیا ہے کہ،،

انا حلبی بدیع الدین اسمی و جدی مصطفی سلطان دارین
محمد احمد و محمود کونین یعنی میں حلب کا رہنے والا ہوں میرا نام بدیع الدین ہے
ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں۔ میرے نانائے محترم سلطان
دارین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی تعریف کونین میں کی جاتی ہے۔ (الکواکب
الدراریہ)

بس اب سارا معاملہ صاف ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ آپ خاندان سادات میں
فاطمی سید ہیں اور آج تک آپ کے اہل خاندان جو آپ کے برادر حقیقی حضرت سید محمود الدین
حلبی کی نسل میں حضرت سید عبداللہ حلبی کی پشت سے ہیں وہ آج بھی مکن پور شریف ضلع کانپور
میں موجود ہیں اور اپنے حسب ونسب کی حفاظت وصیانت میں قطعی منفرد الدہر ہیں صدیاں
گزر گئیں حالات نے نہ جانے کتنے موڑ دکھائے مگر سادات مکن پور شریف جو حضرت زندہ
شاہ مدار قدس سرہ کے برادر زادوں میں حضرت سید عبداللہ حلبی کے فرزندان گرامی حضرت
سید خواجہ ابو محمد ارغون اور حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور اور خواجہ سید ابوالحسن طیفور کی اولاد
سے ہیں وہ آج تک اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں مذکورہ تین بزرگوں کی اولاد میں

کرتے چلے آرہے ہیں اس خاندان عالیشان کا یہ وصف پوری دنیا میں شاید ہی کسی دوسرے مقام پر دیکھنے کو ملے بحمد اللہ تعالیٰ اس خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک صاحب نسبت بزرگ گزرے، جن کی دینی خدمات سے یورپ وایشیاء کے اسلامی برادران کے سر آج تک گراں بار ہیں۔ ہم نے اپنے اس مقالے میں حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کا جو نسب نامہ حضرت سیدنا صوفی حمید الدین ناگوری متوفی ۶۷۳ھ اور حضور سیدنا شیخ نظام الدین حسن متوفی ۷۹۵ھ اور حضور سیدنا مولانا حسام الدین سلامتی متوفی ۸۴۳ھ اور حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی متوفی ۸۲۹ھ اور حضور سیدنا سید عبد اللہ قدس سرہ متوفی گیارہویں صدی ہجری اور کتاب تنویر المدار تصنیف ۹۴۲ھ، شجرۃ العارفین، مناقب ظہیری، سیر المدار، حریم صمدیت، گوہر آبدار مدار اعظم، مرقع درگاہ، تذکرہ اولیائے ہندوپاک، مونس الارواح سید الاقطاب، مدار عالم، فضائل سترہویں شریف تاریخ سلاطین شرقیہ، مرأۃ الانساب شجرات طیبات، ماہنامہ مدار، فضائل اہلبیت اطہار، گلستان مدار، انیس الابرار، ماہنامہ مدار اعظم وغیرہ سے تحریر کیئے ہیں وہ سب خاندان زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے بزرگوں کے مصدقہ ہیں اور سرکار مدار پاک کا وہی شجرہ نسب مشائخ مکن پور شریف بھی بیان کرتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا از روئے شرع مطہر وہی شجرہ نسب درست وصحیح ہے جو مشائخ مکن پور شریف کا تصدیق شدہ ہے اور اس کے علاوہ حضرت سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے نسب شریف سے متعلق کوئی دوسری تیسری بات عند الشرع نا قابل قبول ومردود ہے۔ جیسا کہ بہت سے لوگوں نے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء دہلوی اور حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس اللہ سرہما جیسے اجلہ اولیائے کرام کی سیادت کا انکار کیا ہے مگر وہ لائق اعتبار واعتماد نہیں کیونکہ مشائخ عظام مسلسل ان بزرگوں کی سیادت وشرافت بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ بس اسی طرح حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کی سیادت عالیہ کا بھی مسئلہ ہے۔ من فہم فہم۔

قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری

ماہ شعبان المعظم ۱۴۳۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا یعنی شکر گویم من آں پروردگار عالمیاں را کہ خلقت جمیع اشیاء عین مظہر اوست۔ می رسد بے ترانہ ہر سونغمۂ **لاالہ الا ھو** کہ بچشمان دل مبین جز دوست ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست۔ **وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین**۔ بعدۂ عرض میدارد کمترین نیازمندان صادق الاعتقاد درگاہ ارباب ہدایت وولایت فقیر الفقیر عبد الرحمٰن چشتی چوں ایں عاصی از ابتدائے سلوک جویاں احوالات ومقامات وحسب ونسب ومنشاء سلسلہ حضرت قدوۃ الطریقت وبرہان الحقیقت کاشف اسرار واحدیت و وحدت ورموز دان مقام خاص احدیت ورئیس جمیع رجال اللہ وپیشوائے بے باکاں درگاہ الٰہ وسرحلقۂ دردکشاں بادۂ اسرار شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ می بود واحوال آنحضرت اکثر مردم اہل زمانہ بطریق مختلف نقل می کردند بنابر آں تا مدتے مدید در تفحص وتجسس ایں معنی بسیاری از کتب تاریخ وسیر وملفوظات بزرگان ہر دیار وتصانیف ارباب تحقیق مبالغہ نمودند ولیکن کماحقہ شفا حاصل نمی شد آخر بعد از جستجوئے تمام رسالۂ ایمان محمودی نام تصنیف قدوۃ العارفین حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہ کہ بزرگ ترین خلفائے حضرت شاہ مدار بود در سن یک ہزار وپنجاہ وسہ ہجری بوقت رفتن حضرت اجمیر در مرتبۂ اول بمطالعہ در آمد قاضی مشار الیہ از غایت اخلاص واعتقاد تمام احوالات حضرت شاہ مدار قدس سرہ از ابتدا تا انتہا آنچہ از زبان وحدت بیان آنحضرت شنیدہ وبچشم خود دیدہ بود ہمہ را متصل بالترتیب در رسالۂ مذکورہ مندرج ساختہ است بعضے مقدمات غوث حضرت الوقت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کہ معاصر ومحرم اسرار حضرت شاہ مدار بود نیز در کتاب لطائف اشرفی فرمودہ است و چندے از مقامات واحوال آنحضرت کہ بہ نقل متواتر ومعتبر خود از زبان بعضے بزرگاں صاحب دیانت واہل اللہ شنیدہ ومکرر تحقیق نمودہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ والواحدالغفار والصلوٰۃ والسلام علی سیدنامحمد ن المختار وعلی الہٖ واصحابہ الابرار والاخیارو ابنہ سیدبدیع الدین القطب المدار

ترجمہ متن ''مرأۃ مداری''

اللہ کے نام سے آغاز جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تمام اشیاء کی تخلیق فرمائی اوراس کا عین ہے یعنی شکرادا کرتا ہوں عالمین کے اس پروردگار کا کہ تمام اشیاء کی خلقت جس کا عین مظہر ہے۔ بغیر ترانہ آواز کے ہر طرف سے نغمۂ لاالٰہ اللّٰہ ھو کی گونج سنائی دیتی ہے۔ دل کی آنکھوں سے جلوۂ دوست کے علاوہ مت دیکھ اس لئے کہ جو کچھ ہے سب اسی کا مظہر ہے۔ اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنی بہترین مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی تمام آل واصحاب پر۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد بارگاہ ہدایت وولایت کا صادق الاعتقاد کمترین نیازمند بندہ فقیر عبدالرحمٰن چشتی عرض کرتا ہے کہ یہ عاصی ابتدائے سلوک سے حضرت قدوۃ الطریقت برہان الحقیقت کاشف اسرار احدیت ووحدت ورموز دان مقام خاص احدیت ورئیس جمیع رجال اللہ وپیشوائے بے باکاں درگاہ الہٰ اور شراب معرفت پینے والوں کے سردار حضرت سیدنا بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے منشاء سلسلہ اور حسب ونسب اور احوال ومقامات کا متلاشی تھا اور حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے حالات زمانے کے اکثر لوگ مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اس بنیاد پر ایک زمانے تک ارباب تحقیق کی کتابوں اور ہر علاقے کے بزرگوں کے ملفوظات اور تاریخ وسیرت کی کتابوں سے اس مقصد کے چھان بین میں خوب تحقیق وتفتیش کی لیکن کماحقہٗ مجھے فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ آخر کار مکمل تلاش وجستجو کے بعد ایمان محمودی نام کا رسالہ جو تصنیف ہے قدوۃ العارفین حضرت محمود کنتوری قدس سرہٗ کی جو حضرت شاہ مدار قدس سرہ کے خلفاء میں بہت بڑے خلیفہ تھے۔ یہ رسالہ ۱۰۵۳ھ میں پہلی بار دربار اجمیر میں جاتے وقت مطالعہ میں آیا۔ قاضی موصوف نے انتہائے اخلاص واعتقاد کے ساتھ حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے تمام احوال ابتدا سے انتہا تک جو حضرت مدار پاک کی زبان وحدت بیان سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا سب کو اتصال وترتیب کے ساتھ رسالہ مذکور میں درج فرمایا ہے اور غوث الوقت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ جو حضرت شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر اور محرم اسرار تھے ان کے بعض مقدمات کو بھی نقل کیا ہے جو کتاب لطائف اشرفی میں بھی مذکور ہیں اور حضرت مدار پاک کے کچھ حالات ومقامات جو معتبر ذرائع سے نقل متواتر کے طور پر میں نے خود بعض دیانت دار بزرگوں اور اللہ والوں سے سنے اوران کی مزید تحقیق کی۔

می خواست کہ تبرکاً وتیمناً بہ جہت مفاخرت خود تمام احوال آنحضرت ومجمل از ذکر خلفاء ومریدان صاحب راز آنحضرت مجوعہ کہ ''مرأۃ مداری'' نام نہادہ شداز قرار واقعہ انتخاب نمودہ مفصل مندرج سازد وبعضے نقلیات مناسب ومعتبر کہ در کتب دیگر بنظر در آمدہ است نیز بہ نویسد اما چوں بعضے اطوار آنحضرت خلاف رسم اہل عالم بودند بنا برآں جرأت نمی شد کہ ایں رسالہ نوشتہ تیر ملامت ارباب ظاہر سازد ازاں جہت چند سال دریں تمنا توقف افتادومتردد بودہ امداد از باطن آنحضرت طلب می نمود از اتفاقات حسنہ دریں ایام بموجب درخواست وکوشش جامع فضائل صوری ومعنوی حقائق ومعارف آگاہ شیخ امان اللہ ساکن قصبہ سندیلہ روز پنجشنبہ بتاریخ بست وپنج ماہ ذی قعدہ در سن یک ہزار وشصت وچہار ہجری از کمال نیازمندی بہ نیت اجازت ایں معنی خود در قصبۂ متبرکہ مکن پور رسیدہ بشرف زیارت مرقد حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ مشرف گردید وشب جمعہ در آستانہ فائض الانوار بسر بردہ انواع نعمتہا وبخششہا از مشاہدۂ روحانیت پاک آنحضرت حاصل نمود۔ چوں وقت رخصت بود درباب جمع نمودن ایں رسالہ نیز درخواست کرد آنحضرت از کمال ذرہ پروری ومہربانی اجازت فرمود کہ بس مبارک است، در ہر جا کہ خلاف نما خواہد بود من از قرار واقعہ ترا آگاہ خواہم ساخت بخاطر جمع قلم بدست گیر کہ ترا برکات بسیار حاصل خواہد شد پس بحکم باطن حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ رسالۂ مرأۃ مداری نوشتہ می نمود حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ از سہو وخطا نگاہ دارد۔ بحرمۃ النبیین والہ الامجاد والحال آمدم بر سر مقصود صاحب رسالۂ ایمان محمودی می نویسد کہ اجداد حضرت شاہ مدار قدس سرہ از اولاد پاک نہاد انبیائے بنی اسرائیل علیہ السلام بودند وپدر عالی قدر آنحضرت ابوالاسحاق شامی نام داشت (ولکن از دلائل وبراہین اثبات کردہ اند کہ حضرت زندہ شاہ مدار از اجلہ سادات حسینی وحسنی است شجرۂ نسب آنحضرت از امام حسین علیہ السلام می پیوندد اسم والد گرامی آنحضرت سید علی حلبی است ولقب اوشاں قدوۃ الدین است و آنحضرت از احفاد حضرت امام جعفر الصادق در پشت ششم است) کہ وطن او در ملک شام واقع شدہ بود وآں ولایت را اکثر ارباب سیر بہشت روئے زمین می گویند جمیع اکلہا وغلہا کہ در تمام ربع مسکون متفرق ہستند آں ہمہ در ولایت شام پیدا می شوند ہوائش

چاہا کہ حصول یمن و برکت اور اپنی مفاخرت کے لئے حضرت مدار پاک کے تمام احوال اور اجمالاً ان کے خلفاء و مریدین صاحبان راز کے تذکرے اس مجموعہ میں جس کا نام مرأۃ مداری رکھا گیا ہے صحیح طور سے انتخاب کر کے بالتفصیل تحریر کئے جائیں اور بعض مناسب و معتبر روایات بھی جو دوسری کتابوں میں دیکھی گئی ہیں لکھی جائیں۔

مصنف کی دربار مکن پور میں حاضری: لیکن چونکہ آنحضرت کے بعض طور و طریقے دنیا داروں کے رسم و رواج کے خلاف تھے اسلئے جرأت نہیں ہوتی تھی کہ یہ رسالہ لکھ کر ارباب ظاہر کے تیر ملامت کا نشانہ بنوں اسی وجہ سے چند سال اسی تمنا میں توقف کیا اور حیران ہو کر آنحضرت کی روح سے امداد کا طالب ہوا۔ حسن اتفاق کہ ان دنوں جامع فضائل صوری و معنوی حقائق و معارف آگاہ شیخ امان اللہ ساکن قصبہ سندیلہ کی درخواست و کوشش کی وجہ سے بروز جمعرات ۲۵/ ذی قعدہ ۱۰۶۴ھ میں انتہائے نیاز مندی کے ساتھ اس مقصد کے لئے اجازت حاصل کرنے کی نیت سے قصبۂ مبارکہ مکن پور حاضر ہوا اور حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا اور جمعہ کی رات آستانہ فائض الانوار پر گذاری اور آنحضرت کی پاک روحانیت کے مشاہدہ سے قسم قسم کی نعمتیں اور بخششیں حاصل ہوئیں جب واپسی کا وقت آیا تو اس رسالہ کو روضہ کی ہر جالی میں رکھ کر پھر درخواست پیش کی آنحضرت نے کمال ذرہ پروری و مہربانی کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بہت مبارک کام ہے جس جگہ خلاف دکھائی دے گا میں حقیقت حال سے تجھے آگاہ کر دوں گا۔ جاؤ اطمینان قلب کے ساتھ قلم اٹھاؤ تمہیں بیشمار برکتیں حاصل ہوں گی۔ پس حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے باطنی حکم سے رسالہ مرأۃ مداری لکھنا شروع کر دیا۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی آل و امجاد کے طفیل سہو و خطا سے محفوظ رکھے۔ اب اصل مقصد پر آیا ہوں۔

حسب و نسب: صاحب رسالہ ایمان محمودی لکھتے ہیں حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے آباء و اجداد انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام کی اولاد پاک نہاد سے تھے اور آنحضرت کے والد بزرگوار ابو اسحاق شامی نام کے تھے جن کا وطن ملک شام میں واقع تھا (لیکن دلائل و براہین سے یہ ثابت ہے کہ حضور زندہ شاہ مدار حسینی و حسنی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی سید علی حلبی جن کا لقب قدوۃ الدین ہے۔ حضرت زندہ شاہ مدار چھٹی پشت میں حضرت امام جعفر صادق کے پوتا تھے۔) اور اس ولایت کو ارباب سیر کی کثیر جماعت روئے زمین کی جنت کہتی ہے اور تمام پھل اور غلے جو پوری دنیا میں الگ الگ پائے جاتے ہیں وہ ولایت شام میں پائے جاتے ہیں اور وہاں کی آب و ہوا

در غایت اعتدال است۔ حق تعالیٰ خواست کہ آں خورشید ولایت را دراں سرزمین از نسل نیک نہاد انبیائے کرام بوجود آرد و ابوالاسحاق شامی مذکور در ملت حضرت موسیٰ صلوٰہ اللہ علیہ السلام واز فرزندان صحیح النسب ہارون علیہ السلام بودہ است ہمیشہ در نہایت صلاح و تقویٰ و حق پرستی اوقات متصرف می ساخت و ہر فرزندے کہ از اہل خانہ او متولد می شد در طفولیت بعالم بقا می خرامید ازیں جہت نہایت مغموم و متفکر می بود اکثر شبہائے متبرک بجہت زیارت حضرت موسیٰ و ہارون صلواۃ اللہ علیہم می رفت و درخواست اولاد نیک نہاد می نمود از اتفاقات حسنہ بعد از مدتے مدید حضرت موسیٰ علیہ السلام را در خواب دید آنحضرت از راہ کرم بخشی فرمود کہ ابوالاسحاق خاطر جمع دار حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ ترا پسر بدیع عطا خواہد کرد کہ تصرف ولایت من از او ظاہر خواہد شد پس بعد از چند مدت در وقت سعد حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ بہ مثل آفتاب جہانتاب متولد شد و تمام خانہ از نور ولایت معنوی او منور گردید و آنحضرت را موسوم باسم بدیع الدین نمود پس بباید دانست کہ نام اصلی آنحضرت بدیع الدین است و شاہ مدار لقب آنحضرت است چنانچہ بجائے خود مذکور خواہد افتاد و آنحضرت را قطب المدار ازاں گویند کہ او در زمانہ خود قطب المدار بود در کتاب بحر المعانی و اکثر کتب صوفیاء اہل صفا می نویسد کہ قطب المدار چند نام دارد، قطب الاقطاب، قطب ارشاد و قطب عالم و قطب کبریٰ و قطب اکبر ہمان شخص واحد را گویند و در عالم باطن اور عبداللہ نیز گویند کہ او مظہر اسم ذات است و جمیع اقطاب و اوتاد و ابدال وغیرہ تمامی رجال اللہ متابعت قطب المدار می نمایند و او در ہر زمانہ یکے می باشد و بے ہمتا و فیض می رساند عالم علوی و سفلی را او خود بے واسطہ حق تعالیٰ فیض می گیرد، قال النبی علیہ السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اشہادے در باب اوست پس آثار سعادت مندی و نشان ولایت معنوی در خورد سالی از حضرت شاہ مدار ظاہر شوند گرفت و ایں نزدیک صوفیان اہل صفا مقرر است کہ در ہر ولی ولایت یک نبی اثر می بخشد چنانچہ در کتاب لطائف اشرفی مفصل ذکر کردہ است کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ را ہمہ در وقت خود ولایت موسوی بود صلوٰۃ اللہ علیہ

حد درجہ معتدل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس خورشید ولایت کو اس سرزمین میں انبیائے کرام کی نسل پاک سے جلوہ گر فرمائے۔ ابو اسحاق شامی موصوف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر حضرت ہارون علیہ السلام کی صحیح النسب اولاد سے تھے۔ نہایت نیکی اور پرہیزگاری وحق پرستی میں اپنے اوقات گذارتے تھے اور جو بھی فرزند ان کی اہلیہ مبارکہ سے پیدا ہوتا وہ بچپن میں ہی انتقال کر جاتا تھا اس وجہ آپ بیحد غمگین وفکر مند رہتے تھے اور اکثر مبارک راتوں میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور ان سے اولاد صالح کی درخواست پیش کرتے۔

ولادت: حسن اتفاق سے عرصۂ دراز کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی آنحضرت نے نوازش فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابو اسحاق! اطمینان رکھو اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہیں ایک بدیع (انوکھا) فرزند عطا فرمائے جس سے میری ولایت کا جلوہ ظاہر ہوگا پس تھوڑی مدت کے بعد مبارک ساعت میں حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ آفتاب جہانتاب کی طرح عالم وجود میں تشریف لائے اور گھر کا گھر ان کے ولایت حقیقی کے نور سے پرنور ہوگیا اور حضرت مدار پاک کو بدیع الدین کے نام سے موسوم کیا گیا۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا اصلی نام بدیع الدین ہے اور لقب شاہ مدار ہے جس کا تذکرہ اپنی جگہ پر ہوگا۔ مدار پاک کو قطب المدار اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے دور میں قطب المدار تھے۔

مقام مداریت: کتاب بحر المعانی اور اکثر صوفیائے اہل صفا کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قطب المدار کے چند نام ہیں۔ قطب الاقطاب، قطب ارشاد، قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب اکبر اسی ایک شخص کو کہتے ہیں اور عالم باطن میں ان کو عبد اللہ بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مظہر اسم ذات ہوتا ہے اور جملہ اقطاب واوتاد وابدال وتمامی اولیاء اللہ قطب المدار کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور یہ ہر زمانہ میں ایک اور بے مثال ہوتا ہے اور عالم علوی وسفلی کو فیض بخشتا ہے اور خود بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ سے فیض پاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) اسکے بارے میں بہت بڑی شہادت ہے۔

طفولیت: پس نیک بختی کی علامتیں اور ولایت حقیقی کی نشانیاں بچپن ہی سے حضرت شاہ مدار سے ظہور پذیر ہونے لگیں اور یہ نکتہ صوفیان اہل صفا کے نزدیک مسلم ہے کہ ہر ولی میں ایک نبی کی ولایت کا اثر ہوتا ہے جیسا کہ کتاب لطائف اشرفی میں تفصیل کے ساتھ تحریر ہے کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کو اپنے تمام وقت میں ولایت موسوی حاصل تھی۔ صلوٰۃ اللہ علیہ

الغرض پدر و مادر قطب المدار اوضاع واطوار پسندیدہ او را مشاہدہ نمود از غایت شادی متحیر می بود۔ السعید من سعد فی بطن امہ خبر در شان اوست چوں آنحضرت بسن وشعور صوری رسید او را پیش استاد شریعت وطریقت آں قوم حذیفہ شامی بردند کہ تمام کتاب توریت وانجیل ودیگر کتب آسمانی حفظ داشت و برآں عامل بود و بسیار خارق عادت از وی ظاہر می شد چنانچہ ہیچ کا ہے در ولایت شام از حذیفہ شامی فوقیت نداشت پس بدیدن جمال ولایت حضرت شاہ مدار محظوظ گشت و آنحضرت را بفرزندی معنوی قبول نمود و از کوشش تمام بتربیت آنحضرت مشغول شد چوں آنحضرت چاشنی علم لدنی در باطنش متمکن بود در چند سال توریت وانجیل ودیگر آسمانی یادگرفت و برآں عامل گردید وعلم ریمیا، سیمیا، ہیمیا، کیمیا نیز از حذیفہ شامی استاد خود کماحقہ حاصل نمود و در علوم مذکور تصرف از قرار واقعہ بہم رسانید وشہرت کمالاتش در اکثر ولایت شام شائع گشت چنانچہ در کتاب لطائف اشرفی نیز می آرد کہ دراں وقت علم ریمیا وسیمیا وغیرہ مثل شاہ مدار دیگرے ازیں طائفہ کمتر می دانست پس ہم دراں ایام بماصلہ چند ماہ پدر و مادر آنحضرت رحلت نمودند بمقتضائے بشریت فراق آنہا اثر کرد خواست کہ از ولایت شام برآید پیش استاد خود حذیفہ شامی رفتہ سوال نمود کہ ازیں علوم کہ شما بتوجہ شدہ بمن تعلیم کردہ اید تصرف صورت بسیار دست اما اثر وصول ذات پاک حق سبحانہ تعالیٰ چیزے برمن ظاہر نمی شود و در توریت وانجیل شما خود ما را تعلیم نمودہ اند کہ بعد از موسیٰ وعیسیٰ صلوات اللہ علیہم یافت ذات حضرت الوہیت از وسیلۂ احمد میسر خواہد شد آں احمد کجا است؟ چوں استادش مرد حقانی بود گفت ازیں عالم احمد گذشت اما متابعان او در مکہ ومدینہ ہستند ومراد از احمد ذات بابرکات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در قرآن مجید از مقولہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ورود یافتہ کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی گفت علیہ السلام کہ می آید بعد من رسولے کہ نام او احمد است۔ حضرت شاہ مدار را طلب حق تعالیٰ بے اختیار غالب گشت و قرار و آرام از وی برفت املاک واسباب دنیوی کہ در

حاصل کلام حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کریمین ان کی مبارک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں دیکھ کر بے انتہا مسرت وحیرت فرمانے لگے السعیدین سعدفی بطن امه (سعید شکم مادر ہی سے سعید ہوتا ہے) انہیں ہستیوں کے بارے میں ہے۔ **تحصیل علم**: جب حضرت مدار پاک ظاہری طور پر سن شعور کو پہونچے تو اس قوم کے استاد شریعت وطریقت حضرت حذیفہ شامی کی بارگاہ میں لے گئے آپ مکمل کتاب توریت وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں کے حافظ وعامل تھے اور بیشمار کرامتیں ان سے ظاہر ہوتی تھیں، ولایت شام میں کوئی بھی حضرت حذیفہ شامی سے بڑھ کر نہیں تھا۔ آپ حضرت شاہ مدار کے جمال ولایت کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور حضرت مدار پاک کو اپنی روحانی فرزندی میں قبول فرمالیا اور جان ودل سے آنحضرت کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ علم لدنی کی حلاوت حضرت کے دل میں جلوہ گرتھی اس لئے چند سالوں میں توریت وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں کو یاد کر کے اس پر عامل ہو گئے اور علم ریمیا، سیمیا، ہیمیا، کیمیا بھی اپنے استاد حضرت حذیفہ شامی سے خوب خوب حاصل کیا اور علوم مذکورہ میں انہیں کامل دستگاہ حاصل ہوگئی اور ان کے کمال کی شہرت ملک شام کے بیشتر حصوں میں پھیل گئی جیسا کہ کتاب لطائف اشرفی میں وارد ہے کہ علم سیمیا، ریمیا وغیرہ مثل شاہ مدار کے اس جماعت اولیاء اللہ میں سے کوئی بہت کم جانتا تھا۔ اسی دوران کچھ دنوں کے اندر آپ کے والدین کریمین دنیا سے رحلت فرما گئے، تقاضۂ بشری کے مطابق ان کی رحلت کا اثر آپ پر بھی ہوا، آپ ملک شام سے باہر نکلنے کا ارادہ کر کے اپنے استاد حضرت حذیفہ شامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ وہ علوم جن کی تعلیم آپ نے خوب توجہ فرما کردی ہے ظاہری طور پر بہت موثر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تک رسائی کا کچھ بھی اثر میرے اوپر ظاہر نہیں ہورہا ہے اور توریت وانجیل کے تعلق سے آپ نے مجھے خود تعلیم دی ہے کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تک رسائی (حضرت) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے میسر ہوگی وہ احمد کہاں ہیں؟ چونکہ ان کے استاد ایک مرد حقانی تھے (حضرت محمد عربی ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد کوئی یہودی المذہب شخص مرد حقانی نہیں ہوسکتا)، فرمایا کہ وہ احمد اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن ان کے پیرو کار مکہ، مدینہ میں موجود ہیں اور احمد سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ارشاد ہوتا ہے کہ یاتی من بعدی اسمه احمد یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہے۔ قطب المدار پر اللہ تعالیٰ کی طلب بے اختیار غالب ہوئی کہ ان سے آرام وسکون رخصت ہو گیا دنیاوی املاک واسباب کو

تصرف او بود ہمہ را یکبارگی برہم ساختہ بقدم توکل وتجرید از وطن انتقال فرمود بعد از محنت بسیار مسافت راہ بہر قسم طے کردہ در حضرت مکہ معظمہ رسید از غایت شوق در چند مدت قرآن مجید واحادیث نبوی علیہ السلام خواند بعد ازاں بعضے کتب تصانیف مجتہدان مذاہب امام ابوحنیفہ وامام شافعی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بخواند اماں چوں ابواب فیض الٰہی برخاطر مبارکش کشودہ نمی شد ارادہ نمود کہ از اقوال مختلفہ دست کشیدہ معاودت بجانب ولایت شام نماید ولیکن چوں سعید ازل بود حضرت حق جل وعلا بلاواسطہ غیرے خود ہدایت بخشید چنانچہ در طواف کعبہ مکہ معظمہ ندائے غیب در گوش رسید کہ اگر طالب حق ہستی پس زود بر سر مرقد محمد مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ در مدینہ برو کہ رسول برحق ہادیٔ مطلق راہ وصول حق اوست در دطلب ترا او دوا خواہد کرد حضرت شاہ مدار ازیں مژدہ جدید حیات یافت واز شوق تمام خراماں بجانب حضرت مدینہ روانہ گردید چوں بشرف آستانہ بوس روضۂ مطہرہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف گردید از اندرون روضۂ پاک آوازے برآید السلام علیک یا بدیع الدین قطب المدار نیک آمدی ان شاء اللہ زود بمطلب خود فائز خواہی گردید چوں قلم دریں جا رسید ایں بیت بخاطر گذشت:

کرد چوں امداد لطف کردگار
از بدیع الدین شد قطب المدار

پس اورا محبت تمام بروحانیت پاک حضرت مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ السلام پیدا شد و در ریاضات ومجاہدات خود رازار ونزار ساخت بعد از صفائی باطن اورا حضور تمام بروحانیت حضرت رسالت پناہ میسر گشت آنحضرت از کمال مہربانی وکرم بخشی دست قطب المدار را بدست حق پرست خود گرفتہ تلقین اسلام حقیقی فرمودہ ودراں وقت روحانیت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ حاضر بود پس وے را بعلی مرتضیٰ سپردہ فرمود کہ ایں جوان طالب حق تعالیٰ است ایں را بجائے فرزندان خود تربیت نمودہ بمطلوب برساں کہ ایں جوان نزدیک حق سبحانہٗ تعالیٰ بغایت عزیز است وقطب المدار وقت خواہد شد۔

جوان کی ملکیت میں تھے سب سے منہ موڑ کر فقط اللہ پر توکل کر کے وطن سے نکل پڑے سفر مکہ معظمہ ومدینہ منورہ اور سفر کی صعوبتوں کو سہتے اور ہر قسم کی راہ طے کرنے کے بعد مکہ معظمہ پہنچے اور بصد ذوق وشوق سے تھوڑی مدت میں قرآن مجید اور احادیث نبوی علیہ السلام کو پڑھا اس کے بعد مجتہدانہ مذاہب یعنی حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی وغیرہما کی بعض کتابیں اور تصانیف بھی پڑھیں مگر جب فضل الٰہی کے دروازے ان کے قلب مبارک پر نہیں کھلے تو ارادہ فرمایا کہ اختلافی اقوال سے منھ موڑ کر سلطنت شام کی طرف واپس ہو جائیں لیکن چونکہ آپ سعید ازل تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود کسی واسطے کے بغیر آپ کی رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ کعبہ معظمہ کے طواف کے درمیان آپ کے کانوں میں غیبی آواز آئی کہ اگر تو حق کا طلبگار ہے تو مدینہ شریف میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پرنور پہ حاضر ہو جا اس لئے کہ رسول برحق وہادیٔ مطلق صلی اللہ علیہ وسلم وصول حق کے لئے اصل راہ ہیں تمہارے درد طلب کی دوا وہی فرمائیں گے۔ حضرت زندہ شاہ مدار اس مژدۂ جانفزا سے حیات نو پا گئے اور وفور شوق میں دیار مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی حاضری کے شرف سے مشرف ہوئے تو روضۂ پاک کے اندر سے صدائے دلنواز آئی السلام علیک یا بدیع الدین قطب المدار (اے بدیع الدین قطب المدار تم پر سلامتی ہو) تیری حاضری مبارک ہو جلد ہی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرو گے۔ قلم جب اس مقام پر پہنچا تو دل میں شعر نغمہ زن ہوا،،

کرد چوں امداد لطف کردگار　　از بدیع الدین شد قطب المدار

(جب اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم نے مدد فرمائی تو بدیع الدین سے حضرت قطب المدار ہو گئے) پھر ان کے دل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک سے کامل محبت پیدا ہو گئی اور اپنے ریاضات ومجاہدات میں اشک ریزی فرمانے لگے باطن کی صفائی کے بعد ان کو حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک کی حضوری میسر آئی۔ آنحضرت علیہ السلام کمال کرم بخشی ولطف ومہربانی سے دست قطب المدار کو اپنے دست حق پرست میں لے کر اسلام حقیقی کی تلقین فرمائی اس وقت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی روحانیت پاک بھی حاضر دربار رسالت تھی۔ قطب المدار کو حضرت علی کے سپرد کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ جوان طالب حق تعالیٰ ہے اس کو اپنی فرزندی میں لے کر اس کی تربیت کرو اور مطلوب تک پہونچاؤ اس لئے کہ یہ نوجوان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عزیز ہے اور اپنے وقت کا قطب المدار ہوگا۔

پس شاہ مدار حسب الحکم آنحضرت تولا بمرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نمودہ بر سر مرقد پاک وے در نجف اشرف رفت در آستانہ متبرکہ ریاضت می کشید وانواع تربیت از روحانیت پاک حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ بطریق صراط مستقیم می یافت واز سبب وسیلۂ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمشاہدۂ حق الحق بہرہ مند گردید وجمیع مقامات صوفیائے ناجیہ طے نمودہ عرفان حقیقی حاصل کرد آں زماں اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ اورا بفرزند رشید خود کہ وارث ولایت مطلق محمد مہدی بن حسن عسکری نام داشت در عالم بوئے آشنا گردانید واز کمال مہربانی فرمود کہ قطب المدار بدیع الدین را من باشارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تربیت نمودہ بمقامات عالی رسانیدہ بفرزندی قبول کردہ ام شما نیز متوجہ شدۂ جمیع کتب آسمان از راہ شفقت بایں جوان شائستہ روزگار تعلیم بکنید پس صاحب زماں مہدی رضی اللہ عنہ از کمال الطاف شاہ مدار را در گوشہائے جبال بردہ در چند مدت دوازدہ کتاب صحف آسمانی تعلیم فرمودہ اول چہار کتاب کہ بر انبیائے اولاد بشر آدم علیہ السلام نازل شدہ اند یعنی فرقان وتوریت وانجیل وزبور بالترتیب وشرائط تعلیم کرد وبعد ازاں چہار کتاب کہ بر مقتدائے وپیشوائے جنیات نزول یافتہ بودند تعلیم فرمودہ نام آں کتابہائے ایں راست راکوری، وجاجرمی، وستاری، والیان بعدہ چہار کتب کہ بر ملائک مقرب درگاہ سبحانی نازل گشتہ بودند آں را نیز تعلیم نمودہ نام آں کتب اینست مرأت وعین الرب وسرماجن، ومظہر الف از علوم اولین وآخرین کہ خاصۂ ائمہ اہل بیت بود از راہ کرم بخشی جبلی بموجب اشارت جد بزرگوار خود حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بقطب المدار عطا فرمودہ واورا کامل ومکمل گردانیدہ۔ بخدمت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ آوردہ معروض داشت کہ ایں جوان الحال لائق ارشاد شد امیدوار خلافت است پس بباید دانست کہ چوں ایں مسئلہ مختلف فیہ است ازاں جہت اقوال ہر یک طائفہ دریں محل نقل کردن لازم شد

نجف اشرف میں حاضری: پھر حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی محبت میں سرشار ہو کر نجف اشرف میں ان کے روضۂ پاک پر حاضر ہوئے اور آستانۂ مبارکہ پر ریاضت کرتے رہے اور حضرت علی مرتضیٰ کی روحانیت پاک کی تربیت سے صحیح طور پر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے سبب مشاہدۂ حق الحق کی نعمت سے مالا مال ہوئے اور صوفیائے نجات یافتگاں کے تمام مقامات طے فرما کر معرفت حقیقی حاصل کی اس گھڑی حضرت مولیٰ علی علیہ السلام اپنے فرزند رشید وولایت مطلقہ کے وارث محمد مہدی بن حسن عسکری کے نام سے عالم ظاہر میں مشہور ہیں ان کا تعارف کرایا اور ازرہ لطف ومہربانی ارشاد فرمایا کہ میں نے بدیع الدین قطب المدار کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارۂ پاک کے مطابق تربیت دے کے مقامات بلند پر پہونچا دیا اور اپنی فرزندی میں قبول کرلیا ہے۔ **تمام آسمانی کتابوں کا حافظہ:** تم بھی توجہ کرکے ازرہ لطف ومہربانی تمام کتب آسمانی کی تعلیم اس نوجوان شائستہ روزگار کو دے دو پس صاحب زماں مہدی رضی اللہ عنہ نے انتہائے لطف وکرم کے ساتھ پہاڑوں کے غاروں میں لے جاکر تھوڑی سی مدت میں بارہ آسمانی کتب وصحائف کی تعلیم فرمائی۔ اول چار کتابیں جو انبیائے کرام اور اولاد بشر آدم علیہم السلام پر نازل ہوئیں یعنی فرقان، توریت، زبور وانجیل کی تعلیم وتربیت وشرائط کے ساتھ دی اس کے بعد ان چار کتابوں کی تعلیم فرمائی جو قوم اجنہ کے رہبروں اور پیشواؤں پر نازل ہوئی تھیں ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ راکوری، جاجرمی، ستاری، الیان اس کے بعد ان چاروں کتابوں کی بھی تعلیم دی جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے ملائکہ مقربین پر نازل ہوئیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ مرأت، عین الرب، سرماجن، مظہر الف اور اولین وآخرین کے علوم جو ائمہ اہل بیت اطہار کا خاصہ ہیں۔ لطف وعطا کی عادت کے موافق وجد بزرگوار حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے اشارے کے مطابق قطب المدار کو عطا فرما کے ان کو کامل ومکمل فرمایا اور بارگاہ اسد اللہ الغالب میں حاضر کرکے عرض کیا کہ چونکہ یہ جوان اب لائق ارشاد ہو کر امیدوار خلافت ہے پس دھیان دینا چاہئے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے ہر جماعت کے اقوال کو اس مقام پر بیان کرنا لازم ہوا

کہ بر احوال دوستاں حق سبحانہٗ تعالیٰ از راہ تعصب اعتراض پدید نیاید بہر کیف اکثری از علماء اہلسنت وجماعت از وجود حضرت امام مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ عنہ منکر اند کہ ایں مہدی موعود نیست بہر چند از اہل بیت آں مہدی موعود کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است قریب قیامت از نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا خواہد شد ہنوز در وجود نیامدہ است وجمیع علمائے امامیہ اثنا عشریہ از احادیث حضرت نبوی علیہ السلام واز اقوال ائمہ اہل بیت روایت می کنند کہ مہدی موعود امام دوازدہم وصاحب زماں وخاتم ولایت مطلقہ محمدیہ ہمیں امام محمد بن عسکری است کہ پیدا شدہ است وبموجب امر الٰہی از نظر عوام مخفی می باشد ہرگاہ مشیت الٰہی در رسد قرب قیامت بفرمان حق تعالیٰ آشکارا کردد پس انکار نمودن بر امام برحق باعث ضلالت وایں حدیث نبوی کہ در کتاب مشکوٰۃ مسطور است ودریں محل می آرند قال النبی علیہ السلام من مات ولم یعرف امام زمانہ فقدمات میتۃ جاھلیۃ یعنی کسے کہ مرد ونشاخت امام وقت را پس تحقیق مرد مردن جاہلیت اے کفر۔ چنانکہ ایں مقدمہ مفصل در کتب آں جماعت اندراج یافتہ است ودریں مختصر گنجائش ندارد وصاحب کتاب فصول المہمہ فی مدح الائمہ کہ مالکی مذہب بود از مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مقتدائے اہل سنت است روایت می کند کہ مہدی موعود وصاحب زماں ہمیں امام محمد بن حسن عسکری است علیہم الصلوٰۃ والسلام وحضرت شیخ محی الدین ابن عربی در باب سی صد وشصت وششم از کتاب فتوحات مکی می فرماید کہ بدانید اے مسلمانان کہ چارہ نیست از خروج مہدی علیہ السلام کہ والد او حسن عسکری است ابن امام نقی بن امام تقی الیٰ آخرہ پس سعادت مندترین مردم با او اہل کوفی خواہند بود او دعوت می کند مردم را بسوئے حق تعالیٰ بہ شمشیر پس ہر کہ ابا می کند می کشد اورا کسے کہ منازعت می کند با او مخذول می شود چنانچہ دریں محل تمام احوال امام مہدی علیہ السلام در کتاب مذکور مفصل بیان نمودہ است ہر کہ خواہد دراں جا مطالعہ نماید وحضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی کہ مرد صوفی کارہائے دیدہ وشافعی مذہب بود تمام احوال و

تا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے احوال پر تعصب وعناد کی وجہ سے اعتراض نہ پیدا ہو۔
امام مہدی سے متعلق مختلف آراء: بہر کیف علمائے اہل سنت وجماعت کے اکثر حضرات
حضرت امام مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ عنہما کے وجود کے منکر ہیں کہ یہ مہدیٔ موعود نہیں ہیں
ہر چند کہ اہل بیت میں وہ مہدی موعود جن کے بارے میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی ہے کہ وہ قرب قیامت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے پیدا ہوں گے ابھی وہ
عالم وجود میں نہیں آئے ہیں اور تمام علمائے امامیہ اثناعشریہ حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
احادیث اور ائمہ اہل بیت کے اقوال سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مہدی موعود اور بارہویں امام
صاحب زماں خاتم ولایت مطلقہ محمدیہ یہی امام محمد بن حسن عسکری ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں اور امر الٰہی
کے مطابق عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہیں جس وقت اللہ پاک چاہے گا قرب قیامت خدائے
تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوں گے امام برحق کا انکار کرنا گمراہی ہے اور یہ حدیث نبوی کتاب مشکوٰۃ
میں لکھی ہوئی ہے اور اس مقام پہ نقل کرتے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مات
ولم یعرف امام زمانہ فقدمات میتۃ جاھلیہ یعنی جو شخص مر گیا اور امام زمانہ کو نہیں پہچانا وہ
جاہلیت کی موت مرا یعنی کافر ہو گیا جیسا کہ یہ تفصیل کے ساتھ اس جماعت کی کتابوں میں تحریر ہے
اور اس مختصر (رسالے) میں گنجائش نہیں ہے اور صاحب کتاب فصول المہمۃ فی مدح الائمۃ
جو مذہباً مالکی تھے مقتدائے اہل سنت وجماعت حضرت امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ مہدیٔ
موعود صاحب زماں یہی امام محمد بن حسن عسکری ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شیخ محی الدین بن عربی
کتاب فتوحات مکیہ کے تین سو چھاسٹھویں باب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! جان لو کہ
چارہ نہیں ہے مہدی علیہ السلام کے خروج سے جن کے والد حسن عسکری بن نقی ابن تقی ہیں الیٰ
آخرہ۔ پس ان کے ساتھ زیادہ سعادت مند لوگ اہل کوفہ ہوں گے وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف
بلائیں گے تلوار کے زور سے پس جو انکار کرے گا قتل کر دیا جائے گا اور جو جنگ کرے گا وہ رسوا ہوگا
چنانچہ اسی جگہ تمام احوال امام محمد مہدی علیہ السلام کے کتاب مذکور میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے
ہیں جو تفصیل چاہے اس کتاب کا مطالعہ کرے اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی جو ایک باعمل صوفی
آدمی اور مذہباً شافعی تھے تمام حالات و

کمالات و حقیقت متولد شدن و مخفی گشتن امام محمد بن حسن عسکری بمفصل در کتاب شواہد
النبوت تصنیف خود بوجہ احسن از ائمہ اہل بیت وغیرہ از ارباب سیر روایت کردہ است و
صاحب کتاب مقصد اقصا حضرت شیخ عزیز نسفی می نویسد کہ حضرت شیخ سعد الدین
حموی خلیفہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ در حق امام محمد مہدی یک کتاب تصنیف
کردہ است و دراں چیز ہائے بسیار ہمراہ او نمودہ است کہ دیگر ہیچ آفریدہ را آں احوال
و تصرفات ممکن نیست چوں او ظاہر شود ولایت مطلق آشکارا گردد و اختلاف مذاہب و ظلم
بدخوئی برخیزد چنانچہ اوصاف حمیدہ او در احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد شدہ است
کہ محمد مہدی در آخر زمانہ آشکار شود و تمام ربع مسکون را از جور و ظلم پاک سازد و یک دین
و یک مذہب برحق پدید آید مجملاً ہرگاہ دجال بدکردار پیدا شدہ بود زندہ مخفی است و
حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ بوجود آمدہ بود زندہ مخفی و از نظر خلق مستور است پس اگر فرزند
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام محمد مہدی ابن حسن عسکری ہم از نظر عوام پوشیدہ
اند و بوقت خود مثل عیسیٰ علیہ السلام و دجال موافق تقدیر الٰہی آشکارا گردد جائے تعجب
نیست و از اقوال چندیں بزرگان دین و از فرمودۂ اہل بیت رسول خدا انکار نمودن
از راہ تعصب چنداں ضرور نیست۔ واللہ اعلم بالصواب و نیز علماء ظاہر از رسالت قوم
جنات و ملائکہ انکار دارند کہ رسالت خاصہ خلقت انسانی است قوم دیگر استحقاق ایں
امر ندارند باوجود آنکہ خود در کتاب الٰہی می خوانند قولہ تعالیٰ ماخلقت الجن والانس
الا لیعبدون یعنی پیدا نہ کردم من جن و انس را مگر از برائے عبادت خود پس اکثر ارباب
مجمل صاحب روضۃ الصفا و مصنف طبری وغیرہ بریں متفق اند کہ چنانچہ حضرت حق
سبحانہٗ تعالیٰ ترغیب عبادات برگروہ انسان و رسولاں فرستادہ ہم چناں برقوم جنیات
نیز رسولاں از جنس آں قوم پیش از پیدائش حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ فرستادہ بود کہ
ترتیب عبادت موافق ارادۂ الٰہی تعلیم نمایند چنانکہ در جواہر التفسیر در بیان قولہ تعالیٰ انی
جاعل فی الارض خلیفۃ صریح نوشتہ است کہ پیش از پیدائش

کمالات اور حضرت امام محمد بن حسن عسکری کے پیدا ہونے کی حقیقت کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب
شواہد النبوۃ میں بہترین انداز میں ائمہ اہل بیت دار باب سیر وغیرہم سے روایت کی ہے اور صاحب
کتاب مقصد اقصیٰ حضرت شیخ عزیز نصفی لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ سعد الدین حموی خلیفہ شیخ نجم الدین
کبریٰ قدس سرہٗ حضرت امام محمد مہدی کے بارے میں ایک کتابچہ تصنیف کیا ہے جس میں ایسی
بہت ساری چیزوں کا بیان ان کے ساتھ کیا ہے کہ کسی اور شخص کے بارے میں ان احوال وتصرفات
کا ہونا ممکن نہیں ہے جب وہ ظاہر ہوں گے تو ولایت مطلقہ ظاہر ہوگی اور اختلاف مذاہب وظلم وستم
اور اخلاق شنیعہ ختم ہو جائیں گے جیسا کہ ان کے اوصاف حمیدہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں
بیان کئے گئے ہیں کہ محمد مہدی آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور پوری دنیا کو ظلم وستم سے پاک کریں
گے اور ایک دین ایک مذہب حق کا ڈنکا بجے گا فی الجملہ جب دجال بدکردار پیدا ہو کر زندہ و پوشیدہ
ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم وجود میں جلوہ گر ہو کر زندہ و پوشیدہ اور لوگوں کی نظروں
سے اوجھل ہیں تو اگر فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام محمد مہدی ابن حسن عسکری بھی لوگوں کی
نگاہوں سے پوشیدہ ہیں تو کیا تعجب ہے؟ اور اتنے بزرگان دین کے اقوال اور اہل بیت رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کا انکار کرنا محض تعصب وعناد کی بنیاد پر اتنا ضروری امر نہیں ہے واللہ اعلم
بالصواب (اور اللہ بہتر جانتا ہے) اور علمائے ظاہر قوم اجنہ وملائکہ میں سے رسول ہونے کا بھی انکار
کرتے ہیں کہ رسالت خاصہ ہے اولاد آدم کے لئے دوسری قوم میں اس چیز کا حق نہیں رکھتی ہیں جبکہ
خود ان کے وجود کو قرآن مجید میں دیکھتے ہیں قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الالیعبدون
یعنی انسان وجنات کو میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ **کیا جنات بھی رسول
ہوتے ہیں:** صاحب روضۃ الصفا ومصنف طبری وغیرہ جیسے بہت سے حضرات اس بات پر متفق
ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے عبادت پر رغبت دلانے کے لئے انسانوں میں رسولوں کو مبعوث فرمایا ایسے
ہی قوم اجنہ پر بھی انہیں میں سے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے بھیجا تھا تا کہ مشیت
الٰہی کے موافق انہیں عبادتوں کی تربیت کی تعلیم دیں جیسا کہ جواہر التفسیر میں قولہ تعالیٰ انی جاعل
فی الارض خلیفۃ کے بیان میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ قبل پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام پیشوائی قوم جنیات ہم بشرف خلافت الٰہی مشرف شدہ اند و
حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہٗ در بعضے مکاشفات خود می نویسد کہ وقتے من در عالم
مکاشفہ بر آسمان چہارم رفتم و آنجا دید کہ یک فرشتہ عظیم القدر بر کرسی مرصع نشستہ است و
قرب ہفتاد ہزار ملائک گرد بگرد او با ادب استادہ اند بر علوئے مرتبۂ او متحیر شدہ از احوال
وے استفسار نمودم گفتند کہ ایں خلیفہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ است من گفتم کہ خلیفۂ الٰہی
غیر از پدر من آدم صلوٰۃ اللہ علیہ کیست؟ پس آں فرشتہ مارا پیش خود بخواند فرمود کہ پدر تو
خلیفۂ روئے زمین بودہ است و من خلیفۂ آسمان چہارم ہستم مگر آں آیت تو در قرآن
مجید نخواندۂ قولہٗ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی بدرستی کہ من پیدا کنندہ ام
بر روئے زمین خلیفہ پس ازیں مقدمہ سرفرو کردم کہ در کارخانہ حق سبحانہٗ تعالیٰ جائے دم
زدن نیست و در علم الٰہی ما جاہلیم کما قولہٗ تعالیٰ وفوق کل ذی علم علیم بریں تقدیری تواند بود
کہ بر ہر فلکی و زمینی خلیفہ بودہ است بجہت ہدایت اہل آں و حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی در فتوحات مکی و دیگر تصنیفات خود مفصل بیان نمودہ است چنانکہ در کتاب فصوص
الحکم در فص حضرت ہود علیہ السلام می نویسد کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ از آدم صلوٰۃ اللہ
علیہ تا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع انبیائے بشری بمن نمودہ سوائے ملائکہ وانبیاء جن
پس دریں صورت معلوم شد کہ ہم در ملائکہ وہم در قوم جن انبیاء بودندہ اند از جنس ایشاں
اگر کتب الٰہی ہم بر آنہا نازل شدہ باشد چہ عجب قولہٗ تعالیٰ بر ایں سراست وما ارسلنا
من رسول الابلسان قومہ یعنی نفرستادہ ام ہیچ رسولے مگر بزبان قوم او وایں آیت
نیز دلالت بریں معنیٰ دارد قولہٗ تعالیٰ وان من امۃ الاخلافیھا نذیرا یعنی نیست
امتے مگر آنکہ گذشتہ است دراں قوم بیم کنندہ یعنی پیغمبری و حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی در کتاب فصوص الحکم می نویسد کہ اصل جمیع طریقہائے انبیاء علیہ السلام یکے است
واگرچہ مختلف اند ادیان ایشاں و شرائع ایشاں از جہت اختلاف امتاں ایشاں زیرا کہ
اہل ہر عصر مخصوص اند بمزاجے خاص واستعدادے معین کہ مناسب آں عصر است

حضرت آدم علیہ السلام قوم اجنہ کے پیشوا بھی خلافت الٰہی کے شرف سے مشرف ہوئے اور شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہٗ اپنے بعض مکاشفات میں تحریر فرماتے ہیں ایک وقت میں عالم مکاشفہ میں چوتھے آسمان پر گیا وہاں دیکھا کہ ایک عظیم القدر فرشتہ ایک سجی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے قریب صف بہ صف ستر ہزار فرشتے باادب کھڑے ہیں اس کے علوئے مرتبت سے حیران ہو کر اس کے حالات کے بارے میں سوال کیا حاضرین نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے میں نے کہا خلیفۂ الٰہی میرے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کون ہے؟ پس اس فرشتہ نے مجھے اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ تیرے باپ روئے زمین کے خلیفہ ہوئے ہیں اور میں چوتھے آسمان کا خلیفہ ہوں شاید تم نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انی جاعل فی الارض خلیفة یعنی اصلاح کے لئے دنیا میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اس بحث کے بعد میں نے سر تسلیم خم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں دم مارنے کی جگہ نہیں ہے اور علم الٰہی میں ہم نادان ہیں جیسا کہ قول باری تعالیٰ ہے فوق کل ذی علم علیم یعنی ہر جاننے والے سے کوئی زیادہ جاننے والا ہے اس تقدیر پر ممکن ہے کہ ہر آسمان و زمین پر وہاں رہنے والوں کی ہدایت کے لئے ایک خلیفہ مقرر ہے اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ اور اپنی دیگر تصنیفات میں تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں جیسا کہ کتاب فصوص الحکم میں حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر میں رقم طراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے بشری کی زیارت بخشی ہے سوائے انبیائے ملائکہ و انبیائے جن کے۔ پس اس صورت میں معلوم ہوا کہ ملائکہ و قوم جن میں بھی انہیں کی جنس سے انبیاء ہوئے ہیں اگر ان پر کتب الٰہی بھی نازل ہوئی ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه یعنی ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس قوم کی زبان میں اسی راز سربستہ کے متعلق ہے اور یہ آیت اس مفہوم پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول وان من امة الا خلا فيها نذير یعنی امت نہیں ہے مگر اس میں ڈرانے والا ضرور گذرا ہے یعنی کوئی پیغمبر۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کتاب فصوص الحکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تمام طریقوں کی اصل ایک ہے اگرچہ ان کے ادیان ان کی شریعتیں جداگانہ ہیں ان کی امتوں کے درمیان اختلاف کی بنیاد پر اس لئے کہ ہر دور کے لوگ ایک معین استعداد اور ایک خاص مزاج کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں جو اس دور کیلئے مناسب ہوتا ہے۔

و پیغامبرے کہ در زمان ہر قوم بودہ بحسب قابلیات آں قوم مبعوث شد پس ازیں جہت مختلف شد شرائع و ادیان پیغمبراں بہ سبب اختلاف قابلیات امتاں و ایں اختلاف قادح نیست در وحدت اصل طرق کہ آں دعوت است بسوئے اللہ تعالیٰ و دین حق وھو اللہ المطلق پس اسم اعظم حضرت ہادی گاہی از ہدایت مخلوقات معطل نبودہ است و نخواہد بود آمدم بر سر مطلب چوں امام مہدی رضی اللہ عنہ قطب المدار تربیت نمودہ بخدمت روحانیت پاک حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ آورد آنحضرت خوش وقت شدہ نوازش فرمودہ بخلعت خاص معنوی خود سرفراز ساختہ او را در مدینۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نہایت توجہ و مہربانی نمود و فرمود کہ حالا حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ ترا با سرار مخفی خود شناسا گردانید باید کہ بجہت ادائے شکر نعمت الٰہی باز سعادت زیارت مکہ معظمہ بجا آر و از انجاں بجانب ملک ہندوستان برو و ہر جا کہ خواجہ معین الدین چشتی برائے بودن تو جائے مقرر ساز و دراں مقام سکونت اختیار بکن و گم گشتگان بادیۂ ضلالت را بطریق صراط مستقیم ہدایت نما کہ پیکر تو دراں دیار تقدیر شدہ است پس وے از رخصت حضرت رسالت پناہ در مکہ معظمہ رسید بشرف زیارتش فائض گردید و دریں مرتبہ لذت و حلاوت از عالم دیگر یافت کہ از صاحب خانہ آشنا شدہ بود

الحمد للہ کہ ہم ایں شد ہم آں شد ہم یار بدست آمد و ہم کار فراہم شد

بعد از چند روز بحکم باطن از مکہ معظمہ بر آمدہ متوجہ بطرف ہندوستان گردید حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نیز در لطائف اشرفی می فرماید کہ در یک سفر مکہ معظمہ من و حضرت شیخ بدیع الدین المشہور بہ شاہ مدار یک جا رفاقت داشتم پس از من مکہ معظمہ بہ جہت سیر ولایت روم رفتم و حضرت شیخ بدیع الدین بجانب ہندوستان روانہ گردید و بعض علوم نوادر مثل آں برگزیدۂ الٰہی دیگرے نمی دانست و اویسی مشرب بود از باطن تربیت یافتہ بظاہر پیر و مرشد محتاج نبود ایں مشرب اویسیہ بغایت عظیم القدر است تا کہ را بایں دوست رسانند و بکہ ایں در کشایند حضرت خواجہ نظامی گنجوی و حضرت خواجہ حافظ شیرازی ہم دریں مشرب اویسیہ بودند

اور جو پیغمبر جس قوم کے زمانہ میں ہوتے ہیں اس قوم کی قابلیت اور استعداد کے مطابق مبعوث کئے جاتے ہیں اسی لئے پیغمبروں کی شریعتیں اور ادیان ان کی امتوں کی قابلیت کے اختلاف کے سبب مختلف ہوتے ہیں اور یہ اختلاف اصل طریق کے ایک ہونے میں مانع نہیں ہے اسلئے کہ وہ دعوت ہے اللہ تعالیٰ اور دین کی طرف اور مطلق اللہ ہے۔ پس حضرت ہادی کا اسم اعظم کبھی بھی مخلوقات کی ہدایت سے الگ ہوا ہے نہ ہوگا۔ **بارگاہ رسالت میں پیشی:** پھر بیان مقصود پر آیا کہ جب امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ حضرت قطب المدار قدس سرہٗ کو تربیت دے کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت روحانیت میں پیش کیا تو حضرت علی علیہ السلام خوش ہو کر اپنی خاص خلعت حقیقی سے سرفراز فرما کے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روانہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ بے پایاں اور رحمت بیکراں فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تمہیں اپنے پوشیدہ اسرار کا رازدار بنالیا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ نعمت الٰہی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے پھر زیارت مکہ معظمہ سے مشرف ہو اور وہاں سے ملک ہندوستان کا قصد کرو اور خواجہ معین الدین چشتی جس جگہ کو تمہارے لئے انتخاب کریں وہاں سکونت اختیار کرو اور صحرائے ضلالت میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرو کیونکہ تمہارا وجود اس دیار کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ پس قطب المدار قدس سرہٗ حضرت رسالت پناہ سے رخصت لے کر مکہ معظمہ پہونچے اور اس کی زیارت سے مشرف ہوئے اس بار زیارت کا مزہ ہی کچھ اور تھا اس لئے کہ اب صاحب خانہ سے آشنائی ہو چکی تھی۔

"دوست مل گیا مراد پوری ہو گئی شکر ہے اللہ کا ہر کام پورا ہو گیا"

سفر ہندوستان: چند دنوں کے بعد حکم باطنی سے مکہ معظمہ سے نکل پڑے اور عازم ہندوستان ہوئے میر سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہٗ بھی لطائف اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے ایک سفر میں ہم اور حضرت شیخ بدیع الدین جو شاہ مدار سے مشہور ہیں ایک جگہ ساتھ ساتھ تھے میں مکہ معظمہ سے سلطنت روم کی سیاحت کے لئے چلا گیا اور حضرت شیخ بدیع الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے بعض علوم نو اور اس برگزیدہ الٰہی کی طرح کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا آپ اویسی مشرب والے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن سے تربیت حاصل کئے تھے بظاہر پیر و مرشد کے محتاج نہیں تھے یہ مشرب اویسیہ بہت عظیم مرتبے والا ہے کون اس دوست تک رسائی حاصل کرتا ہے اور کون اس دروازے کو کھولتا ہے حضرت خواجہ نظامی گنجوی و حضرت خواجہ حافظ شیرازی بھی اسی مشرب اویسیہ میں داخل تھے۔

الغرض پیش از تشریف آوردن شاہ مدار در ہندوستان خانوادۂ اویسیہ انتشار نیافتہ بود بعضے مشائخ ہند ازیں مقدمہ واقف نشدہ بودند چوں حضرت شاہ مدار آمد وایں مشرب عالی قدر شائع ساخت حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ کیسہ وار کنتوری متحیر شدہ در باب منشۂ وسلسلۂ شہ مدار بخدمت حضرت میر سید اشرف جہانگیر مکتوبے نوشت حضرت میر قدس سرہٗ در جواب او مکتوبے بایں عبارت نوشتہ است اے سوائے چہاردہ خانوادہ کہ مذکور شدہ اند در میان مشائخ کبار یک خانوادہ اویسی است کہ بخواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ منسوب گشتہ است شیخ الطریقت حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ می گوید کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل باشند کہ ایشاں را مشائخ طریقت کبریٰ حقیقت اویسیاں می گویند کہ ایشاں را در ظاہر بہ پیرے احتیاج نبود زیرا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایشاں را در حجرۂ عنایت خویش پرورش می دہد بے واسطہ غیرے چنانچہ کہ اویس را دادہ رضی اللہ عنہ ایں بغایت رتبہ عالی است تا کہ را ایں جا رسانند وایں دولت بہ کہ او نمایند ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنی ایں فضل و کرم خدا است می دہد بہ ہر کہ می خواہد و ہم چنیں بعضے اولیائے روئے زمین کہ متابعان آنحضرت اند صلوٰۃ اللہ علیہ بعض طالبان را بحسب روحانیت تربیت می کنند بے آنکہ اوراور بظاہر پیرے باشد ایں جماعت را نیز داخل اویسیہ نامند و بسیار از مشائخ طریقت را در اول سلوک توجہ بایں مقام بودہ است چنانچہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی و حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی و حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ وغیرہ را در ابتدائے سلوک ذکر ایں بودہ است کہ علی الدوام اویس گفتندے آخر بدستیاری پیران خود نسبت ظاہری ہم چوں باطن درست کردند چنانچہ سائر مشائخ و بعضے ہم چناں در ورطہ نمانند در متقدمین حضرت محمد معشوق ترک و حضرت شیخ نظامی گنجوی و در متاخرین حضرت شیخ بدیع الدین

سلسلۂ اویسیہ کا اجراء:

الغرض حضرت شاہ مدار کے تشریف لانے سے پہلے ہندوستان میں خانوادۂ اویسیہ نہیں پھیلا تھا بعض ہندوستانی مشائخ اس سلسلے سے واقف ہی نہیں تھے جب حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ تشریف لائے تو یہ مشرب عالی تھوڑا تھوڑا پھیلنے لگا۔ حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ کیسہ وار کنتوری نے حیران ہو کر حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے مشرب وسلسلے کے بارے میں حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ حضرت میر قدس سرہٗ نے اس خط کا جواب اس عبارت سے تحریر فرمایا کہ اے میرے بھائی جن چودہ خانوادوں کا تذکرہ مشائخ کبار کے درمیان ہوا ہے ان کے علاوہ ایک خانوادہ اویسی بھی ہے جو حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہوا ہے۔ شیخ طریقت حضرت فرید الدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے اولیاء میں ایک قوم وہ ہوتی ہے جن کو مشائخ طریقت وکبراء حقیقت اویسیاں کہتے ہیں ان کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نفوس قدسیہ کو اپنے حجرۂ عنایت میں خود سے تربیت فرماتے ہیں کسی کا واسطہ نہیں ہوتا جیسا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تربیت فرمائی ہے یہ بہت ہی بڑا مرتبہ ہے کس کی یہاں تک رسائی ہوتی ہے کسے یہ دولت میسر ہوتی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور ایسے ہی بعض اولیائے روئے زمین ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں بعض طالبوں کو روحانیت کے طور طریقے پر تعلیم دیتے ہیں باوجود اس کے کہ ان کا ظاہر میں کوئی پیر ہوتا ہے اس جماعت کو بھی مشرب اویسیہ میں داخل مانتے ہیں مشائخ طریقت میں سے بہت سے حضرات اول سلوک میں اس مقام کی جانب مائل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی طوسی وحضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی وحضرت شیخ نجم الدین کبریٰ وغیرہم کا ابتدائے سلوک میں یہی حال رہا ہے کہ متواتر اویس اویس کہتے تھے آخر کار اپنے پیروں کی مدد سے نسبت ظاہری کو بھی نسبت باطنی کی طرح سنبھال لئے جیسے کہ دوسرے مشائخ ہیں اور بعض مشائخ بحضور میں ڈوبے رہے نسبت اویسیہ دوسرے اولیاء اللہ کو تقسیم کرنے والے بزرگوں میں سے متقدمین میں حضرت محمد معشوق ترک اور حضرت شیخ نظام گنجوی اور متاخرین میں حضرت شیخ بدیع الدین

الملقب بہ شاہ مدار وحضرت خواجہ حافظ شیرازی۔ قطعہ:

ہر کہ را خورشید چرخ اقتدار — داد بر اورنگ وحدت خویش جائے
نیست حاجت باوزیر و میر ہم — گر عنایت می برد بر سر زپائے

ایں فقیر نیز صحبت بایشاں داشتہ وبعضے از نوادر علوم از حضرت بدیع الدین معائنہ کردہ شد وغرائب آثار مشاہدہ افتاد کہ ورا کثر اولیائے روزگار مکشوف نہ شدہ واز علم سکر بہرہ تام داشتہ اند ودیگر اہل بصیرت بریں متفق اند کہ قطب المدار اویسی بود واز روحانیت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ تربیت وتکمیل یافتہ چنانچہ گذشت ودر سلسلہ حضرت قاضی محمود کنتوری یک شجرہ حضرت شاہ مدار بوسائل حضرت شیخ عبد اللہ مکی حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ می رسانند آنہم بطریق مشرب اویسی است نہ بحسب ظاہر چرا کہ حضرت شیخ عبد اللہ مکی از متقدمین اولیاء اللہ بودہ است معاصر قطب المدار نبودہ میان ہر دو بزرگ از دوصد سال زیادہ فاصلہ خواہد بود بہر قسم آں سلسلہ نیز بحضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ منتہی می شود وآں ایں است کہ حضرت زندہ شاہ مدار بحسب باطن اجازت وارادت از روحانیت حضرت شیخ عبد اللہ مکی یافتہ بود واو بحسب ظاہر از حضرت شیخ یمین الدین شامی اجازت داشت واو حضرت رفیع الدین شامی واو از حضرت شیخ طیفور شامی واو از حضرت شیخ ربیع المقدسی واو از حضرت امام حسین شہید دشت کربلا واو از حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ واو از حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
صاحب رسالہ ایمان محمودی می آرد کہ چوں قطب المدار بعزم سفر ہندوستان از مکہ معظمہ روانہ گردید در چند روز راہ خشکی طے نمودہ بر جہاز نشست وتا نصف مسافت دریا رسیدہ بود کہ باد مخالف وزید جہاز تباہی شدہ بر

الملقب بہ شاہ مدار اور حضرت خواجہ حافظ شیرازی ہیں۔ قطعہ:

ہر کہ را خورشید چرخ اقتدار برآورنگ وحدت خویش جائے
نیست حاجت با وزیر و میرہم گر عنایت می برد بر سرز پائے

یہ فقیر بھی ان بزرگوں سے صحبت رکھتا ہے اور حضرت شیخ بدیع الدین رضی اللہ عنہ سے بعض ایسے علوم نوادرہ اور عجیب وغریب حالات معائنہ ومشاہدہ میں آئے ہیں جو اکثر اولیائے زمانہ سے معلوم نہیں ہوا اور علم سکر سے بھی پوری طرح واقفیت رکھتے ہیں اور دوسرے اولیائے کرام کی جماعت کثیرہ اس بات پر متفق ہے کہ قطب المدار اویسی تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی روحانیت سے تربیت وتکمیل حاصل کی اور حضرت قاضی محمود کنتوری کے سلسلے میں ایک شجرہ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کا حضرت شیخ عبداللہ مکی کے وسیلے سے ہے جو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ تک پہونچتا ہے وہ بھی مشرب اویسی کے طریقے پر نہ کہ ظاہری اعتبار سے ہے اس لئے کہ حضرت عبداللہ مکی متقدمین اولیاء اللہ سے ہیں قطب المدار قدس سرہٗ کے ہم عصر نہیں دونوں بزرگوں کے درمیان دوسو سال سے زائد کا فاصلہ ہے۔ بہرکیف وہ سلسلہ بھی حضرت علی مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ تک پہونچتا ہے اور وہ سلسلہ یہ ہے کہ حضرت شاہ مدار نے باطنی طور پر اجازت وارادت حضرت شیخ عبداللہ مکی کی روحانیت سے پائی تھی حضرت عبداللہ مکی ظاہری طور پر حضرت شیخ یمین الدین شامی سے اجازت رکھتے تھے اور وہ حضرت شیخ رفیع الدین شامی سے اور وہ حضرت شیخ طیفور شامی سے اور وہ حضرت شیخ ربیع المقدسی سے اور وہ حضرت امام حسین شہید کربلا سے اور وہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ سے اور وہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

<u>جہاز پر سواری</u>: صاحب رسالۂ ایمان محمودی فرماتے ہیں کہ جب قطب المدار مکہ معظمہ سے سفر ہندوستان کے ارادے سے نکلے تو کچھ دنوں میں خشکی کا سفر طے کرنے کے بعد جہاز پر تشریف فرما ہوئے اور دریا کی آدھی مسافت طے فرمائی تھی کہ باد مخالف چلنے لگی اور جہاز تباہی میں پھنس گیا۔

سنگے خوردو پارہ پارہ گشت مردم مع اسباب غریق بحر فنا گشتند مگر بعض مردم بر تختہ ہائے چوب برآمدہ بر طرف باد قدرت می بروی رفتند اتفاقاً یازدہ کس بر یک تختہ افتادہ بودند ازاں جملہ یکے قطب المدار بود در چندروز آں دہ کس از شدت گرسنگی ہلاک شدند قطب المدار بقوت ریاضت وصفائی باطن زندہ ماند اما چوں آں دہ تن را دید کہ از گرسنگی نہایت بیتابی و بے استقلالی نمودہ بحال بد مردند ازاں جہت طبیعت او از اکل وشرب مطلق رمیدہ گشت واز حق تعالیٰ امداد ایں معنی می خواست چوں ذات جامع کمالات او نزدیک حضرت قادر چوں معزز بود بدیں عنوان اورا بمرتبۂ عالی شان رسانیدہ میان جمیع خلائق ممتاز گردانید

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است
چوں ہزاراں طفل سر بریدہ شد تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد

پس بتقدیر الٰہی آں تختۂ چوب کہ براں حضرت شاہ مدار بانیم جان افتادہ بود بکوہے رسید واو بہ ہزار دشواری بر سر آں کوہ آمد چوں وقت رحمت الٰہی رسیدہ بود از دور یک عمارت عالی شان وبسیار رفیع بہ نظرش درآمد خوش وقت گشتہ متوجہ آں طرف شد و دید کہ بر در عمارت مذکور یک مرد پیر بصورت انسان لباس فاخرہ پوشیدہ خوش وخنداں نشستہ می گوید کہ بیا قطب المدار نیک آمدی صاحب از دیر انتظار تو می کشد زود اندرون ایں عمارت فردوس مانند برو کہ نعمت دو جہاں ولقب عالی قدر وجامہا وطعام ملکوتی بہ جہت تو بفرمان قادر مطلق وبیچوں موجود کردہ است قطب المدار ازیں مژدۂ حیات بخش نہایت فرحت ناک شدہ بدورون عمارت درآمد آنجا باغے روح افزا دید کہ ہرگز چناں گلہائے رنگارنگ وغیر مکرر ندیدہ بود و درمیان آں باغ یک خانہ مرصع

اور کسی پتھر سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔لوگ ساز و سامان کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتر گئے (بحر فنا میں ڈوب گئے) کچھ لوگ لکڑی کے تختوں پر سوار ہو کر جس طرف قدرتی ہوا لے جاتی تھی چل رہے تھے اتفاق سے گیارہ لوگ ایک تختہ پر سوار تھے ان میں ایک قطب المدار بھی تھے۔ کچھ دنوں میں وہ دس لوگ بھی بھوک کی شدت کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔قطب المدار عبادت و ریاضت اور باطنی صفائی کی بدولت زندہ رہے۔ پس جب آپ نے ان دسوں کو دیکھا جو بھوک کی وجہ سے بیتابی و بیقراری کا شکار ہو کر بری طرح مر گئے اسی وجہ سے ان کے دل سے کھانے پینے کی خواہش بالکل ختم ہو گئی اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے امداد کے طالب ہوئے چونکہ آپ کی ذات مجمع الکمالات بے مثل و بے مثال پروردگار کے نزدیک بہت ہی عزیز تھی اس لئے ان کو مرتبۂ عظیم عطا فرما کے تمام مخلوق کے درمیان ممتاز فرمایا.....ع: جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم کی آزمائش ہوتی ہے تو اس آزمائش میں اللہ تعالیٰ کے جود و عطا کا خزانہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ جب ہزاروں بچے قتل کئے گئے تب کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر تشریف لایا۔

<u>طعام ملکوتی و حلۂ بہشتی عطا ہونا:</u> پھر تقدیر الٰہی سے وہ لکڑی کا تختہ جس پر حضرت زندہ شاہ مدار کسی نیم جاں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچا حضرت قطب المدار قدس سرہٗ بہت پریشانی سے اس پہاڑی کی چوٹی پر رونق افروز ہو کر اس جانب متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک بزرگ مرد زرق برق انسانی لباس زیب تن کئے انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ محل کے دروازے پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ قطب المدار آؤ آپ کا آنا مبارک ہو حضرت کافی دیر سے آپ ہی کا انتظار فرما رہے ہیں اس تعمیر جنت نظیر میں داخل ہو اس لئے کہ دو جہاں کی نعمتیں عظیم الشان القاب آسمانی جوڑے ملکوتی غذا قادر مطلق معبود برحق کے حکم سے آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔قطب المدار اس مژدۂ جانفزا سے خوش ہو کر اس عمارت میں تشریف لے گئے اس میں ایک ایسا روح افزا باغ دیکھا کہ اس طرح گلہائے رنگا رنگ کبھی نہیں دیکھے تھے اس باغ کے درمیان ایک خوبصورت گھر

و مکلل بہ نظرش در آمد کہ دراں تختے کلاں از یاقوت نہادہ اند و یک مرد نورانی با عظمت و شکوہ بر سر آں تخت خوشحال نشستہ است چنانکہ از انوار او تمام خانہ و آں باغ منور بودہ است قطب المدار باوجود آں کمالات طاقت نماند کہ بجانب آں صاحب کمال تواند دید مغلوب شدہ سر بہ سجدہ آرد آں مقرب حضرت الوہیت دست حق پرست خود دراز نمودہ برش نہاد فرمود کہ یا شاہ مدار سر بردار و بیا ہمراہ من طعام بخور کہ گرسنہ ہستی پس شاہ مدار بخود آمدہ معروض داشت کہ بندہ را چناں طعام عطا بکنید کہ باز اشتہانہ شود آن مرد نورانی فرمود کہ ہماں طعام بفرمانِ الٰہی برائے تو موجود کردم ام کہ باز محتاج بہ طعام دنیا نشوی پس از کمال تلطف شاہ مدار را دست گرفتہ براں تخت برابر خود بنشاند و یک طبق شیر و برنج پیش کشید و نہ لقمہ بدست حق پرست خود در دہن شاہ مدار مذکور گذاشت ہر لقمہ کہ او فرو می برد حقیقت یک فلک بروی منکشف می شد چوں لقمۂ نہم فرو بردار عرش اعظم تا تحت الثریٰ بروی کشف گشت بعد ازاں یک دستار و یک پیراہن و یک ازار بشاہ مدار پوشانید و فرمود کہ ایں جامہا برائے باقی عمر تو کافی اند کہنہ نہ خواہد شدہ محتاج بہ شستن نیز نمی شوی ہمیشہ پاک و مصفا خواہد ماند الحال ترا بحق تعالیٰ سپردیم ان شاء اللہ بعد ازیں ہیچ حادثۂ دنیا بتو نخواہد رسید و ازیں کوہ او بیا بانہا بہ آسانی خواہی برآمد کہ موافق وصیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از اجازت خواجہ معین الدین چشتی در ملک ہندوستان سکونت اختیار کنی کہ ظہور ولایت صوری و معنوی تو در حیات و ممات یکساں خواہد ماند بلکہ در ترقی خواہد بود و از امروز مخلوقات عالم ملکوت و ناسوت ترا شاہ مدار گویند و بعد ازیں ہیچ افراد انسانی بایں لقب منسوب نگردد پس آں مرد نورانی برخاست و حضرت شاہ مدار بانعمت دو جہاں مفتخر ساختہ رخصت نمود شاہ مدار زمیں بوس کردہ ازاں خانہ برآمد بعد ازانکہ نگاہ کرد اثرے ازاں خانہ و باغ و آں مرد بزرگ

نظر آیا جس میں یاقوت کا ایک بڑا سا تخت رکھا ہوا ہے اور ایک مرد نورانی شان وشوکت کے ساتھ اطمینان سے اس تخت پر جلوہ گر ہے اس طرح سے ان کے انوار سے پورا باغ بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ قطب المدار اپنے فضل وکمال کے باوجود اس منبع کمال کی طرف دیکھنے کی تاب نہ لا سکے اور تجلیوں سے مغلوب ہو کر عاجزانہ سر سجدے میں رکھ دیا۔ اس مقرب الٰہی نے خود اپنے دست حق پرست کو بڑھا کر انہیں قریب کیا اور فرمایا اے شاہ مدار سر اٹھاؤ اور آؤ میرے ساتھ کھانا تناول کرو اس لئے کہ تم بھوکے ہو پس حضرت شاہ مدار نے اٹھ کر عرض کیا کہ ناچیز کو ایسا کھانا کھلایئے کہ اس کے بعد کھانے کی خواہش نہ ہو اس مرد نورانی نے فرمایا کہ وہی کھانا فرمان الٰہی سے تمہارے لئے موجود کیا ہے تا کہ پھر دنیاوی کھانے کی تمہیں ضرورت نہ پڑے پس کمال مہربانی سے حضرت شاہ مدار کا ہاتھ پکڑ کر اس تخت مرصع پر اپنے برابر بیٹھایا اور ایک طبق شیر وبرنج آپ کے سامنے رکھا اور نو لقمہ کھیر کا اپنے دست حق پرست سے شاہ مدار کے منہ میں ڈالا ہر ایک لقمے کو جب وہ نگلتے تو ایک آسمان کی حقیقت ان پر آشکار ہوتی جب نویں لقمے کو اندر اتارا تو عرش اعظم سے تحت الثریٰ تک ان پر روشن وآشکار ہو گئے اس کے بعد ایک دستار ایک پیراہن ایک ازار شاہ مدار کو پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ تیری باقی عمر کے لئے کافی ہیں نہ پرانے ہوں گے نہ دھلائی کی ضرورت ہوگی ہمیشہ صاف ستھرے رہیں گے اب تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں اس کے بعد دنیا کی کوئی آفت تجھے نہیں پہونچے گی۔ ان پہاڑوں اور بیابانوں کو آسانی سے پار کر جاؤ گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اجازت سے ملک ہندوستان میں سکونت اختیار کرو اس لئے کہ تمہاری ظاہری وباطنی ولایت کا ظہور حیات وممات میں یکساں رہے گا بلکہ مزید ترقی ہوگی اور آج سے عالم ملکوت وناسوت کی مخلوق تجھے شاہ مدار کہے گی اور اس کے بعد کوئی بھی فرد انسان اس لقب سے منسوب نہیں ہوگا پھر وہ مرد نورانی روپوش ہو گئے اور حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ دونوں جہاں کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر رخصت ہوئے اور اس مقام کو چوم کر حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ اس عمارت سے باہر تشریف لائے اور اس کے بعد جو نظر ڈالی تو اس عمارت اور باغ اور اس مرد بزرگ

نیافت وبہ قدرت کمال قادر مطلق متحیر شدہ سر در مراقبہ فرو برد بعد از ساعتے ہاتف غیب بر گوش دلش آواز داد کہ آں مرد نورانی سر حلقۂ ملائک عنصری است کہ بر تمام ربع مسکون تصرف دارد وبہ صفت انوار جمال وجلال الوہیت موصوف گشتہ است وبہ امر الٰہی انبیاء واولیاء را فیض خاص می رساند نام او اشتخشا است وآنچہ دیدی فیض تصرف او بود کہ بے واسطہ از ذات احدیت اخذ نمودہ است پس ہر گاہ ترا ضروری پیش آمد یا درماندہ شوی سہ بار نام او را خواہی گرفت البتہ امداد تو بوجہ احسن خواہد کرد تا قیام قیامت مدد تو خواہد بود بعد از اں حضرت شاہ مدار سجدۂ شکر الٰہی بجا آورد بہ جہت تفحص راہ از اں کوہ بر آمد روز دیگر مردے از ابدال ہفت گانہ بروئے ظاہر گشت واز اں کوہہا وجنگلہا بر آوردہ در اندک مدت شاہ مدار را بہ سرحد ولایت گجرات رسانید وغائب گشت حضرت شاہ مدار چوں در دیار گجرات رسید خلائق از ہر اقسام روی نیاز بد آوردن گرفت وشہرت عظیم روی داد پس چند مدت در ولایت گجرات ونواحی آں سیر کردہ ہدایت بخشیدہ در حضرت اجمیر رسید بشرف زیارت حضرت خواجۂ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ بہرہ مند گردید چند مدت از کمال یگانگی واخلاص بہ سبب محبت روحانیت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ دراں مقام متبرک بماند (در تاریخ محمودی آوردہ کہ حضرت شاہ مدار پیش از ولادت حضرت خواجہ معین الدین چشتی در سن چہار صد وچہار از ہجرۃ النبویہ موجود بود وسید ساہو سالار غازی را بہرہ مند کرد) چنانچہ تا امروز متصل شہر بر سر کوہے فقرا می باشند وچراغ می افروزند وبہ مردم نیاز مندی آنجا می روند کہ حضرت شاہ مدار دریں جا بودہ است وآں کوہ را کوکلا پہاڑی می نامند بزرگے خوش گفتہ است

ہر زمینے کہ نشان کف پائی تو بود — سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

پس بعد از چند روز حضرت خواجۂ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ از کمال شفقت موجب امر باطن جائے بہ جہت سکونت حضرت شاہ مدار نمود واجازت سکونت آنجا عطا فرمود وبہ اعزاز واحترام تمام رخصت نمود حضرت شاہ مدار بمراد خود

کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہا اور اللہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ پہ حیرت واستعجاب میں ڈوب کر سر
کو مراقبہ میں رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد ہاتف غیبی سے ان کے دل میں آواز آئی کہ وہ مرد نورانی
ملائکہ عنصری کا سردار ہے جو پوری دنیا پر اختیار وتصرف رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار جلال وجمال
کی صفت سے موصوف ہے اور حکم الٰہی سے انبیاء واولیاء کو خاص فیض رسانی کرتا ہے اس کا نام شتیغنا
ہے اور جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا اسی کے تصرف کا فیضان تھا جسے بغیر واسطے کے ذات پروردگار
سے حاصل کیا ہے پس جب بھی تجھے کوئی ضرورت پڑے اور پریشانی ہو جائے تو تین بار اس کا نام
لو گے تو عمدہ طور پر تمہاری مدد ہوگی اور قیام قیامت تک تمہاری امداد ہوتی رہے گی اس کے بعد حضرت
شاہ مدار نے شکر الٰہی کا سجدہ ادا کیا اور راستے کی تلاش میں اس پہاڑ سے باہر تشریف لائے۔ **زندہ
شاہ مدار گجرات میں:** دوسرے دن دنیا کے سات ابدالوں میں سے ایک ان کے قریب آیا اور
ان جنگلوں اور پہاڑوں سے نکال کر بہت مختصر وقت میں حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کو ولایت گجرات
میں سرحد پر پہونچا کے روپوش ہو گیا۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ جب علاقہ گجرات میں رونق
افروز ہوئے تو ہر قسم کی مخلوق ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگی اور آپ کی خوب خوب شہرت ہوئی۔
اجمیر میں: پس تھوڑے عرصے میں ولایت گجرات اور اس کے اطراف میں تبلیغ وہدایت فرماتے
ہوئے اجمیر شریف پہونچے اور حضرت خواجۂ خواجگاں معین الحق والدین چشتی کی زیارت کے شرف
سے مشرف ہوئے اور کچھ دنوں تک حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ کی روحانی محبت کے سبب بہت
خلوص واپنائیت کے ساتھ اس مبارک جگہ پر ٹھہرے رہے (تاریخ محمودی میں ہے کہ حضرت زندہ
شاہ مدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی ولادت سے ایک سو انتیس سال پہلے ۴۰۲ھ میں اجمیر
شریف میں سید ساہو سالار غازی کو فیضیاب فرما رہے تھے) چنانچہ آج تک اجمیر شریف کے قریب
ایک پہاڑ کی چوٹی پر فقرائے کرام اکٹھا ہوتے اور چراغاں کرتے ہیں اور لوگ عقیدت کے ساتھ
وہاں حاضری دیتے ہیں کیونکہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ اس مقام پر قیام فرما ہوئے تھے اور
اس پہاڑی کو کوکلا پہاڑی کہتے ہیں کسی بزرگ نے بہت خوب کہا ہے...... ع: جس زمین پر تیرے
قدموں کے نشان ہوں گے ☆ سالوں سال اللہ والے وہاں سجدہ کرتے رہیں گے۔ پھر چند دنوں
کے بعد حضرت خواجۂ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ نے بیشمار شفقت ومہربانی کے ساتھ
امر باطن کے مطابق حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے قیام فرمانے کی جگہ دیکھی اور پھر بہت اعزاز
واحترام کے ساتھ رخصت فرمایا۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ اپنے مقصد

کامیاب گشتہ خوش وخرم از اجمیر برآمدہ در اطراف وجوانب سیر کناں بجانب منزل
مقصود روانہ گردید وبعد از چند روز در شہر کالپی رسید ومسجدے کہ برلب آب جو بود دراں
جا فرو آمد وچند مرید صاحب حال وکاردیدہ مثل شاہ الٰہ داد وسید جمال الدین المشہور بہ سید
جمن وسید احمد بادیا پا کہ در عالم سیر وطیر بے نظیر بود وغیرہ عزیزان صاحب مراتب ہمراہ
داشت کہ از ولایت گجرات واز نواحی ہر دیار بخدمتش پیوستہ بود پس در شہر کالپی و
اطراف آں شہرت عظیم واقع گشت وخلائق وضیع وشریف یکبار روئے نیاز بآنحضرت
آوردو غیر از کمالات وخارق عادات آنحضرت دیگر حرف درمیان خلائق مذکور نمی شد و
چنداں کرامات وخوارق عادات از حضرت شاہ مدار صاحب اختیار ظاہر شدن گرفت
کہ شمار نمی آید واز کمال عنایت حضرت سبحانہٗ تعالیٰ وجود حضرت شاہ مدار عین خارق
عادت شدہ بود کہ طعام وآب نمی خورد وجامہا کہ بہ بدن مبارکش رسیدہ بودند گاہے کہنہ و
افسردہ نمی شدند وہمیشہ شگفتہ وخوشحال وتندرست می بود گاہے اثر پیری وزبونی وبیماری و
مغموی برحال وے ظاہر نمی گشت وبمشاہدۂ حق الحق در کمال فنا احدیت مستغرق بود
زندگانی عالم کون می نمود ایں داشت عظمٰی بے نظیر کرا دست دہد پس کدام کرامات ازیں
بہتر وبالاتر خواہد بود ہیچ آفریدہ را حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ عطا بفرمودہ بعضے صوفیاء مثل
صوفی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی وغیرہ در مصنفات خود می نویسند کہ چوں عارف باللہ
بمقام صمدیت می رسد دراں حال محتاج بہ اکل وشرب نمی شد مخدومی حضرت شیخ
عبد الرحمٰن قدوائی کہ قریب صد سال عمر داشت وصوفی سالک کاردیدہ ولذت عرفان
چشیدہ بود واز سلسلۂ شاہ مدار خرقۂ خلافت نیز داشت از بزرگاں سلسلہ بہ نقل متواتر و
معتبر می فرمود کہ روزے عزیزے محرم بہ حضرت شاہ مدار پرسید کہ شما طعام نمی خورید
آنحضرت در جواب گفت کہ وجود گرفت بے طعام زندہ نمی ماند ولیکن کسے طعام ملکوت
می خورد وکسے طعام ناسوت می خورد ازاں جہت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعض صحابہ

میں کامیاب ہوکر مسرت وشادمانی کے ساتھ اجمیر شریف سے نکلے اور اطراف وجوانب میں سیر
فرماتے ہوئے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ **کالپی میں قیام:** اور چند دنوں کے بعد شہر
کالپی پہونچے اور دریا کے کنارے ایک مسجد تھی وہاں قیام پذیر ہوئے اور چند صاحب حال و
باشعور مرید مثل الا اور سید جمال الدین جو شہرت یافتہ ہیں سید جمن سے اور سید احمد بادیہ پا وغیرہم
جو عالم سیر وطیر میں بے مثال تھے۔ عزیزان گرامی قدر ہمراہ تھے جو ولایت گجرات اور اطراف و
ہر دیار سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے پس شہر کالپی اور اس کے اردگرد میں آپ کی تشریف
آوری کی دھوم مچ گئی اچھے برے ہر قسم کے لوگ عقیدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو
کمالات وخوارق عادات کے سوا کسی دوسری بات کا چرچا ان کے درمیان نہیں ہوتا اور اتنی کرامات
وخوارق عادات حضرت شاہ مدار صاحب اختیار سے ظہور پذیر ہونے لگیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور خاص عنایت سے حضرت زندہ شاہ مدار کے وجود مسعود کو سرتا پا کرامت
بنا دیا تھا کہ آپ نہ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک سے لگ گئے وہ نہ
پرانے ہوتے نہ میلے ہوتے آپ ہمیشہ تروتازہ فرحاں وشاداں وصحت مند رہتے بڑھاپے پریشانی
وبیماری اور غمگینی کا اثر ان کے حال سے بھی ظاہر نہیں ہوتا اور کمال درجہ فنافی اللہ ہوکر مشاہدۂ حق الحق
میں مستغرق رہتے۔ عالم وجود میں اتنی پرعظمت اور بے مثال زندگانی کون گذار سکتا ہے اور اس سے
بہتر اور بلند وبالا کرامتیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو نہیں عطا فرمائی ہیں۔ **مقام صمدیت کا مطلب:**
بعض صوفیاء جیسے صوفی علاء الدولہ سمنانی اپنی تصنیفات میں تحریر کرتے ہیں کہ جب عارف باللہ
مقام صمدیت پر فائز ہوتا ہے تو اس حالت میں کھانے پینے کا محتاج نہیں ہوتا اور مخدومی حضرت شیخ
عبدالرحمٰن قدوائی جو سو سال کی عمر رکھتے تھے عارف باللہ سالک اور لذت عرفان سے آشنا تھے اور
سلسلۂ شاہ مدار قدس سرہٗ سے بھی خرقۂ خلافت یافتہ تھے اس سلسلے کے بزرگوں سے اعتبار وتواتر
کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رازدار مرید نے آپ (حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ) سے
پوچھا کہ آپ کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس نے زندگی پائی بغیر
کھانے کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے لیکن کوئی طعام ملکوتی کھاتا ہے اور کوئی طعام ناسوتی کھاتا ہے اسی
وجہ سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابۂ کرام

را از صوم وصال منع می فرمود قال النبی علیه السلام انالست کاحدابیت
عند ربی وهو یطعمنی ویسقینی یعنی من نیستم ہمچوں یکے از شما شب می کنم نزد
پروردگار خود او طعام دہد مرا و آب دہد پس دریں صورت می تواند بود کہ حضرت شاہ مدار
نیز بطریق وراثہ ایں نعمت خاص بہ سبب وسیلہ حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ علیہ یافتہ
باشد وبمثل عیسیٰ علیہ السلام تا باقی عمر ہمدرداں مقام متمکن گشتہ چہ عیسیٰ علیہ السلام بے
طعام ودنیا زندگی دارد ونعمت ملکوتی غذا می کند تا آنکہ وعدہ است وحضرت آدم صلوٰۃ اللہ
علیہ مدت پانصد سال در بہشت بود باں نعمت لطیف زندگانی نمود اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ فرزند
خلف او را ہم مفاخرہ بخشد چہ عجب کما قال النبی صلی الله علیه وسلم العلماء
ورثة الانبیاء یعنی علمائے ربانی وارث نعمت انبیاء اند صلوٰۃ اللہ علیہ وحضرت قادر مطلق
شاہ مدار را جمال باکمال عطا فرمودہ بود وجذبۂ حقیقی چناں بروے مبارکش جلوہ گر گشتہ
کہ ہیچ کس تاب ندیدن داشت بازمی داشت وطریق مشرب آنحضرت عزلت ونزداد
کم نامی بود وبا اہل عالم اصلاً آمیزش نمی گرددواز اسباب ظہور وشہرت عام استغناء تمام
داشت بنابرآں بہ جہت ستر جمال ولایت خود برقعہ سیاہ می پوشیدہ حسن صوری ومعنوی
خود را از نظر عوام مخفی می داشت وبایں ہمہ ستر خورشید ولایت او در نظر ارباب صدق وصفا
ہویدا وروشن تر بودہ است وآں برقعہ برروی مبارک آنحضرت مانند پیراہن شمع می نمود
کہ طالبان ومریدان گرد برگرد آں شمع ولایت پروانہ وار خود را نثاری کردند وفیضہا می
بودند حضرت قاضی محمود کنتوری از غایت سوز عشق آں یگانہ آفاق چند قصائد گفتہ است
از انجملہ یک بیت ایں است

شمع رخ شہ مدار باز دیدیم باز　　مرغ چوں بسمل شدم تپیدم باز

وعلیٰ ہذا القیاس اکثر مریدان پاک اعتقاد حضرت شاہ مدار در مشاہدۂ جمال ولایت او
مستغرق وفانی گشتہ بود کہ از مستی بادۂ توحید خبر کون ومکاں نداشتند چنانچہ

کوصوم وصال سے منع فرمایا۔ حدیث: حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انا لست کاحدکم ابیت عندربی وھویطعمنی ویسقنی یعنی میں تم میں کسی ایک کی طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے قریب یس رات گذارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے پس ہوسکتا ہے کہ اس صورت میں حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ بھی بطور وراثت حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اس نعمت خاص سے مالامال ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بقیہ عمر تک اس مرتبے پر فائز ہوں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر دنیاوی غذا کے زندہ ہیں اور نعمت ملکوتی سے غذا حاصل کرتے ہیں جب تک کے لئے وعدہ ہے اور حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ پانچ سو سال تک جنت میں رہے اور اسی نعمت لطیف سے زندگی گذارتے تھے اگر اللہ تعالیٰ ان کے صالح فرزند کو بھی یہ سعادت بخشے تو کیا تعجب ہے؟ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی علماء ربانی نعمت انبیاء کے وارث ہیں صلوٰۃ اللہ علیہم۔ اور اللہ قادر مطلق حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو جمال باکمال عطا فرمایا تھا اور جذبۂ حقیقی ان کے روئے مبارک میں اس طرح جلوہ گر فرمایا کہ کوئی شخص دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا اور جو دیکھتا بے اختیار و بے خود ہو کر اپنا سر نیاز جھکا کر مغلوب الحال ہوجاتا اور دنیا ومافیہا کے تمام کاروبار سے رک جاتا اور آنحضرت کے مشرب کے طور طریقے پر تنہائی وتجرید اختیار کرلیتا اور دنیا والوں سے بالکل میل ملاپ نہیں رکھتا اور اسباب ظہور وشہرت عام سے بھی کلی طور پر بے نیاز ہوجاتا اسی وجہ سے اپنے جمال ولایت کو عوام کی نظروں سے چھپانے کے لئے کالا نقاب پہنتے اور اپنی ظاہری وباطنی خوبیوں کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اس درجہ چھپانے کے باوجود ان کا خورشید ولایت ارباب صدق وصفا کی نظروں میں بہت زیادہ روشن وتابناک رہا ہے اور وہ نقاب آنحضرت کے روئے مبارک پر پیراہن شمع کی طرح ہوتا تھا اور عشاق ومریدین اس شمع ولایت کے آس پاس اپنے آپ کو پروانہ وار نثار کرتے اور فیوض حاصل کرتے تھے۔ حضرت قاضی محمود کنتوری علیہ الرحمہ اس فرید دہر کے سوز عشق میں تپ کر چند قصیدہ لکھے ہیں جن میں سے ایک شعر یہ ہے.....ع:۔ حضرت مدار پاک کے چہرۂ نور کو ہم بار بار دیکھیں گے مرغ کی طرح بسمل ہو کر بار بار تڑپیں گے اور اسی طرح حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے اکثر مریدان پاک اعتقاد ان کے جمال ولایت کے مشاہدے میں اس طرح محو مستغرق ہوجاتے تھے کہ مشرب توحید کی مستی میں کون ومکاں سے بے خبر ہوجاتے

یکے ازاں قوم گفتہ است:

من مست خراباتم کانجا قدح ومئے نہ　　صد سوز سماع آنجا لیکن زدف ونے نہ

باز آمدم بر سر مطلب آں وقت کہ حضرت شاہ مدار در شہر کالپی تشریف آورد وسلطنت کالپی ودیار آں در تصرف قادر شاہ بن سلطان محمود یکے از نبائر فیروز شاہ بادشاہ دہلی بودہ است وکوس مشیخیت ومقتدائے مخدوم شیخ سراج الدین سوختہ می نواخت وتصرف قوی داشت وقادر شاہ باتوابع خود مرید صادق الاعتقاد شیخ سراج الدین بود وازاں جہت بخدمت حضرت شاہ مدار چنداں توجہ نداشت وبہ تغافل می گزرانید ولیکن چوں صیت کمالات وخارق عادات شاہ مدار در تمام ہندوستان فرا رسید وآفتاب ولایت او بر ہمہ خلق تاباں گردید لاچار قادر شاہ نیز بجہت دریافت سعادت ملازمتش بیقرار شد در جائیکہ حضرت شاہ مدار بود آنجا رسید خادمان حضرت شاہ مدار گفتند بالفعل وقت ملاقات نیست وبما حکم نیست کہ دریں وقت خبر شاہ بکنیم ظاہراً آنحضرت دراں وقت با درویشے صاحب دل خلوت داشت بعض اہل نفاق از سر تعصب وحسد بقادر شاہ رسانیدند کہ یک جوگی آمدہ است شاہ مدار باوے صحبت دارد قادر شاہ از آمدن خود خجالت گرفتہ ورنجیدہ گشتہ بخادمان شاہ مدار گفت بمخدوم خود بگوید کہ در شہر ما نہ باشد وخود برگشتہ بدار السلطنت برفت چوں ایں مقدمہ بخدمت شاہ مدار رسید در ساعت برآمدہ وازآب جوں گذشتہ آں تشریف برد وخادمے را فرمود کہ سہ روز منتظر باش وخبر او بیار پس بمجرد رواں شدن حضرت شاہ مدار آبلہ بر تمام اعضائے اندام قادر شاہ پدید آمدند واز حرارت آبلہ بے طاقت ومضطرب گشتہ پیش پیر خود شیخ سراج الدین سوختہ رفت شیخ مشار الیہ پیراہن خود را بقادر شاہ داد وبعد از پوشیدن آں بحال خود باز آمد واثرے از آبلہ وحرارت نماند خادم حضرت شاہ مدار رسید چوں دید کہ او پناہ بہ شیخ سراج الدین سوختہ بردہ از آنجا

انہیں پاکباز مریدوں میں سے کسی ایک نے کہا ہے کہ.....ع: میں مست میکدہ ہوں جبکہ وہاں شراب وساغر نہیں ہے۔ سیکڑوں سماع کی لذت بغیر ساز وآواز کے ہے۔ **شیخ سراج الدین سوختہ ہوگئے:** پھر بیان مقصود پہ آیا جس وقت حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ شہر کالپی میں تشریف لائے سلطنت کالپی اور دیار کالپی قادر شاہ سلطان محمود شاہ کے زیر نگیں تھے قادر شاہ فیروز شاہ بادشاہ دہلی کی اولاد میں سے ایک تھا اور مخدوم شیخ سراج الدین سوختہ کی پیری و پیشوائی کا ڈنکا بجاتا تھا اور بہت صاحب اختیار تھا اور قادر شاہ اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ شیخ سراج الدین موصوف کا مرید صادق الاعتقاد تھا اس وجہ سے اس نے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی بارگاہ میں کچھ خاص توجہ نہیں دی اور غفلت کا شکار رہا لیکن جب حضرت زندہ شاہ مدار کی کرامات وکمالات کا شہرہ پورے ہندوستان میں ہوا اور ان کا آفتاب ولایت پوری مخلوقات پر چمکا تو مجبوراً قادر شاہ بھی حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہوا اور جہاں حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ جلوہ فرماتے پہنچا حضرت زندہ ولی کے خدام نے کہا کہ ابھی ملاقات کا وقت نہیں ہے اور ہمیں اجازت نہیں کہ ہم آپ کے آنے کی خبر کریں ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت مدار پاک ایک صاحب دل فقیر کے ساتھ تنہائی میں محو گفتگو ہیں۔ بعض منافقین نے تعصب وحسد کی وجہ سے قادر شاہ کو پیغام پہنچایا کہ ایک جوگی آیا ہے شاہ مدار قدس سرہٗ اسی کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ قادر شاہ اپنی آمد پر شرمندہ وناراض ہوکر حضرت کے خادموں سے کہا کہ اپنے مخدوم سے کہو کہ ہمارے شہر میں نہ رہیں اور خود دار السلطنت واپس آگیا۔ جب یہ مقدمہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہونچا تو تھوڑی دیر کے بعد حجرہ سے تشریف لائے اور دریائے جمنا کو پار کرکے دوسری طرف چلے گئے اور ایک خادم کو حکم دیا کہ تین روز ٹھہرا رہے اور اس کی خبر لائے پس حضرت قطب المدار قدس سرہٗ کے فقط تشریف لے جانے کی وجہ سے قادر شاہ کے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے اور آبلے کی جلن سے بیتاب وبیقرار ہوکر اپنے پیر سراج الدین سوختہ کے پاس گیا شیخ موصوف نے اپنا کرتا قادر شاہ کو عطا کیا اسے پہننے کے بعد اپنی حالت پہ آگیا اور آبلے کی گرمی اور کوئی اثر باقی نہ رہا۔ حضرت شاہ مدار کا خادم جب اس جگہ گیا اور دیکھا کہ وہ سراج الدین سوختہ کی پناہ لئے ہے وہاں سے

آب جون گذشتہ خبر بہ شاہ مدار رسانید از راہ غیرت بلسان ترجمان الٰہی او گذشت کہ سراج چرا نسوخت بمجرد گفتن ویں کلمہ آبلہ بر اعضائے شیخ سراج الدین سوختہ ظاہر شدند واز حرارت آں سوختن گرفت تا آنکہ جان بملک الموت سپرد وخود را فدائے قادر شاہ کرد پس از آں روز اورا شیخ سراج الدین سوختہ گویند وجہ تسمیہ سوختہ ایں است کہ گذشت ومرقد او در شہر کالپی مشہور است بعد ازاں در سلطنت قادر شاہ نیز فتور عظیم و حادثہ پیش آمد کہ از طرف جونپور سلطان ابراہیم شرقی بہ جہت تسخیر کالپی لشکر کشید واز اں طرف سلطان ہوشنگ بادشاہ ولایت مالوہ با عساکر بے قیاس در رسید قادر شاہ آوارہ گشت وشہر کالپی با توابع بے منازعت بتصرف سلطان ہوشنگ در آمد سکہ وخطبہ بنام خود جاری ساخت وسلطان ابراہیم شرقی از براہ گشتہ بجونپور رفت چنانچہ در تاریخ ہند ہم ایں مقدمہ مندرج است۔

پروانہ ازاں سوخت کہ با شمع در افتاد　　　با سوختگاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

بعد ازاں حضرت شاہ مدار سیر کناں در قنوج رسید جمیع مردم خاص وعام از کمال نیازمندی روی بخدمت آنحضرت آوردہ منقاد ومعتقد شدند وحضرت مخدوم شیخ اخی جمشید قدوائی خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری کہ در موضع راجگیر متصل قنوج سکونت داشت ازیگانگی واخلاص پیش آمد میان ہردو بزرگ صحبت مصفاروی وارد ولیکن آنحضرت گرد وپیش قنوج در تفحص آں جائے می بود کہ حضرت خواجۂ بزرگ معین الحق والدین چشتی اورا در باطن نمودہ بود بعد از چند روز آں مکان مبارک لائق مسکن اولیاء اللہ بہ نظر دوربین حضرت شاہ مدار در آمد وبر لب آب ایسن رحل اقامت انداخت وآں مکان عالی قدر موسوم بہ مکن پور گردید پس ترتیب عمارت درویشانہ فرمود بعض مریدان صادق الاخلاص را بر سر آں کار گذاشتہ خود متوجہ بسیر جونپور گردید دراں اثنا قاضی شہاب الدین قدوائی کہ از قوم بنی اسرائیل بود در شباب بہ نہایت جمال حسن آراستہ، طلب حق از خانہ بر آمدہ در جستجوئے مرشدے گشت از اتفاقات حسنہ بشرف سعادت ملازمت حضرت

دریائے جمنا پار کر کے حضرت قطب المدار قدس سرہٗ کی خدمت میں خبر پہونچائی تو از راہ غیرت ان کی زبان ترجمان سے نکل گیا کہ سراج کیوں نہیں جل گیا فقط اتنا کہہ دینے سے شیخ سراج الدین سوختہ کے اعضاء پر آبلے ظاہر ہونے لگے اور ان کی گرمی سے جلنے لگے یہاں تک کہ جان ملک الموت کے حوالے کردی اور خود کو قادر شاہ پر قربان کر دیا پس اسی دن سے انہیں شیخ سراج الدین سوختہ کہتے ہیں اور سوختہ نام پڑنے کی وجہ یہی ہے جو بیان ہوگئی ان کا مزار کالپی شہر میں مشہور ہے۔ **عتاب مدار سے قادر شاہ کا زوال:** اس کے بعد قادر شاہ کی سلطنت میں بھی بہت بڑا فتور اور سخت زوال آیا کہ جونپور کی طرف سے سلطان ابراہیم شرقی نے کالپی فتح کرنے کے لئے لشکر کشی کی اور سلطان ہوشنگ آباد کی جانب سے ولایت مالوہ کے حاکم بے پناہ لشکر لے کر پہونچے قادر شاہ بھاگ گیا اور شہر کالپی اپنی تابع حکومتوں کے ساتھ بغیر جنگ کے سلطان ہوشنگ آباد کے قبضہ میں آگیا اور اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کر دیا سلطان ابراہیم شرقی راستے سے واپس ہو کر جونپور چلے گئے چنانچہ تاریخ ہند میں بھی یہ مقدمہ مذکور ہے۔ ع: پروانہ اس لئے جلا کہ وہ شمع سے ٹکرا گیا ☆ اور جو جلے ہوؤں پر آفت آئی وہ آئی۔ **قطب المدار جوار مکن پور شریف میں:** اس کے بعد حضرت سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ سیر فرماتے ہوئے شہر قنوج پہونچے تمام خاص و عام لوگ بے پناہ عقیدت و نیاز مندی کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمانبردار و معتقد ہوئے اور حضرت مخدوم شیخ اخی جمشید قدوائی خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری جو قنوج سے متصل موضع راجگیر میں سکونت پذیر تھے بڑے خلوص و اپنائیت کے ساتھ حاضر ہوئے دونوں بزرگوں کے درمیان بڑی پاکیزہ صحبت کا ظہور ہوا لیکن آنحضرت قنوج کے گردو پیش اس جگہ کی تلاش میں تھے کہ جس کی نشاندہی حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی نے انہیں باطن میں کرائی تھی چند دنوں کے بعد وہ مکان مبارک مسکن اولیاء اللہ کے لائق حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی نظر دور بیں میں دکھائی دیا اور دریائے ایسن کے کنارے آپ نے رہائشی ساز و سامان اتارا وہ عظیم المرتبت جگہ مکن پور کے نام سے موسوم ہوئی پھر آپ نے درویشانہ عمارتیں بنوانے کا حکم دیا اور بعض مریدین صادق الاعتقاد کو اس خدمت پر مامور کر کے سیر جونپور کے لئے روانہ ہوئے اسی درمیان قاضی شہاب الدین قدوائی جو قوم بنی اسرائیل سے تھے اور عالم شباب میں حسن و جمال سے خوب آراستہ تھے طلب حق میں گھر سے نکلے اور کسی مرشد کی تلاش میں گھوم رہے تھے کہ حسن اتفاق سے حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی خدمت کی سعادت

آورد و دریں سفر جونپور رفیق شد و دائم بخدمت حضور آنحضرت سرگرم بودہ و ہر وقت کسب کمالات صوری و معنوی می نمود و در نظر فیض بخش آنحضرت مخصوص بود کہ دیگراں مریداں شاید آں قربت نداشتند و محبوب ترین مریدان آنحضرت بودہ است بہر کیف چوں آنحضرت قریب لکھنؤ رسید روے مبارک بجانب مریدان خاص آوردہ فرمود کہ ازیں شہر بوئے حسد می آید من درمیان ایں شہر نمی روم پس بیرون لکھنؤ در مقابر فرود آمد حاجی الحرمین مخدوم شیخ قیام الدین دراں ایام بر مسند مشیخیت و اقتدائے در شہر سکونت داشت چوں جمیع اہل شہر براہ نیاز مندی آمدہ سعادت ملازمت حضرت شاہ مدار حاصل نمودند مخدوم شیخ قیام الدین را نیز مقتضائے وقت چنیں روے داد کہ یک مجلس باید دید پس با جمع از مریدان خود بخدمتش رسیدہ ملاقات نمود اما چوں کہ اخلاص در باطن او نبود حضرت شاہ مدار بہ اعزاز و احترام او چنداں متوجہ نہ گشت بعد از ساعتے نظر مخدوم شیخ قیام الدین بر قاضی شہاب افتاد دید کہ جوانے صاحب جمال بازیور حسن آراستہ در پس سر آنحضرت استاد باادب تمام مگس رانی می کند گفت ایں جوان ہم ظاہراً بہ طلب حق خدمت می کند شاہ مدار را ایں ادائے بے معنی خوش نیامد فرمود ہر کس پیش فقرا می آید موافق نیت و اخلاص خود نتیجہ می یابد اصل کار موقوف بر نیت و اخلاص است، آں چناں بر ہر کس ظاہر خواہد شد پس مخدوم شیخ قیام الدین صورت مجلس برنگ دیگر دریافتہ متحیر و منفعل برخاست و رخصت شدہ بخانہ خود رفت و در چند روز وفات یافت در شہر لکھنؤ مدفون گشت بعدہ حضرت شاہ مدار مسافت راہ طے کردہ در شہر جونپور تشریف برد چوں صحبت کالپی پیش از تشریف بردن آنحضرت بہ سلطان ابراہیم شرقی رسیدہ بود بمجرد شنیدن خبر آنحضرت بکمال نیاز مندی با جمیع اعیان سلطنت آمدہ ملازمت نمود مشمول عنایت و التفات آنحضرت گردید بعد ازاں جمیع اہل شہر سعادت خدمتش دریافتند مگر قاضی شہاب الدین ملک العلماء با موافقاں و متابعاں خود بدیدن آنحضرت نیامد و میان عداوت بر بستہ در خانہ خود ہم در مجلس سلطان ابراہیم چیزہائے دواز کار مذکور می نمود اما سلطان ابراہیم اصلاً متوجہ نمی شد ازاں جہت نہایت حیران و منفعل می بود از کثرت ظہور خارق عادات و کرامات دست ہیچ منافق و مدعی بجانب آفتاب ولایت حضرت شاہ مدار دراز نمی گشت و در ہر شہر و قصبہ کہ آنحضرت تشریف می برد علمائے ظاہر ہمیں قسم صحبت ناملائم پیش می آمد کہ نہایت استغراق در وحدت وجود داشت مشرب صلح کل را منظور داشتہ ملتفت نمی شدہ آنجماعت خود بخود آخر خجالت می کشیدند صاحب رسالہ ایمان محمودی می گوید کہ سبب مخالفت علمائے ظاہر بہ حضرت شاہ مدار آن بود کہ او

سے مشرف ہوئے اور اس سفر جونپور میں ہمسفر ہو گئے ہمیشہ آنحضرت کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے اور ہر وقت کمالات ظاہری و باطنی حاصل کرتے رہتے اور آنحضرت کی نظر فیض بخش میں اتنے مخصوص تھے کہ دوسرے مریدین اتنی قربت نہیں رکھتے تھے وہ آنحضرت کے محبوب ترین مرید تھے۔ زندہ شاہ مدار لکھنؤ میں: بہر حال جب حضرت قطب الکونین شہر لکھنؤ کے قریب پہنچے تو خاص مریدوں کی طرف چہرۂ مبارک کر کے ارشاد فرمایا کہ اس شہر سے حسد کی بو آتی ہے میں اس شہر میں نہیں جاؤنگا پس لکھنؤ کے باہر قبرستان میں ٹھہر گئے ان دنوں حاجی الحرمین مخدوم شیخ قیام الدین مسند رشد و ہدایت پر شہر میں قیام فرماتے تھے جب تمامی اہل شہر نے عقیدت کے ساتھ آ کر حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی صحبت کا فیض حاصل کیا شیخ قیام الدین کو بھی مقتضائے وقت کے مطابق ایسا خیال آیا کہ ایک مجلس دیکھنی چاہئے پس اپنے تمام مریدوں کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ کر شرف ملاقات حاصل کیا لیکن ان کے دل میں خلوص نہیں تھا۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ نے ان کے اعزاز و احترام میں کوئی خاص توجہ نہیں دی تھوڑی دیر کے بعد شیخ قیام الدین کی نظر قاضی شہاب الدین پر پڑی دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان زیور حسن و جمال سے مالا مال حضرت کے سرہانے مکمل ادب و احترام کے ساتھ پنکھا جھل رہا ہے۔ شیخ قیام الدین نے کہا کہ یہ جوان بھی بظاہر طلب حق کے لئے خدمت کر رہا ہے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کو یہ بے مطلب کی بات پسند نہیں آئی فرمایا کہ جو شخص فقیروں کی بارگاہ میں آتا ہے اپنی نیت و خلوص کے موافق پھل پاتا ہے اصل مقصد نیت و اخلاص پر موقوف ہوتا ہے جیسا کہ ہر شخص پر ظاہر ہوگا پس مخدوم شیخ قیام الدین مجلس کا رنگ ڈھنگ دگرگوں پا کر متحیر و نادم ہو کر اٹھے رخصت ہو کر اپنے گھر چلے آئے اور چند روز میں انتقال کر گئے اور شہر لکھنؤ میں دفن کئے گئے۔ مدار پاک جونپور میں: اس کے بعد حضرت قطب اعظم رضی اللہ عنہ منزل طے فرماتے ہوئے شہر جونپور تشریف لائے۔ چونکہ کالپی کا حال حضرت کی تشریف آوری سے پہلے سلطان ابراہیم شرقی کو پہنچ گیا تھا فقط حضرت کے پہنچنے کی خبر سن کر کمال نیاز مندی سے تمامی ارکان سلطنت کے ساتھ حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور آنحضرت کی عنایات و التفات کا حامل ہوا اس کے بعد تمام شہری ان کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہوئے مگر ملک العلماء قاضی شہاب الدین اپنے متبعین و موافقین کے ساتھ حضرت کی زیارت کے لئے نہیں آئے اور دشمنی پر کمر بستہ ہوئے انہیں اپنے گھر میں اور سلطان ابراہیم کی مجلس میں عداوت و دشمنی کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں رہا لیکن سلطان ابراہیم شرقی بالکل توجہ نہیں دیتے تھے اس وجہ سے قاضی صاحب بہت حیران و پریشان رہتے اور کثرت کے ساتھ خوارق عادات و کرامات کے ظہور کی وجہ سے کسی منافق و مدعی کا ہاتھ آفتاب ولایت حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں بڑھتا تھا اور جس شہر و قصبے میں تشریف لے جاتے علمائے ظاہر کے ساتھ اسی قسم کی نو موافق ملاقات پیش آتی چونکہ آپ وحدت وجود میں نہایت استغراق رکھتے تھے ہر ایک سے مصالحت کے طور طریقے کو پسند کرتے ہوئے توجہ نہیں دیتے تھے آخر کار وہ جماعت خود بخود شرمندہ ہو جاتی تھی۔ علمائے ظاہر کا مدار پاک سے اختلاف کا سبب: صاحب رسالۂ ایمان محمودی کہتے ہیں کہ علمائے ظاہر کا حضرت زندہ شاہ مدار سے مخالفت کا سبب یہ تھا کہ وہ

علم دینی و معارف یقینی از روحانیت پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اخذ نمودہ بود و کتب آسمانی بخدمت امام مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ عنہ خواندہ و از اختلاف مذاہب گذشتہ و بمشرب حق رسیدو ایں علماء پیش او طفل مکتب بودند و او قدم بقدم حضرت رسالت پناہ و ائمہ اہل بیت عمل می نمودند و بعضے اطوارے او کہ موافق رائے و قیاس مجتہدین نبودند ازاں جہت علمائے ظاہر نا فہمیدہ بحث می کردند با وجود ایں مقدمہ بر تمام اہل عالم ظاہر است کہ در وقت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاً اختلاف مذاہب نبود و مدت سی سال کہ ایام خلافت برحق موافق حدیث آنحضرت علیہ السلام مقرر شدہ بود کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ من بعدی ثلاثون سنۃ یعنی خلافت بعد از من تا سی سال است پس تا مدت بست و نہ سال و شش ماہ خلفائے راشدین بر مسند خلافت صوری و معنوی متمکن بودند و ششماہ دیگر کہ تتمۂ آں ماندہ بود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حقوق آں امر کما حقہ بجا آوردہ خود را فارغ ساخت و حکومت دنیا با اہل آں گذاشتہ ایام خلافت انصرام رسانید پس در مدت سی سال مذکور نیز ہرگز اختلاف مذاہب در قول و فعل حضرت رسالت پناہی علیہ السلام پدید نیامد بعد از انکہ ایام خلافت تمام شد و امر حکومت اہل اسلام بر بنی امیہ رسید و بعدہٗ بر بنی عباس تفویض گشت و ازاں قوم حکام خود رای پیدا شدند و علماء را متابعت آنہا ضرور شد و بعضے علمائے دین مثل ابو حنیفہ و احمد حنبل کہ از کمال دیانت و ثقاوت متابعت و علماء را متابعت امر آنہا نکردند در حبس بیدادی و ظلم ہلاک گشتند بنا براں لاچار در اکثر امور دین اختلاف پیدا شد و بعضے مقدمات موافق رائے و اجتہاد و مجتہدین قرار گرفتند پس در ہر جا در ہر عہد مذہب جدید پدید آمد و علمائے دین مقرر نمودند کہ ہر کس از مذہب مجتہد خود انکار نماید و یا ازاں مذہب انتقال کند کافر گردد

یعنی حضرت مدار قدس سرہٗ نے علم دینی و معارف یقینی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی پاک روحوں سے حاصل کیا اور کتب آسمانی حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ عنہما سے پڑھی تھیں اور اختلاف مذہب سے آگے بڑھ کر مشرب حق کو پہنچے ہوئے تھے۔ یہ علماء ان کے سامنے طفل مکتب تھے اور وہ بالکل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وائمہ اہل بیت کے نقش قدم پر چلتے تھے اور آپ کے بعض طور طریقے مجتہدین کی رائے قیاس کے موافق نہیں تھے اسی وجہ سے ناسمجھ علمائے ظاہر بحث کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ تمام دنیا والوں پر ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بالکل اختلاف مذاہب نہیں تھا اور تیس سال کی مدت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے موافق خلافت برحق کے لئے مقرر ہوئی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الخلافة من بعدی ثلاثون سنة یعنی خلافت میرے بعد تیس سال تک ہے پس انتیس سال چھ مہینے تک مسند خلافت ظاہری و باطنی پر خلفائے راشدین متمکن رہے اور دوسرے چھ ماہ جس کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مکمل فرمایا ہے اس معاملے کے تمام حقوق کو کماحقہٗ کر کے خود دست بردار ہو گئے اور حکومت دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دی اس طرح ایام خلافت پورے ہوئے پس تیس کی مدت مذکور میں بھی ہرگز اختلاف مذاہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں ظاہر نہیں ہوا اور جب ایام خلافت پورے ہوئے تو اہل اسلام کی حکومت کی ذمہ داری بنی امیہ کی ہوئی۔ اس کے بعد یہ حکومت بنی عباس کے سپرد کی گئی اور اس قوم سے باشعور حکام پیدا ہوئے جن کی فرمانبرداری علماء کے لئے ضروری ہوئی اور بعض علمائے دین مثل امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل نے کمال دیانت و تقویٰ کی وجہ سے ان احکام کی پیروی نہیں کی اور ظالموں کے قید میں ظلماً شہید کئے گئے اسی وجہ سے مجبوراً دین کے امور میں اختلاف پیدا ہوا اور بعض مقدمات مجتہدین کی رائے و قیاس کے موافق قرار پائے پس ہر جگہ اور ہر دور میں ایک نیا مذہب وجود میں آیا اور علمائے دین نے واضح کر دیا کہ جو اپنے مجتہد کے مذہب سے انکار کرے یا اس سے پھر جائے کافر ہو جائے گا۔

(نوٹ:- یہ عقیدہ صرف عبدالرحمٰن چشتی کا ہو سکتا ہے شریعت کا یہ حکم نہیں ہے)

چنانچہ ایں امر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را پیشتر از علم الٰہی مکشوف شدہ بود و باصحاب محرم راز خود فرمودہ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقة فالنا جیة منها واحدة یعنی زود باشد کہ امت من متفرق شود ہفتاد و چند گروہ ناجیہ یک گروہ باشد ازاں جہت ہر یک گروہ گمان بردہ اند کہ فرقۂ ناجیہ مائیم پس سالہائے بسیار گذشتند کہ جمیع علماء ہر مذہب موافق اقوال مجتہدین عمل می نمودند و بہ آں طریق عادت گرفتہ بودند بعد از ہفت صد و چند سال حضرت شاہ مدار آں سلوک طبقۂ اولیٰ کہ معمول مصاحبان و متابعان خاص حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بود از غایت صدق و راستی و درستی آں طریق آشکارا ساخت کہ اہل عالم را مشرب صراط مستقیم ہدایت بخشید ازاں جہت علمائے ظاہر ورزیدہ ہر جا بعداوت او برخاستند و از غلبۂ تعصب بعضے علماء حضرت شاہ مدار را متہم بہ الحادی کردند و بعضے منسوب بہ رفض می نمودند و بعضے بمہدویت و کفر نسبت می کردند علی ہذا القیاس ہر کس موافق حوصلۂ خود تہمت می کرد سر بر سنگ زدہ آخر انفعال می کشید ہم چنیں در وقت ظہور حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ نیز علمائے ہر مذہب با امام برحق مخالفت و منازعت خواہند نمود چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب فتوحات مکی فی باب سی صد و شصت و ششم نوشتہ است کہ بعد از خروج حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ عنہما ظاہر می شود دین بر طریقے کہ بود بر آں در نفس الامر تا حدی کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بودے ہر آئینہ چنداں حکم نہ کردے پس دراں وقت باقی نمی ماند مگر دین خالص از برائے اہل قیاس و مخالف می باشد آں دین درا کثر احکام از مذہب علمائے مجتہدین پس تعصب می ورزند علمائے ظاہر از امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ

چنانچہ یہ مسئلہ بہت پہلے ہی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم الٰہی سے معلوم ہو گیا تھا اور محرم راز صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقۃ فالناجیۃ منہا واحدۃ یعنی عنقریب میری امت ستر اور تہتر کچھ اوپر گروہ میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ نجات پانے والا ہوگا اسی وجہ سے ہر ایک گروہ نے اپنے بارے میں گمان کیا ہے کہ فرقۂ ناجیہ وہ ہیں بس بہت سال ہوئے کہ مذہب کے تمام علماء اقوال مجتہدین کے موافق عمل کرتے ہیں اور اسی طور طریقے کے عادی ہو گئے ہیں۔ سات سو اور کچھ سال کے بعد حضرت شاہ مدار اس طبقۂ اولیٰ کے طریقے کو جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص متبعین واصحاب کا تھا پوری صداقت و دیانت و درستگی کے ساتھ ظاہر فرمایا اور چاہا کہ دنیا والوں کو مشرب صراط مستقیم کی رہنمائی کریں اسی وجہ سے علمائے ظاہر تعصب و عناد اپناتے ہوئے ہر مقام پہ ان کی عداوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور بعض علماء غلبۂ تعصب کی وجہ سے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کو الحاد و بے دینی سے متہم کرتے ہیں اور بعض رفض سے منسوب کرتے ہیں اور بعض مہدویت و کفر سے منسوب کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر شخص اپنے حوصلے کے مطابق تہمت لگاتا ہے اور پتھر سے سر ٹکرا کر آخرکار شرمندہ ہوتا ہے اسی طرح حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے وقت بھی ہر مذہب کے علماء امام برحق سے مخالفت و منازعت کریں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے کتاب فتوحات مکیہ کے تین سو چھیاسٹھویں باب میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام محمد مہدی ابن حسن عسکری رضی اللہ عنہما کے ظاہر ہونے کے بعد دین اس طریقے پر ظاہر ہوگا کہ جس پر تھا نفس الامر میں یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باحیات ہوتے تو کسی حال میں ایسا حکم نہ نافذ فرماتے پس اس دور میں باقی نہیں رہے گا مگر دین خالص اہل قیاس و مخالف کے لئے اکثر احکام میں وہ دین علمائے مجتہدین کے مذہب پر ہوتا ہے پس تعصب برتیں گے علماء حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ سے

وگماں می برند کہ اللہ تعالیٰ پیدا نمی کند بعد از اماماں ما مجتہدے دیگر را دریں محل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ سخناں بسیار نوشتہ است و من مختصر می گذارم و صاحب ترجمۃ العوارف در فصل اول چنیں نوشتہ است کہ در روزگار صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت آثار وحی و پرتو انوار نبوت نفوس امت از ظلمت رسوم عادات متخلع گشتہ بود و قلوب از لوث طبیعت و شائبہ ہوا طہارت یافتہ لاجرم عقائد ایشاں از اختلاف معرّیٰ بود و دلہا از بیماری ہوا سلیم و مبرا ہمہ یک دل و یک رائے و یک زباں بودند بعد ازاں چوں آفتاب رسالت بہ حجاب غیب متواری و محتجب گشت مزاج قلوب از اعتدال و استقامت روئے بانحراف نہاد و بقدر انحراف اختلاف پدید آمد و شیطان را طریق تصرف در عقائد کشودہ شد و برحسب بعد از رسالت واحتجاب نور عصمت ہر روز ظلمات رغبات نفوس بد نیاز یادت می شد و اختلاف بیشتر پدید می آمد الیٰ یومنا ہٰذا۔ پس ہر کہ طالب عقیدۂ درست بود باید کہ بطبقۂ اول از صحابہ اقتداء کند و بآثار ایشاں افتقار نماید وایں معنیٰ از خصائص احوال صوفیا نست کہ دلہائے ایشاں بوجدان حلاوت محبت الٰہی از دنیا اعراض کلی نمودہ اند و عروق نزاع و خلاف ازاں بیک بارگی متفاصل شدہ و نظر رحمت و شفقت در عموم خلق نگریستند و از عذاب عداوت و مخالفت نجات یافتہ اند و بفرقۂ ناجیہ ملقب گشتند ایں بود بیان مشرب خاص صوفیاء اہل صفا کہ از متقدمین ارباب تصوف نقل کردہ شد پس حضرت شاہ مدار ہمانجا تشریف داشت کہ حضرت شیخ حسین معز بلخی مرید پاک اعتقاد و صاحب سر حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نیز از طرف بہار در جونپور رسید و سبب آمدن او آں بودہ است کہ کتاب عوارف المعارف بخدمت شیخ شرف الدین می خواند نصف کتاب خواندہ بود کہ وقت وفات مخدوم رونما گشت

اورگمان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ پیدانہیں فرمائے گا ہمارے اماموں کے بعد کسی دوسرے مجتہد کو اس مقام میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے بہت زیادہ کلام کیا ہے اور میں مختصر پہ اکتفا کرتا ہوں اور صاحب ترجمۃ العوارف کے فصل اول میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آثار وحی کی برکت اور انوار نبوت کے پرتو سے امت کے لوگ برے رسوم و عادات کی ظلمت سے پاک تھے اور قلوب طبیعت کی غلاظت اور خواہشات نفسانی کے شائبہ سے صاف ستھرے تھے تو یقیناً ان کے عقائد اختلاف کی ملاوٹ سے خالی تھے اور لوگوں کے دل خواہشات کی بیماری سے محفوظ وسلامت سب کے سب یک زبان ویک دل تھے اس کے بعد جب آفتاب رسالت حجاب غیب میں روپوش ومخفی ہو گیا دلوں کا مزاج اعتدال واستقامت سے منحرف اور انحراف کے مطابق اختلاف ظاہر ہونے لگا اور شیطان کے لئے عقائد میں تصرف کا دروازہ کھول دیا گیا اور رسالت ونور وعصمت کے چھپنے کے بعد ہر روز دنیا میں نفوس کے راغب ہونے کا اندھیرا بڑھتا گیا اور زیادہ سے زیادہ اختلاف کا ظہور ہوتا رہا ہمارے اس دن تک پس جو عقیدۂ درست کا طلبگار رہوا سے طبقۂ اول صحابۂ کرام کی اقتدا کرنی چاہئے اور انہیں کی نشانیوں کا محتاج رہنا چاہئے اور یہی مطلب ہے صوفیائے کرام کے خصائص احوال کا کہ ان کے دل محبت الٰہی کی مٹھاس پانے کی وجہ سے دنیا سے مکمل طور پر پرہیز کرتے ہیں اور اختلاف ونزاع کی گنجائش ان کی ذات سے یکبارگی علاحدہ ہو چکی ہے اور مخلوق میں نظر رحمت وشفقت اور عداوت ومخالفت کے درد سے چھٹکارا پاتے ہیں اور فرقۂ ناجیہ کے قلب سے مشہور ہیں یہ خاص صوفیائے اہل صفا کا مشرب بیان ہوا جو متقدمین ارباب تصوف سے نقل کیا گیا۔

حضرت حسین معز بلخی اور درس عوارف المعارف: پس شاہ مدار قدس سرہٗ اس مقام پر ٹھہر گئے حضرت شیخ حسین معز بلخی جو حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے رازدار اور مرید پاک اعتقاد ہیں بہار شریف سے چل کر جونپور پہونچے اور ان کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے مخدوم شیخ شرف الدین سے کتاب عوارف المعارف صرف آدھی ہی پڑھی تھی اور حضرت شیخ کی وفات کا وقت آ گیا۔

شیخ حسین نہایت مضطرب شد کہ عوارف تمام نکردم حضرت شیخ شرف الدین چشم باز کردہ بہ شیخ حسین گفت کہ خاطر جمع دار بعد از چند روز حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار عارف کامل در بلدۂ جونپور تشریف خواہد آورد باید کہ آں وقت تو آنجا رفتہ نصف کتاب عوارف پیش آں یگانۂ آفاق بخوانی کہ ترا برکات بیشتر حاصل خواہد شد بہر کیف چوں شیخ حسین بلخی بخدمت حضرت شاہ مدار رسید آنحضرت از کمال مہربانی برقعہ از روئے مبارک کشید شیخ حسین بمشاہدۂ جمال ولایت آنحضرت بے اختیار گشتہ سر بر زمین آورد وایں بیت بداہتاً خواند

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد　　　من ایں کہ دیدہ ام ذات مصور

حضرت شاہ مدار خوش وقت شدہ او را اسمندر توحید لقب عطا فرمود وپیش ازاں حضرت شیخ شرف الدین منیری او را نوشتہ توحید لقب دادہ بود پس او نصف کتاب عوارف بخدمت آنحضرت خواندہ مفاخرت ازل وابد حاصل نمود علمائے جونپور ایں مقدمہ را از خوارق عادات وکرامات آنحضرت کہ بر آنہا ظاہر شدہ بود برتر تصور نمودہ بے دست وپا شدند حضرت میر سید صدر جہاں کہ سید عالی نسب وجامع علوم ومفتی عہد سلطان ابراہیم شرقی بود بر کمال حال وصدق مقال حضرت شاہ مدار واقف شدہ بخدمت آنحضرت پیوست و مخلص ومعتقد گشت ومتابعان او نیز منقاد شدند بنا براں قاضی شہاب الدین ملک العلماء مضطرب گشتہ خواست کہ بطرزے راہ سخن بخدمت حضرت شاہ مدار پیدا سازد وباں وسیلہ سعادت ملازمت آں بے نظیر زمانہ حاصل نماید پس دو سوال بخدمت آنحضرت معروض داشت یکے آنکہ شنیدہ می شود کہ شما را بے واسطہ سعادت ملازمت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل شدہ است نہایت عجیب می نماید دوم آنکہ العلماء ورثۃ الانبیاء ہمیں علم است کہ ما خواندہ ایم ویا آں علم دیگر است حضرت شاہ مدار در جواب او مکتوبے نوشتہ است وآں مکتوب ایں است،،

‘‘**ھو الموجود**. برادرم قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی بداند کہ مکتوب آں برادر نبیرۂ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ ونظافتہ

شیخ حسین بہت متفکر ہوئے کہ عوارف المعارف پوری نہ پڑھ سکے حضرت شیخ شرف الدین نے آنکھیں کھول کر ارشاد فرمایا کہ شیخ حسین اطمینان رکھو چند دن کے بعد حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار بڑے عارف کامل شہر جونپور میں تشریف لائیں گے بہت مناسب ہے کہ تم اس وقت وہاں جا کر کتاب عوارف کا نصف آخر اس یکتائے جہانِ ہستی سے پڑھ لو تمہیں بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوں گے بہر حال جب شیخ حسین بلخی حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور مدار پاک نے کمال مہربانی سے نقاب روئے مبارک سے اٹھا دیا شیخ حسین آنحضرت کے جمال ولایت کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر سر زمین پر رکھ دیا اور بے ساختہ یہ شعر گنگنانے لگے۔

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد   من اینکہ دیدہ ام ذات مصور

یعنی کون کہتا ہے کہ حق تعالیٰ صورت اختیار نہیں فرماتا ہے میں نے ذات مصور کو دیکھا ہے۔ حضرت شاہ مدار نے خوش ہو کے انہیں سمندر توحید کا لقب عطا فرمایا اور ان سے پہلے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے انہیں نوشۂ توحید کا لقب دیا تھا پس انہوں نے آدھی کتاب عوارف حضور زندہ شاہ مدار سے پڑھ کر ازل و ابد کی سعادت حاصل کی، علمائے جونپور پر حضرت مدار پاک کے کمالات و کرامات اتنا غلبہ ہو گیا تھا کہ وہ اس سے آگے کچھ سوچنے سے عاجز تھے۔ حضرت میر صدر جہاں جو سید عالی نسب اور جامع علوم اور مفتی عہد سلطان ابراہیم شرقی تھے حضرت شاہ مدار کے صدق مقال و کمال حال پر آگاہ ہو کر حضور شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مخلص و معتقد ہو گئے اور ان کے متبعین بھی حضور مدار پاک کے ارادت مند ہو گئے۔ ملک العلماء بارگاہِ مدار میں: اسی بناء پر ملک العلماء قاضی شہاب الدین نے بے قرار ہو کر خواہش کی کہ کوئی بہانہ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کا بن جائے اور اسی وسیلہ سے اس بے مثال دوراں ولی کی صحبت کی سعادت حاصل کریں پھر انہوں نے حضور مدار پاک کی خدمت میں دو سوال لکھ کر بھیجے ایک یہ کہ سنا جاتا ہے کہ آپ کو بے واسطہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سعادت حاصل ہوئی ہے یہ بات بہت عجیب لگتی ہے دوسرے یہ کہ العلماء ورثة الانبیاء یہی علم ہے جسے ہم نے پڑھا ہے یا وہ کوئی دوسرا علم ہے۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا اور وہ مکتوب یہ ہے۔ مکتوب زندہ شاہ مدار: ھو الموجود برادرم قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو کہ آں برادر کے خط کو نبیرۂ سید المرسلین سید طاہر دام سیادتہ ونظافتہ

بریں درویش از خویش رسانید در کتاب آں برادر چنیں باز دیدہ شد کہ از بیشتر مردماں تسامع می شود کہ مخصوص ملاقات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ بحسب ظاہر شما را میسر بودہ است ایں معنیٰ سعادت روے بہ نماید و ہیچ یکے ایں در بستہ نمی کشاید کہ چگونہ بود۔ دیگر آنکہ العلماء ورثة الانبیاء ہمیں علوم است کہ ما تحصیل کردہ ایم یا آنکہ علم دیگر است ایں دو لطیفہ را بجواب حل گردانیدہ مرقوم فرمایند۔ اے برادر! عوام را ادائے دانستن اسرار خواص حضرت الوہیت بس مشکل است بدانکہ گوشہ نشینان خانقاہ عدم مردانند و بر مرکب نفخت فیه من روحی شہسوار اند کہ بندگاں را در اسرار شاہاں آنجا راہ نیست از بس کہ در مقام قرب اند و از سایۂ حدوث خویش دور اند جبرائیل علیہ السلام را بر کاب برداری نمی گیرند و میکائیل را بغاشیہ برداری نمی پزیرند بیک تگ از ہر دو عالم بیرون شدہ اند و بصحرائے الوہیت بعالم لامکاں کہ نا محدود و نا متناہی است جولانگری می نمایند و لیس۔ عند اللہ صباحا ولا مساء مقام دارند بعلم یمحو اللہ مایشاء و یثبت محو در محو اند بے نام و بے نشاں از جملہ خلائق دور اند حق تعالیٰ از غیرتے کہ دریں قوم است از مردماں محفوظ و مستور می دارد و مگر آنکہ او را می خواہد لہ مقالید السمٰوٰت والارض مراد و را است ایں درویش در بستہ بروے می کشاید و مامور بامر اللہ تعالیٰ و اللہ غالب علی امره پیش می آید و خویشتن را بکسوت بشریت بدو می نماید کہ بداں امر است حکایت دشت ارزن آں برادر شنیدہ باشد کہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ دو صد سال و کثیرے پیش از ولادت خود بامر حق تعالیٰ بدن مثالی گرفتہ سلمان فارسی را از پیش شیر خلاص ساختہ بود پس ارواح مقربان درگاہ الوہیت را پیش از وجود عنصری و در وجود عنصری و بعد از گذاشتن وجود عنصری تصرف یکساں می باشد

نے اس درویش کو خود ہی پہونچایا۔ آپ کے مکتوب میں اس طرح لکھا گیا ہے کہ اکثر حضرات سے سنا جاتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ کے ظاہری طور پر مخصوص ملاقات میسر ہوئی ہے یہ معنی سعادت درپیش ہے اور کوئی شخص اس راز سربستہ کو نہیں کھولتا ہے کہ ملاقات کیسے ہوئی ہے دوسرے یہ کہ العلماء ورثة الانبياء سے یہی علوم مراد ہیں جنہیں ہم نے حاصل کیا یا کوئی دوسرا علم مراد ہے ان دونوں لطیفوں کا حل فرما کے تحریر فرمائیں۔ حضور مدار پاک جواباً فرماتے ہیں اے برادر! عام لوگوں کے لئے مقربین بارگاہ الوہیت کے اسرار کا جاننا بڑا مشکل ہے غور سے سمجھو کہ وہ حضرات خانقاہ عدم کے گوشہ نشیں اور نفخت فيه من روحى کے میدان کے شہسوار ہیں اور غلاموں کو آقاؤں کے اسرار تک رسائی کے لئے راہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ ایسے مقام قرب الٰہی میں ہیں کہ اپنے حدوث کے سائے سے بھی دور ہیں وہ جبرئیل کو بھی اپنے رکاب داری میں نہیں لیتے اور نہ میکائیل کو اپنے غاشیہ برداری میں قبول کرتے ہیں ایک قدم میں دونوں عالم سے نکل جاتے ہیں اور صحرائے الوہیت و عالم لامکانی میں جو نامحدود اور لامتناہی ہیں آتے جاتے ہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شب و روز گذارتے ہیں حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صبح و شام کی قید نہیں ہے اور يمحو الله مايشاء کے علم میں مستغرق ہو کر محو در محو اور بے نام و نشان ہو کر تمامی مخلوقات سے دور رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس قوم کے ساتھ ایسی غیرت ہے کہ اس کے سبب انہیں لوگوں سے محفوظ و مستور رکھتا ہے اور شاید له مقاليد السموت والارض کا مژدہ انہیں کے لئے زیب ہے اور یہ فقیر اس در بستہ کو اسی کے لئے کھولتا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے تمام کاموں پر غالب ہے اس حکم کو سامنے رکھتا ہے اور خود کو جامۂ بشریت میں اس لئے ظاہر کرتا ہے کہ یہ معاملہ دشت ارزن کا ہے اور اے برادر! تم نے سنا ہوگا کہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی پیدائش سے کم و بیش دو سو سال پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے متمثل ہو کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو شیر کے حملہ سے رہائی دلائی تھی پس مقربان بارگاہ الوہیت کو وجود عنصری سے پہلے اور وجود عنصری میں اور وجود عنصری چھوڑنے کے بعد یکساں تصرف رہتا ہے۔

گاہے لباس عنصری می پوشند و گاہے وجود مثالی چنانچہ بعضے ازاں طائفہ در مقام مناجات مہتر موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ حاضر بودند و چوں نود ہزار تکلم در مقام قاب قوسین اوادنیٰ حق تعالیٰ در شب معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود می شنیدند و بادرویشاں صحابہ رضی اللہ عنہم مصالحہ داشتہ اند و در حیات و ممات باایشاں حاضر بودند و ہستند کل را دریافتہ اند تا بجز چہ رسد چوں ایں معنی را برادر را محقق و معلوم گشتہ العلماء ورثة الانبياء کہ پرسیدی نیز مستمع باش بیش ازانکہ از کنج خانہ عدم بسوئے منزل وجود يخرج من بين الصلب والترائب در بازنبود مردان حضرت مقبلاں از ازل در روز میثاق ندائے الست بربكم از جلیل الجبار بے حرف و بے صوت شنیدند ہنوز یادداشت فراموش نکردہ اند و ہماں حالت در ایشاں اثر است و در مکان ایشاں نے ماضی است و نہ مستقبل ہر چہ در کتاب ازل و ابد است بداں واقف اند ایں علم میراث انبیاء است و ایشاں مواہب الٰہی و اسرار نامتناہی و از ہمہ مخلوقات آں علم پوشیدہ است ان من العلم كبيت المكنون لا يعلمها الا الله والعلماء بالله و آنچہ در لوح محفوظ مکنون است معائنہ و مشاہدہ می کنند در نظر ایشاں است و بداں اطلاع دارند از ازل تا دخول بہشت و دوزخ آنچہ بودند و بودہ است و خواہد بود از ماہ تا بماہی بدانند و فردا پس فردا بدانند كما قال الله تعالىٰ وامتاز اليوم ايها المجرمون علیحدہ کنند مجرماں را از مخلصاں از بہر ظہور فريق فى الجنة وفريق فى النار کہ روز بعث ایشاں را بیک دیگر آمیختہ بدر آرند امروز آں مجرماں را از مخلصاں علیحدہ گردانند تا سعید و شقی بہ شناسند و در عالم خدائیگاں ایشاں محیط اند ایشاں را رسد کہ العلماء ورثة الانبياء خوانند و مردماں باندک علم مغرور اند و باندک زہد مسرور اند و باندک سکر مسکور اند چہ تواں کرد كل ميسر له لما خلق له علمے کہ آں برادر تحصیل کردہ است بواسطہ آں علم بر اسرار ایں سرنتواں رسید زیرا کہ معنی ایں علم دراز است۔

کبھی لباس عنصری پہنتے ہیں اور کبھی وجود مثالی اختیار فرماتے ہیں چنانچہ اس جماعت میں سے بعض لوگ حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کی مناجات کے وقت حاضر تھے اور نوے ہزار تکلم جو پروردگار عالم نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج مقام قاب قوسین میں فرمایا تھا وہ حضرات بھی سن رہے تھے اور اصحاب صفہ کے درویشوں سے مصافحہ کرتے تھے اور حیات وممات میں ان کے ساتھ حاضر تھے اور اب بھی ہیں وہ کل کو حاصل کر چکے ہیں جز کی کیا حقیقت ہے جب یہ ایک بات آپ کو معلوم ہوگئی تو العلماء ورثة الانبیاء کے بارے میں جو آپ نے سوال کیا ہے اسے بھی گوش ہوش سے سنئے! اس سے پہلے کہ عدم کے نہاں خانے سے منزل وجود کی طرف یخرج من بین الصلب والترائب کے بموجب مردان حق ازل سے روز میثاق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حرف وصوت ندائے الست بربکم کو سنتے تھے وہ ابھی تک یاد ہے بھولے نہیں ہیں وہی حالت ان میں ابھی تک موجود ہے ان کے مکان میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل ازل وابد کی کتاب میں جو کچھ موجود ہے وہ لوگ ان سے باخبر ہیں یہ صرف انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور ان کے لئے مواہب الٰہیہ اور اسرار باطنیہ ہے اور تمام مخلوق سے وہ علم چھپا ہوا ہے ان من العلم کہیئة المکنون لایعلمہا الا اللہ والعلماء باللہ کے موافق اور یہ حضرات جو کچھ لوح محفوظ میں پوشیدہ ہے معائنہ ومشاہدہ کرتے ہیں اور وہ ان کی نظروں میں ہے اور اس کی خبر رکھتے ہیں ازل سے لے کر ابد دخول بہشت ودوزخ تک جو بھی ہوا ہے اور جو کچھ ہوگا از ماہ تا بماہی جانتے ہیں کل پرسوں کے حالات جانتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وامتاز والیوم ایہا المجرمون جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظہور کے لئے مجرموں کو مخلصوں سے علیحدہ کریں، فریق فی الجنة وفریق فی النار ظہور کے لئے کہ بعث کے دن سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نکالا جائے گا اور آج کے دن ان مجرموں کو مخلصوں سے الگ تھلگ کردو تا کہ سعید وشقی کی پہچان ہو سکے اور یہ حضرات عالم خدایگانگی میں محیط ہیں ان کو حق ہے کہ العلماء ورثة الانبیاء انہیں کو کہیں کیونکہ لوگ تھوڑے علم پر مغرور اور تھوڑے تقویٰ پر مسرور اور تھوڑے نشہ پر چور ہو جاتے ہیں کیا کیا جائے ہر شخص کے لئے وہی میسر ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور جو علم آپ نے حاصل کیا ہے اس علم کے وسیلہ سے اس بھید کی تہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس سرخفی کا معنی بہت طول وطویل ہے

دریں سطور آں علم نوشتہ نہ شد کہ علمائے ظاہر طاقت شنیدن احوال حقائق ندارند۔ کردند از حقیقت ایں معنیٰ راہ شریعت مغلوب کنند وبعضے اولیاء مستہلک دریں کشتہ شدند بمطلوب ومقصود نہ رسیدند کہ بدیں مقام العلماء ورثة الانبیاء نبودند کہ علم بانواع است اگر دریں مختصر بیان کنم دراز گردد ومقصود از جملہ علمہا علم معرفت باری تعالیٰ عزاسمہٗ است چوں علمائے ظاہر نیک ندانستند کہ آں علم بے دستگیریٔ مرشد حاصل نمی شود وبے صفائی باطن آں در بستہ نمی کشاید ودر خود آں استعداد سلوک صوفیاء اہل صفا ندیدلاچار در تحصیل علم ظاہری مشغول شدند غم نسیمہ بروند آخر العلم حجاب الاکبر دیدند معنیٰ العلماء ورثة الانبیاء ایں باشد علمے کہ آں برادر داراز کسب بسیار وکد بے شمار حاصل نمود است ودر علم ورثہ نہ رنج است ونہ محنت ہر چند در نظر اہل عالم رنج در آید لتا محض مواہب الٰہی واز کارخانہ نامتناہی است وہر کہ را آں مقام حاصل است از عرش تا ثریٰ زیر وپائے اوست بہشت بخشاں دوزخ آشاماں درگاہ انداز صلب پدر ورحم مادر بامیراث آمدند وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملئکة فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین ایشاں اندو پیش مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قومے درویشاں بودند چوں سلطان لولاک لما خلقت الافلاک ولما اظہرت الربوبیة مرتبہ ومقام ومنزل ایشاں نزد حق سبحانہ تعالیٰ بلند دید وبدیں مسکیناں پرداخت واز حق تعالیٰ بدعا درخواست اللہم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین فہم من فہم والسلام''

چوں ایں مکتوب بقاضی شہاب الدین رسید از مطالعہ آں نہایت حیران و سراسیمہ گشت امّا آں غرور اکابرے را یکبارگی نتوانست از سر بدر ساخت خواست کہ حضرت شاہ مدار را بطریق ضیافت در خانہ خود طلبید وملازمت نماید واز حجاب موہوم بدر آید ایں بیت بخدمت آنحضرت درخواست استدعا نمود

اے نظرے آفتاب ہیچ زیاں واردت　　کز در ودیوار ما از تو منور شود

ان سطروں میں وہ علم نہیں لکھا جا سکتا اور علمائے ظاہر احوال حقیقہ کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اولیاء مستہلک اس راہ میں قتل ہو گئے اور مطلوب و مقصود تک نہ پہونچے کہ العلماء ورثة الانبیاء کے مقام پر نہیں تھے اور علم کی کئی قسمیں ہیں اگر اس مختصر تحریر میں بیان کردوں تو بہت زیادہ ہو جائے گا اور تمام علوم سے مقصود علم معرفت باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہے اور بعض علمائے ظاہر اچھی طرح جان گئے کہ وہ علم بغیر مرشد کی رہنمائی کے حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر باطن کی صفائی کے وہ بند دروازہ نہیں کھل سکتا اور اپنے اندر سلوک صوفیاء واہل صفا کی قابلیت نہیں دیکھی تو مجبوراً علم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور غم نسیمہ لے گئے آخر کار العلم حجاب الاکبر دیکھے العلماء ورثة الانبیاء کا یہی معنی ہے وہ علم جو آپ کے پاس ہے جسے آپ نے بہت محنت اور بیشمار جدو جہد سے حاصل کیا ہے اور علم وراثت میں نہ رنج ہے نہ محنت اگر چہ دنیا والوں کی نظر میں رنج و مشقت معلوم ہوتی ہے مگر یہ محض فضل وعطائے الوہی اور کرم و بخشش کے کارخانہ لامتناہی سے ہے اور جس کسی کو یہ مقام حاصل ہے عرش اعظم سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کے زیر قدم ہے یہ جنت بخشی اور دوزخ آشامی پر مقرر کر دیئے گئے ہیں پشت پدر ورحم مادر سے میراث کے ساتھ آئے ہیں اور فرمان باری تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم على الملئكة فقال انبونی باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين (اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے پھر فرشتوں پر پیش فرمایا اور کہا کہ ان ناموں کی خبر دو اگر تم سچے ہو) کے مصداق یہی حضرات ہیں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درویشوں کی ایک جماعت تھی جب سلطان لولاک لما خلقت الافلاک ولما اظهرت الربوبية نے اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ و مقام و منزل بلند دیکھا تو ان مسکینوں کی طرف متوجہ ہو کر اللہ عز وجل سے دعا کی اللهم احيني مسكينا وامتني مسكينا واحشرني في زمرة المساكين فهم من فهم یعنی اے اللہ ہمیں مسکین بنا کے رکھ اور مسکین بنا کے اٹھا اور مسکینوں میں میرا حشر فرما سمجھا جو سمجھا والسلام۔ جب یہ خط قاضی شہاب الدین کو پہونچا تو اس کے مطالعہ سے بہت حیران و سراسیمہ ہوئے لیکن غرور سرکار کو یکلخت دل و دماغ سے نہ نکال سکے اور چاہا کہ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کو ضیافت کے طور پر بلا کر ملازمت حاصل کی جائے اور حجاب وہم کو دور کیا جائے۔ یہ شعر حضرت کی خدمت میں لکھ کر تشریف آوری کی درخواست دی،، اے نظر آفتاب ہیچ زیاں دارد☆ کز در و دیوار ماز تو منور شود،، یعنی اگر آفتاب ولایت کی ایک نظر ہو جائے تو کیا نقصان ہوگا جبکہ

حضرت شاہ مدار کہ مکاشف عالم صورت و معنیٰ بود ایں ادائے قاضی را دریافت کہ از راہ اخلاص واعتقاد نبود است بنابراں تغافل ورزید وایں بیت در جواب او نوشتہ فرستاد

پرتو خورشید عشق برہمہ تابد ولیک ‌‌ ‌ سنگ بیک نوع نیست تا ہمہ گوہر شود

چوں قاضی شہاب الدین دید کہ ایں مقدمہ ہم راس نیاید مضطرب گشتہ بخدمت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رفت وحقیقت ایں صحبت معروض داشت آنحضرت کمالات صوری و معنوی حضرت شاہ مدار مفصل از قرار واقعہ خاطر نشاں قاضی نمودہ آگاہ ساخت واز راہ مہربانی فرمود کہ صلاح کار شما دریں است کہ بلا توقف بطریق نیازمندی اخلاص بخدمت حضرت شاہ مدار رفتہ عذر تقصیرات درخواست بکنید و ہرگاہ آں یگانہ آفاق را معلوم خواہد شد کہ شما از پیش ایں درویش اشرف سمنانی آمدہ اید نہایت مہربانی وتوجہ شما خواہند فرمود پس قاضی شہاب الدین ظاہر و باطن خود را از صابون اشرفی شستہ بکمال نیازمندی واعتقاد آمدہ سعادت ملازمت حضرت شاہ مدار دریافت و تقصیرات گذشتہ عذر خواست وآنحضرت کہ غیر از شیوۂ شفقت ومہربانی طرز دیگر نداشت نہایت دلداری وتوجہ فرمود قاضی را خوش وقت ساخت از اں روز قاضی شہاب الدین نیز در زمرۂ معتقداں ومخلصاں داخل گشتہ سعادتمندی دارین حاصل نمود پس جمیع اہل شہر و دیار جونپور بیکبار نیاز بخدمت بندگاں آنحضرت آوردند وحضرت شاہ مدار از کثرت خلق متنفر بود اکثر اوقات در گوشۂ می گزار یند از اں جہت از جونپور برآمدہ معاودت بجانب مقام متبرکہ مکن پور فرمود سلطان ابراہیم شرقی ووزیر سید صدر جہاں مفتی قاضی شہاب الدین ملک العلماء وجمیع اہل شہر از کمال نیازمندی بخدمت آنحضرت رسیدہ درخواست اقامت نمودن نمود از حضرت شاہ مدار فرمود کہ از شفقت شما عزیزاں چشم داشت چنیں دارم شما داخل ثواب شدید ولیکن الحال مارا معذور باید اشت ان شاء اللہ بعد از چند روز یک سیر بہ جہت دریافت صحبت دوستاں واقع خواہد شد

حضرت شاہ مدار جو عالم ظاہری و باطنی کے رازدار تھے قاضی صاحب کی اس حرکت کو بھانپ لیا کہ عقیدت و اخلاص کے ساتھ نہیں ہے اس وجہ سے بالکل متوجہ نہیں ہوئے اور یہ شعر ان کے جواب میں لکھ کر روانہ فرمایا کہ،،

پرتو خورشید عشق بر ہمہ تابد و لے   سنگ بیک نوع نیست تا ہمہ گوہر شود

یعنی آفتاب عشق و محبت کی کرن سب کو چمکاتی ہے مگر پتھر ایک طرح کا نہیں ہے کہ سب کا موتی بن جائے۔ جب قاضی شہاب الدین نے دیکھا کہ یہ مقدمہ بھی کامیاب نہیں ہوا تو بیقرار ہو کر میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی خدمت میں گئے اور اس بحث و مباحثے کی حقیقت بیان کی۔ آنحضرت نے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے تفصیل و تحقیق اور اطمینان کے ساتھ قاضی صاحب کو آگاہ فرمایا اور براہ مہربانی فرمایا کہ تمہارے لئے بھلائی اسی میں ہے کہ بغیر تاخیر کے عقیدت و نیاز مندی کے ساتھ حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کوتاہیوں کی معذرت پیش کرو اور جب یگانۂ آفاق کو معلوم ہوگا کہ تم اس درویش اشرف سمنانی کی بارگاہ سے ہو کر آئے ہو تو بہت مہربانی و توجہ فرمائیں گے پس قاضی شہاب الدین اپنے ظاہر و باطن کو اشرفی صابون سے دھل کر بے انتہا عقیدت و محبت کے ساتھ حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی کوتاہیوں کے لئے معذرت کی حضور مدار پاک جو شفقت و مہربانی کے علاوہ کوئی دوسری عادت نہیں رکھتے تھے بے حساب دلداری و توجہ فرما کر قاضی صاحب کو مسرور و شاداں کر دیا اسی روز قاضی شہاب الدین نے بھی معتقدین و مخلصین کی جماعت میں داخل ہو کر سعادت دارین حاصل کی۔ پس جونپور کے شہر و دیار والے تمامی حضرات آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

<u>مکن پور کی واپسی</u>: حضرت شاہ مدار مخلوق کی کثرت سے متنفر تھے اور اکثر اوقات گوشۂ تنہائی میں گذارتے اسی وجہ سے جونپور سے نکل کر مقام متبرک مکن پور کی جانب واپس ہوئے۔ سلطان ابراہیم شرقی اور میر مفتی سید صدر جہاں و ملک العلماء قاضی شہاب الدین اور تمام شہر والے کمال عقیدت کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رکنے کی درخواست پیش کی۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آپ سب عزیزوں کی محبت سے امید کرتا ہوں کہ آپ سب مستحق ثواب ہوں گے لیکن فی الحال ہم کو معذور سمجھئے ان شاء اللہ کچھ دنوں کے بعد دوستوں کی خیر و عافیت لینے کے لئے ایک سفر ضرور ہوگا۔

پس لاچار جمیع اعزا برفاقت سلطان ابراہیم رخصت شدند و آنحضرت روانہ مکن پور گردید چوں قریب شہر لکھنؤ خواہد رسید باز درون شہر زفت بلندی کہ برلب آب گومتی واقع است در آنجا فرود آمد جمیع اہالی شہر بخدمت رسیدہ سعادت ملازمت دریافتند بعد ازاں پیرزن پسر بیمار خود را پیش حضرت شاہ مدار آوردہ از کمال عاجزی درخواست دعا نمود آنحضرت از راہ کرم بخشی فرمود کہ ایں شہر حوالۂ شیخ محمد مینا شدہ است پسر خود را پیش مشارالیہ ببر کہ صحت ایں پسر بر دعاء او موقوف است آں پیرزن نمی دانست شیخ محمد مینا چہ کس است و کجامی باشد دراں ایام حضرت مخدوم شیخ محمد مینا خورد سال بودند و بنیابت پدر خود جاروب کشی مخدوم شیخ قیام الدین می نمود و ہیچ کس بر کمالات وے مطلع نہ بود بہر کیف چوں وقت رفتن جونپور صحبت از حضرت شاہ مدار و مخدوم شیخ قیام الدین بہ سبب قاضی شہاب الدین قدوائی آں قسم واقع شدہ بود چنانچہ سابقاً دریں اوراق گذشت حضرت شاہ مدار کہ از کمال کرم بخشی تلافی آں نیز بوسیلۂ قاضی شہاب نمود و در حق مخدوم شیخ محمد مینا نوازش فرماید و او را مفاخرت صوری و معنوی بخشیدہ بجائے مخدوم شیخ قیام الدین نصب نماید پس قاضی شہاب را پیش خود طلبیدہ جائے نماز خاص خود حوالہ نمود و فرمود کہ ایں در فلاں محلہ ببر کہ شیخ محمد مینا ہنوز خود را نشناختہ است ہمراہ طفلاں بازی می کند او را دعائے من برساں و ایں جائے نماز بدہ و باوے بگو کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ خدمت شہر لکھنؤ حوالۂ تو کردہ است در حق پسر ایں پیرزن دعا بکن کہ شفائے او بدعائے تو موقوف است قاضی شہاب بکمال توجہ و اخلاص پیغام آنحضرت مع متبرک جائے نماز بہ شیخ محمد مینا رسانید شیخ محمد مینا نہایت خوشحال گشتہ کمال نیازمندی و تواضع از حد زیادہ بخدمت قاضی شہاب اظہار نمود سجدۂ شکر الٰہی بجا آورد و آں جائے نماز را بر سر خود نہاد دست بدعا برداشت و گفت الٰہی از برکت ایں جائے نماز حضرت شاہ مدار پسر ایں پیرزن را شفا بخش در ساعت آں پسر بحال قدیم باز آمد

پس بے بس ہو کر تمام اعزہ واقارب اٹھ کھڑے ہوئے سلطان ابراہیم رخصت ہوئے اور آنخضرت مکن پور کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت شاہ مینا کو قطب بنادیا: جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے شہر کے اندر داخل نہیں ہوئے دریائے گومتی کے کنارے ایک بلند مقام پر ٹھہر گئے تمامی اہل شہر نے بارگاہ میں پہونچ کر شرف ملازمت حاصل کیا اس کے بعد ایک بوڑھی عورت اپنے بیمار لڑکے کو حضرت شاہ مدار کی خدمت میں لائی اور عجز وانکساری سے دعا کی درخواست کی۔ آنخضرت نے کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر شیخ محمد مینا کی تحویل میں دے دیا گیا ہے اپنے لڑکے کو انہیں کی خدمت میں لے کر جا اس لئے کہ اس بچے کی صحت انہیں کی دعا پر موقوف ہے اس بوڑھی عورت کو نہیں معلوم تھا کہ شیخ محمد مینا کون صاحب ہیں اور کہاں رہتے ہیں ان دنوں حضرت شیخ محمد مینا بہت کمسن تھے اور اپنے باپ کی نیابت میں مخدوم شیخ قیام الدین کی بارگاہ میں جاروب کشی کرتے تھے اور کوئی شخص ان کے کمال وخوبی سے واقف نہیں تھا۔ بہر حال سفر جونپور کے دوران حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ اور شیخ مخدوم قیام الدین کے درمیان جو معاملہ حضرت قاضی شہاب الدین قدوائی کے سبب سے ہو چکا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ مدار نے کمال کرم بخشی سے اس کی تلافی بھی قاضی شہاب کے وسیلے سے فرمادی اور شیخ مخدوم محمد مینا کے بارے میں نوازش فرمائی اور ان کو ظاہری وباطنی سعادت بخشی اور شیخ مخدوم قیام الدین کی جگہ پر مقرر فرمایا پس قاضی شہاب کو اپنے پاس بلا کر اپنی خاص جائے نماز (مصلّٰی) دے کر فرمایا کہ اسے لے کر فلاں محلے میں جاؤ اس لئے شیخ محمد مینا نے خود کو ابھی نہیں پہچانا ہے بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ان کو میری دعا کہو اور یہ جائے نماز دے کر ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے شہر لکھنؤ کی خدمت تمہارے حوالے کی ہے اس بوڑھی عورت کے لڑکے کے لئے دعا کرو اس لئے اس کی شفا تمہاری دعا کے اوپر موقوف ہے۔ قاضی شہاب نے بہت خلوص وتوجہ سے آنخضرت کا پیغام متبرک مصلی کے ساتھ شیخ محمد مینا کو پہونچایا شیخ محمد مینا نے بہت خوشحالی کے ساتھ بیحد عقیدت وبے پناہ انکساری کا قاضی شہاب سے اظہار کیا اور سجدۂ شکر ادا کیا اور اس مصلّٰی کو اپنے سر پر رکھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور عرض کیا کہ اے پروردگار حضرت شاہ مدار کے اس مصلّٰی کی برکت سے اس بوڑھی عورت کے لڑکے کو شفا عطا فرما اسی وقت بچہ پرانی حالت پر واپس آگیا

وشفا یافت ازاں روز شہرت کمالات مخدوم شیخ محمد مینا از توجہ حضرت شاہ مدار در تمام ہندوستان شائع گشت وعالمے بوے تولا نمودار شاد یافت چنانچہ تا امروز کمالات و بزرگی مخدوم شیخ محمد مینا برہمہ خلق ظاہر است پس بعد از چند روز حضرت شاہ مدار سیر کناں در مقام متبرک مکن پور تشریف بردہ بارشاد طالباں ومریدان صادق الاعتقاد مشغول گشت وگم گشتگانِ بادیۂ ضلالت راہدایت می بخشید وشہرت وکمالاتش از شرق تا غرب رسید ومردم از ہر طرف روے نیاز بخدمتش آوردن گرفتند ومکن پور قبلۂ حاجات نیازمنداں حق پرست گردید واز اتفاقات حسنہ دراں ایام قاضی مطہر کہ جامع علوم وقت بود باصد طالب علم بحاث بطریق امتحان بخدمت آنخضرت رسید وحضرت شاہ مدار پیش از آمدن او بمریداں صاحب کمال خود مثل شاہ اِلاّ وسید جمال الدین المشہور بہ سید جمن وسید احمد بادیہ پا وقاضی شہاب الدین قدوائی وغیرہ کہ درفنائے توحید مستغرق بودند وحال بغایت قوی داشتند ایشاں را بتاکید منع فرمودہ بود کہ قاضی مطہر بہ جہت امتحان ومباحثہ می آید ہیچ یکے از شما مزاحم مقال او نہ شود من بطرزے او براہ خواہم آورد بہر قسم قاضی مطہر با شاگرداں خود آمدہ ملازمت نمود واز غایت غرور علم کہ در سر داشت فی الفور مسئلہ وحدت وجود در پیش آورد وبطرزے کہ اعتقاد ارباب تصوف دریں مسئلہ مقرر شدہ است خلاف آں دلائل می گذرانید وحضرت شاہ مدار از کمال بردباری وے را میدان وسیع گذاشتہ بود وخود نیز دلائل علمی می گذرانید تا ہفت روز ہمیں مبحث درمیان بودہ است چوں سخن درنہایت مرتبہ توحید رسید آں زماں حضرت شاہ مدار را غیرت عالم احدیت درکار شد وحالے قوی رونما گردید پس برقعہ از روائے مبارک خود برداشت وبلسان وحدت بیان فرمود کہ اے طفل مکتب نیک نگاہ کن کہ پروردگار ما واحد است ودر جمیع اشیاء محیط بمجرد فرمودن ایں کلمہ جامع وقاطع اضافات قاضی مطہر مغلوب گشت ولرزہ در اندامش افتاد وبے اختیار سر بہ سجدہ نہاد ودر دریائے توحید چناں غوطہ خوردہ کہ تا سہ شبانہ روز خبر از خود ندانست وشاگرداں جداجدا ہوش افتاد ند بعد از سہ روز شاہ اِلاّ را امر شد کہ آب بقیہ طہارت ما را بردار وبروئے قاضی مطہر وشاگردانش بیفشاں

اورشفا حاصل ہوگئی اسی دن سے حضرت شیخ محمد مینا کے کمالات کی شہرت حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی توجہ سے پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور ایک عالم نے ان سے محبت کر کے ہدایت پائی چنانچہ آج تک حضرت مخدوم شیخ محمد مینا کے کمالات و بزرگی ساری خلقت پر ظاہر ہیں۔ پس چند دنوں کے بعد سیر فرماتے ہوئے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ مقام متبرک مکن پور میں جلوہ گر ہو کر طالبان صادق الاعتقاد کی رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے اور صحرائے ضلالت میں بھٹکے ہوؤں کو راہ حق دکھائی ان کے فضل و کمال کی شہرت پورب سے پچھم تک پھیل گئی اور ہر طرف سے لوگ عقیدت و محبت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور مکن پور نیازمندان حق پرست کا قبلۂ حاجات ہوگیا۔ قاضی مطہر بارگاہ زندہ شاہ مدار میں: حسن اتفاق سے انہیں ایام میں قاضی مطہر جو اس وقت جامع علوم تھے زوردار بحث کرنے والے سو شاگردوں کے ساتھ بطور امتحان و مباحثہ حضرت مدار پاک کی خدمت میں پہونچے۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ نے ان کے آنے سے پہلے اپنے صاحب کمال مریدین مثل شاہ الّا اور سید جمال الدین المشہور بہ سید جمن جتی اور سید احمد بادیہ پا اور قاضی شہاب قدوائی وغیرہم جو فنائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے اور بہت ہی قوی الحال بزرگ تھے ان سب کو بتاکید منع فرمادیا تھا کہ قاضی مطہر امتحان و مباحثہ کے لئے آرہے ہیں تم میں سے کوئی ایک بھی ان کی گفتگو کا جواب نہ دے میں ان کو اپنے طور پر راستے پر لاؤں گا۔ بہر حال قاضی مطہر نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آکر ملاقات کی اور بیحد غرور علم سے جو ان کے سر میں سمایا تھا فوراً وحدۃ الوجود کی بحث چھیڑ دی اور اس مسئلہ میں ارباب تصوف کے اعتقاد کا جو طور طریقہ ثابت ہے اس کے خلاف دلائل دینے لگے۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کمال بردباری سے ان کے لئے ایک کشادہ میدان چھوڑے ہوئے تھے اور خود بھی دلائل علمی پیش فرماتے تھے یہاں تک کہ سات دن اسی قسم کی بحث ان کے درمیان جاری رہی جب گفتگو مرتبۂ توحید کے انتہا پر پہونچی تو حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ غیرت عالم احدیت سے سرشار ہو گئے اور حال پر جلال ہوگیا پس اپنے چہرۂ مبارک سے نقاب ہٹادیا اور زبان وحدت بیان سے فرمایا کہ اے طفل مکتب! غور سے دیکھ کہ ہمارا پروردگار ایک ہے اور تمام اشیاء کو محیط ہے اس جامع اور قاطع اضافات کلمہ کے فقط ارشاد فرمانے سے قاضی مطہر مغلوب ہو گئے اور ان کا بدن کانپنے لگا اور بے اختیار سر سجدے میں رکھ دیا اور دریائے توحید میں اس طرح ڈبکی لگائی کہ تین شبانہ روز تک بیہوش رہے اور ان کے شاگرد الگ بے ہوش پڑے رہے تین دن کے بعد شاہ الّا کو حکم ہوا کہ ہمارے وضو کا بچا ہوا پانی اٹھاؤ اور قاضی مطہر اور ان کے شاگردوں کے چہروں پر چھڑکو

چوں بحال خود آیند انہارا پیش ما بیار شاہ الّا سر بزمین آوردہ آب برداشت و بروئے آنہاں افشاند و ہوشیار ساختہ بخدمت آنحضرت آورد حضرت شاہ مدار باز برقعہ برداشت قاضی مطہر باشاگرداں سر برزمین نیاز آوردہ توبہ کرد و بہ شرف ارادت مشرف گردید پس سید جمال الدین و سید احمد بادپا را فرمان شد کہ قاضی را باشاگرداں چندروز درصحبت خود نگاہ دارید کہ اصطلاح ایں طائفہ را بہ فہمد بعدازاں من او را بہ شغل باطن مشغول خواہم ساخت الغرض بعدازچند روز قاضی مطہر را بطرز صوفیاء اہل صفا مشغول ساختہ بمرتبۂ بلند و تکمیل رسانید کہ او خود صاحب ارشاد گشت و عالمے را ہدایت بخشید و بعد از ارادت آوردن قاضی مطہر اکثر علماء فحول و دیگر خلائق بے شمار درحلقۂ ارادت حضرت شاہ مدار درآمدند و ہرکس موافق استعداد خود بحالے و ذوقے محظوظ گشت روزے آنحضرت بر مسند ارشاد نشستہ بودند مریدان صاحب کمال بخدمتش حاضر بودند کہ چند ہزار کس از قریات نواحی مکن پور و قنوج آمدہ از کمال عجز سر برزمین نیاز آوردہ درخواست نمودند کہ برسرمایاں آفت وبا نازل شدہ است و چندیں ہزار کس تا ایں زماں مردہ اند و ہر روز می میرند آنحضرت صاحب ولایت ایں دیار است دریں وقت درماندگی براحوال ما توجہ فرمائید کہ ازیں بلا نجات یابم حضرت شاہ مدار ساعتے توقف نمود روئے بجانب قاضی شہاب قدوائی آوردہ و فرمود کہ ایں مردم عاجز اند بر فلاں بلندی رفتہ مشغول شو بلائے کہ برآنہا مسلط شدہ است بردار قاضی شہاب کہ محبوب ترین مریدان آنحضرت بود سر برزمین آوردہ برخاست تمام خلائق حیران شد کہ ایں مرد چہ کار خواہد کرد بارے برسر آں بلندی رفتہ سہ شبانہ روز آنجا مشغول ماند بعد از سہ روز گرد و غبار عظیم پیدا گشت چنانکہ تمام عالم تاریک شد و درمیان آں گرد و غبار یک شعلۂ آتش تند نمودار گشت و مانند برق جستہ برابر روئے قاضی شہاب رسید قاضی شہاب کہ عین شہاب بود از غلبۂ حال دہن وا کردہ آں شعلۂ آتش افرو برد و آں گرد و غبار ناپیدا شد قاضی شہاب از آنجا برخاستہ درجائے خود معہود رسیدا ما در شکم او درد پیچش عظیم پدید آمد خادمان ایں مقدمہ را بخدمت حضرت شاہ مدار رسانیدند آنحضرت خود تشریف بردہ دست حق پرست خود بر شکم قاضی شہاب فرود آورد و فرمودہ کہ بابا شہاب شاید شعلۂ آتش خوردہ کہ آں فی الحقیقت وبا بود

جب وہ لوگ ہوش میں آئیں تو انہیں ہمارے پاس لاؤ۔ شاہ اللہ نے قدمبوسی کرتے ہوئے پانی اٹھایا اوران لوگوں کے چہرے پر چھڑک دیا اوران لوگوں کو باہوش کر کے حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت شاہ مدار نے پھر نقاب اٹھادیا قاضی مطہر نے مع اپنے شاگردوں کے سرنیاز زمین پر رکھ کر توبہ کی اور مرید ہونے کا شرف حاصل کیا پھر سید جمال الدین اور سید احمد بادیہ پا کو حکم ہوا کہ قاضی موصوف کو شاگردوں کے ساتھ کچھ دنوں تک صحبت میں تربیت دوتا کہ اس جماعت کی اصطلاح کو سمجھ لیں اس کے بعد میں انہیں شغل باطن میں مشغول کروں گا۔ الغرض چندروز کے بعد قاضی مطہر کو صوفیۂ اہل صفا کے مشرب پر مشغول کر کے بلندی وتکمیل کے درجہ پر پہونچادیا کہ وہ خود صاحب ارشاد ہو گئے اور ایک عالم کو دولت سے مالا مال کیا۔ قاضی مطہر کے مرید ہونے کے بعد اکابرین علماء ودیگر بے شمار لوگ حضرت شاہ مدار کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور ہر ایک شخص اپنی اہلیت کے موافق کسی نہ کسی طرح سے بہرہ یاب ہوا۔

قاضی شہاب الدین کی شان وکرامت: ایک دن حضور مدار پاک مسند ارشاد پر جلوہ گر تھے اور مریدین صاحبان کمال آپ کی خدمت میں موجود تھے کہ کئی ہزار لوگ مکن پور وقنوج کے آس پاس کے دیہاتوں سے آئے اور بہت عاجزی وانکساری کے ساتھ درخواست پیش کی کہ ہمارے سروں پر بلا کی آفت نازل ہو گئی ہے اور اس وقت تک کئی ہزار لوگ مر چکے ہیں اور ہر روز مر رہے ہیں حضور اس دیار کے صاحب ولایت ہیں اس وقت ہماری پریشان حالی پر رحم فرمائیں کہ ہم لوگ اس بلا سے نجات پا جائیں۔ حضرت شاہ مدار تھوڑی دیر خاموش رہے پھر چہرۂ مقدس قاضی شہاب قدوائی کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بہت پریشان ہیں فلاں ٹیلہ پر جا کر مشغول دعا ہو جاؤ اور جو بلا ان پر مسلط ہوئی ہے اٹھا لو۔ قاضی شہاب جو حضور مدار العالمین کے محبوب ترین مرید تھے ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہوئے تمام مخلوق حیران ہے کہ یہ آدمی کیا کر پائے گا اور اس بلندی پر جا کر تین شبانہ روز وہاں مشغول رہے تین دن کے بعد ایسا گردوغبار کا طوفان آیا کہ پوری دنیا تاریک ہو گئی۔ اس گردوغبار کے درمیان ایک یہ شعلہ ظاہر ہوا اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح قاضی شہاب کے سامنے پہنچا۔ قاضی شہاب جو عین شہاب تھے غلبۂ حال کے باعث منہ کھول دیا اور اس شعلۂ آتش کو نگل گئے اور وہ گردوغبار مٹ گیا قاضی شہاب وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پہونچے لیکن ان کے پیٹ میں پیچش کا عظیم عارضہ لاحق ہوا۔ خدام نے اس مسئلے کو حضرت شاہ مدار کی خدمت میں پہونچایا۔ آنحضرت بہ نفس نفیس تشریف لے جا کر اپنا ہاتھ قاضی شہاب آپ نے جو آگ کا شعلہ کھایا ہے وہ درحقیقت وبا تھی

الحمدللہ کہ حق تعالیٰ تراصحت بخشید وخلق خدا ازاں بلانجات یافت حالا برخیز دو چیزے بخور پس ازاں روز قاضی شہاب قدوائی راو بابا زلقب شدو شہرت کمالات او در تمام ہندوستان شائع گشت وروزے جمیع مریدان کامل حضرت شاہ مدار کہ درخدمت حاضر بودند میان خود چناں قرار گرفتند کہ ہر کس پائے خود بجانب حجرۂ خاص آنحضرت دراز کند یک اشرفی بدہد و قتے قاضی شہاب از سرمستی وبیباکی خود بجانب حجرۂ آنحضرت دراز کرد جمیع مریداں اوراگرفتند کہ یک اشرفی باید داد و دریں گفتگو بودند کہ حضرت شاہ مدار از حجرہ برآمد فرمود کہ چہ سخن درمیان است مریداں حقیقت حال عرض نمودند آنحضرت از کمال مہربانی وجوہر شناسی فرمود کہ بگذارید سروپائے شہاب برابر است یعنی او در فنائے توحید مستغرق گشتہ است درسر وپا فرق نمی تواند کرد بزرگے دریں باب گفتہ است

ما مست الستیم قضا را نشناسیم از غایت مستی سر و پا را نشناسیم

واکثر مریدان آنحضرت چنیں حال داشتند مفصل تا کجا نویسم ودریں اثنا متواتر عرائض سلطان ابراہیم شرقی وجمیع امراء واکابر شہر جونپور باتحف وہدایا مشتمل بر اشتیاق ملازمت رسیدند چوں آنحضرت وعدہ سیر جونپور کردہ بود بنابراں بموجب درخواست آں جماعت متوجہ آنجانب گردید چوں قریب شہر لکھنؤ رسید مخدوم شیخ محمد مینا چند گروہ استقبال نمود از کمال اخلاص آنحضرت را در شہر برد و چنداں خدمت ونیازمندی اظہار ساخت کہ زیادہ ازاں متصور نباشد آنحضرت نہایت رضامند گشتہ فرمود کہ شیخ محمد مینا استحقاق آں دارد کہ صاحب ولایت ایں جا میتواں گفت ازاں وز مخدوم را صاحب ولایت گویند پس مخدوم شیخ محمد مینا را بایں عطا مفتخر ساختہ خود بجہت ارشاد قاضی محمود متوجہ بطرف قصبہ کنتور گردید وحقیقت قاضی محمود کنتوری آنچہ بہ نقل متواتر ومعتبر بہ تحقیق پیوستہ است ایں است کہ پدر عالی قدر او از بزرگاں اکابر قصبۂ کنتور بودہ است چوں از تحصیل علوم ظاہری فارغ گشت آں زماں بہ جہت دریافت ارادت طریقت بخدمت حضرت مخدوم شیخ ابوالفتح چشتی در شہر جونپور رفت وبہ شرف ارادتش بہرہ مند گردید

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا بخشی اور مخلوق خدا کو اس وبا سے نجات ملی اب اٹھو اور کچھ کھالو اسی دن سے قاضی شہاب کا وبا باز (وبا دور کرنے والا) لقب ہو گیا اور ان کے کمالات کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی ایک دن حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کے تمامی کامل مریدین خدمت میں حاضر تھے اپنے درمیان یہ طے کیا کہ جو شخص حضور کے خاص حجرہ کی طرف پاؤں پھیلائے گا وہ ایک اشرفی جرمانہ دے گا۔ ایک مرتبہ قاضی شہاب نے اپنی حالت بیخودی و بے باکی کی وجہ سے اپنا پیر حضرت مدار پاک کے حجرے کی طرف پھیلا دیا تمام مریدین نے انہیں پکڑ لیا کہ ایک اشرفی دیجئے لوگ محو گفتگو ہی تھے کہ حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ حجرۂ پاک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے بیچ کون سی گفتگو جاری ہے۔ مریدین نے حقیقت حال بیان کیا۔ آنحضرت نے کمال مہربانی وجوہر شناسی سے فرمایا کہ انہیں معاف کیجئے قاضی شہاب کا سر اور پیر برابر ہے یعنی یہ دریائے توحید میں ڈوبے ہوئے ہیں سر و پیر میں فرق نہیں کر سکتے ہیں کسی بزرگ نے اس بارے میں بہت ہی خوب کہا ہے:

ما مست الستیم قضا را نشناسیم از غایت مستی سر و پا را نشناسیم

یعنی ہم شراب الست سے مست ہیں قضا کو نہیں پہچانتے ہیں وفور کیف و مستی میں سر و پیر میں امتیاز نہیں رکھتے۔ حضرت مدار پاک کے اکثر مریدین ایسے ہی قوی الحال ہوئے ان کی تفصیل کہاں تک بیان کریں۔ حضرت شاہ مدار کا دوسرا سفر جونپور: اسی درمیان سلطان ابراہیم شرقی و تمام امراء و اکابرین شہر جونپور ہدایا و تحائف سے بھرپور و شوق ملاقات سے معمور ہو کر خدمت میں پہونچے چونکہ حضرت مدار پاک نے سفر جونپور کا وعدہ فرمایا تھا اس لئے اس جماعت کی درخواست کے مطابق اس طرف روانہ ہوئے جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے تو مخدوم شیخ محمد مینا نے چند گروہ کے ساتھ استقبال کیا اور بیحد خلوص کے ساتھ شہر میں لے گئے اور اس طرح خدمت گزاری و نیاز مندی دکھائی کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت نے بہت خوش ہو کے فرمایا کہ شیخ محمد مینا اس کے مستحق ہیں کہ انہیں یہاں کا صاحب ولایت کہا جائے اس دن سے مخدوم کو صاحب ولایت کہتے ہیں پس مخدوم شیخ محمد مینا کو اس عطائے خاص سے مشرف کرتے ہوئے خود قاضی محمود کی ہدایت کے لئے قصبہ کنتور کی طرف روانہ ہوئے اور قاضی محمود کنتوری کی حقیقت جو کچھ نقل متواتر و معتبر سے تحقیق کے ساتھ ملی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار قصبہ کنتور کے بڑے بزرگوں میں سے تھے جب علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی اس وقت ارادت و طریقت کے حصول کے لئے حضرت مخدوم شیخ ابوالفتح چشتی کی خدمت میں شہر جونپور گئے اور ان کی ارادت کے شرف سے مشرف ہوئے

دراں وقت قاضی محمود در عمر چہاردہ سالگی ہمراہ پدر بود روز دیگر او را پیش مخدوم شیخ ابوالفتح برد کہ بندہ زادہ نیز درخواست ارادت دارد مخدوم ساعتے توقف نمود فرمود کہ نصیب ارادت ایں پسر شما جائے دیگر تقدیر شدہ است بعد از چند مدت حضرت شیخ بدیع الدین نام عارف کامل از جانب بالا دست تشریف خواہد آورد پسر شما مرید آں بزرگ خواہد شد و بمرتبۂ ارشاد خواہد رسید ایں پسر را نیک تربیت بکنید کہ تمام خاندان شما از سبب کمالات ایں پسر روشن خواہد شد پس ازاں روز پدرش در تربیت او مشغول گشت و در اندک مدت او را تمام علوم نقلی و عقلی تعلیم نمود بعد از چند ایام کہ پدرش وفات یافت قاضی محمود بجائے پدر نشستہ در تدریس مشغول گشت و قریب دو صد طالب علم در مجلس درس او استفادہ می گرفتند دریں اثناء حضرت شاہ مدار بقصبہ کنتور تشریف برد و مسجد جامع کہ بر در قاضی محمود بودہ است آنجا فرود آمد و آنحضرت را رسم بود کہ چوں پیش نماز مردے متقی و صاحب دل حاضر نمی شد از غایت احتیاط نماز فرض خود تنہا ادا می نمود آنحضرت نماز عصر تنہا می گذارد کہ قاضی محمود نیز مع شاگرداں در مسجد رسیدہ خیلے متغیر گشت و بہر نوع نماز با شاگرداں خود بہ جماعت ادا نمود پیش آنحضرت آمد و مباحثۂ علمی در باب نماز جماعت شروع کرد آنحضرت ہم تبسم کناں جواب علمی می فرمود رفتہ رفتہ سخن بلند شد و آنحضرت برقعہ از روئے مبارک برداشتہ بلسان وحدت بیان فرمود کہ قاضی مگر قرآن مجید نخواندۂ کہ چندیں غوغا بریں معنی کنی قاضی محمود گفت من از قرآن می گویم فرمود قرآن بیار چوں قرآن آوردہ بکشاد یک حرف ندید تمام اوراق سفید بہ نظر در آمدند قاضی محمود نہایت مضطرب شدہ بے دست و پا گردید و پرسید کہ شما چہ نام دارند؟ آنحضرت فرمود بدیع الدین می گویند آں زماں قاضی را وصیت مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری یاد آمد و از خواب غفلت بیدار گشتہ بے اختیار سر در قدم آنحضرت آوردہ التماس ارادت نمود آنحضرت فرمود تا آنکہ ایں علم فراموش نہ کنی من ہرگز ترا مرید نمی کنم کہ العلم حجاب الاکبر واقع شدہ است قاضی حیران و سراسیمہ گشت کہ علم را چہ طور فراموش تواند کرد

قاضی محمود پر فیضانِ مداریت: اس وقت قاضی محمود چودہ سال کی عمر میں والد گرامی کے ساتھ تھے۔ دوسرے دن ان کو مخدوم شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ کی بارگاہ میں لے گئے کہ بندہ زادہ بھی ارادت کا امیدوار ہے مخدوم نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ تمہارے اس لڑکے کا مرید ہونا دوسری جگہ مقدر ہو چکا ہے کچھ دنوں کے بعد شیخ بدیع الدین نام کے ایک عارف کامل داہنے جانب سے تشریف لائیں گے تمہارا لڑکا ان بزرگ سے مرید ہوگا اور مرتبۂ ارشاد پر فائز ہوگا اس بچے کی قاعدے سے پرورش کرو اس لئے کہ تمہارا پورا خاندان اس بچے کے کمالات کے سبب روشن ہوگا پس اسی دن سے ان کے باپ ان کی تربیت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی سی مدت میں انہیں تمام علوم نقلیہ وعقلیہ کی تعلیم دے دی تھوڑے دنوں کے بعد ان کے والد باوقار رحلت فرما گئے۔ قاضی محمود والد کی مسند پر بیٹھ کر تدریس علوم میں مشغول ہو گئے تقریباً دوسو طالب علم ان کی مجلس درس میں استفادہ کرتے تھے اسی درمیان حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ قصبہ کنتور میں رونق افروز ہوئے اور اس جامع مسجد میں جو قاضی محمود کے دروازے پر تھی نزول فرمایا اور آنحضرت کا معمول تھا کہ جب امام کوئی متقی وصاحب دل نہ ہوتا تو غایت احتیاط کی وجہ سے فرض نماز تنہا ادا فرماتے آنحضرت نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ قاضی محمود شاگردوں کی جماعت کے ساتھ مسجد میں پہونچے بہت غصہ ہوئے اور کسی طرح نماز عصر شاگردوں کے ساتھ ادا کی اور آنحضرت کے پاس آ کر مباحثۂ علمی نماز باجماعت کے بارے میں شروع کیا۔ آنحضرت بھی مسکراتے ہوئے علمی جواب دیتے دھیرے دھیرے آواز بلند ہو گئی حضرت مدار پاک نے روئے مقدس سے نقاب ہٹا کر زبان وحدت بیان سے ارشاد فرمایا کہ قاضی شاید تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے جو اس بارے میں اتنا شور مچاتے ہو قاضی محمود نے کہا کہ میں قرآن سے بولتا ہوں آپ نے فرمایا قرآن شریف لاؤ جب قرآن شریف کھولا تو قاضی کو ایک حرف بھی دکھائی نہیں پڑا اور تمام اوراق ان کی نظر میں سفید دکھائی دینے لگے قاضی محمود بہت بیقرار ہو کر بے دست وپا ہو گئے اور سوال کیا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ بدیع الدین کہتے ہیں فوراً قاضی صاحب کو مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کی وصیت یاد آئی اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر بے اختیار سر آنحضرت کے قدموں میں رکھ دیا اور مرید ہونے کی گذارش کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک اس علم کو فراموش نہیں کروگے میں ہرگز تمہیں مرید نہیں کروں گا کیونکہ العلم حجاب الاکبر (یعنی علم سب سے بڑا حجاب ہے) واقع ہوا ہے قاضی صاحب حیران وسراسیمہ ہوئے کہ علم کو کیسے بھلایا جا سکتا ہے

پس بعد از عجز ونیازمندی بسیار حضرت شاہ مدار مہربان شدہ اندک لعاب دہن مبارک خود کہ اکسیر اعظم بود بانگشت شہادت برزبان قاضی محمود مساس فرمود تمام علوم کہ حجاب راہ او گشتہ بود در ساعت فراموش شد پس بعد از سہ روز او را مرید کرد وبہ شرف سعادت شغل باطن مشغول گردانید حق تعالیٰ بجائے آں علم کہ حجاب معلوم شدہ بود او را علم لدنی عطا فرمود وازیں توجہ حضرت شاہ مدار گوئے سبقت از کاملان ارباب طریقت وحقیقت در بود و چوں آنحضرت متوجہ جانب جونپور گردید قاضی محمود بیک بار ترک وتجرید کلی نمود دراں سفر ہمراہ شد واو را حالے بغایت قوی روئے داد مستی وبیباکی بسیاری نمود وو کامل چناں حرارت شوق عشق در سینۂ بے کینہ او پیدا می گشت کہ قریب سوختن می رسد وو چندیں مشک آب بروئے اومی ریختند اما حرارت فرو نمی نشست آخر بعد از ریاضات ومجاہدات بسیار تسکین روئے نمود ولیکن از مستی وبے باکی خالی نبودہ است وآں حضرت نازبرداریٔ او بسیاری کرد ومی فرمود کہ آمدن من در ہندوستان بہ جہت ارشاد ایں مرد عالی قدر شدہ است بہرکیف چوں حضرت شاہ مدار قریب جونپور رسید سلطان ابراہیم شرقی ومیر صدر جہاں وقاضی شہاب الدین با جمیع اہل شہر استقبال نمود وآداب خدمت کما حقہٗ بجا آورد باعزاز تمام آنحضرت را درون شہر بردند وسعادت مندیٔ دارین حاصل نمودند پس چند سال آنحضرت بہ سبب رسوخت اعتقاد واخلاص آں جماعۃ مذکور وبجہت تکمیل بعض مریداں در جونپور توقف فرمود وعالمے بفیض ارشاد آں یگانہ آفاق مستفید گردید ودریں مرتبہ از تشریف آوردن جونپور چنداں اژدہام خلق کثرت مریداں جمع شدہ کہ در نمی آید ہزار ہزار مردم شبانہ روز گرد حجرہ متبرکہ آنحضرت پروانہ وار خود را نثار محبت می نمودند چرا کہ اکثر اوقات آنحضرت در خلوت لی مع اللّٰہ وقت مصروف بود وکمتر از حجرہ بیرون می آمد مگر در اوقات معین چوں یک پاس روز می برآمد بہ جہت دلداری ارباب محبت واہل حاجت بر در حجرۂ خاص خود می نشست وافادہ فرمود وقت زوال باز در حجرہ می بست وبخلوت مشغول می گشت

پھر کافی عاجزی و نیازمندی کے بعد حضرت شاہ مدار نے مہربانی فرماتے ہوئے اپنا تھوڑا سا لعاب دہن جو اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے انگشت شہادت سے قاضی محمود کی زبان پر لگا دیا تمام علوم جو ان کے راستے کے لئے حجاب بنے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں بھول گئے تین دن کے بعد انہیں مرید کیا اور شغل باطن کے شرف سعادت میں مشغول فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس علم کی جگہ پر جو حجاب بنا ہوا تھا علم لدنی عطا فرما دیا۔ حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کی اس توجہ خاص کی وجہ سے قاضی موصوف ارباب طریقت و حقیقت کے کاملوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے اور جب حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ جونپور کی طرف جانے لگے تو قاضی محمود یکبارگی سب کچھ چھوڑ کے اس سفر میں ہمراہ ہو گئے اور آپ بہت قوی الحال ہو گئے سرمستی اور بے خودی بڑھ گئی ان کے سینۂ بے کینہ میں عشق و محبت کی حرارت اس طور سے ظاہر ہوتی کہ قریب جلنے کے پہونچ جاتے اور کئی مشک پانی ان کے چہرے پر ڈالا جاتا مگر سوزش ختم نہیں ہوتی تھی آخر بہت ریاضت و مجاہدے کے بعد تسکین حاصل ہوئی لیکن مستی و بیبا کی سے خالی نہیں ہوئے آنحضرت ان کی بہت ناز برداری فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہندوستان میں میری آمد اسی مرد عالی قدر کی ہدایت وارشاد کے لئے ہوئی ہے۔ بہرحال حضرت مدار پاک جونپور کے قریب پہونچے تو سلطان ابراہیم شرقی و میر صدر جہاں و قاضی شہاب الدین تمامی اہل شہر کے ساتھ استقبال کے لئے آئے اور کما حقہ آداب خدمت بجالائے اور مکمل اعزاز واحترام کے ساتھ آنحضرت کو شہر میں لے گئے اور دارین کی سعادتمندی حاصل کی اور چند سال آنحضرت اس جماعت مذکور کے اعتقاد و اخلاص کو پختہ کرنے اور بعض مریدوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے جونپور میں اقامت پذیر رہے اور ایک عالم اس یگانۂ آفاق کے فیضان سے مستفیض ہوا اس مرتبہ جونپور میں تشریف لانے پر مخلوق کا اژدہام اور مریدوں کا اجتماع اس کثرت سے ہوا کہ شمار نہیں کیا جا سکتا ہزار ہا ہزار لوگ حجرۂ متبرکہ کے اردگرد رات و دن پروانوں کی طرح نثار محبت ہوتے رہے۔

<u>معمولات حضور مدار پاک</u>: اکثر اوقات حضرت مدار پاک خلوت میں لی مع اللّٰہ وقت کے مطابق مصروف عمل رہتے اور حجرہ سے باہر بہت کم نکلتے تھے مگر اوقات معین میں جب دن کا ایک پہر ہوتا تو رباب محبت و اہل حاجت کی دلداری کے لئے حجرۂ خاص کے دروازے پر جلوہ افروز ہوتے اور فائدہ رسانی فرماتے، زوال کے وقت پھر حجرہ میں چلے جاتے اور خلوت میں مشغول ہو جاتے۔

وبعد از نماز عصر بیرون آمدہ نیازمنداں را مستفید می ساخت و نماز مغرب و عشاء ادا فرمودہ باز منزوی می گشت و در ہر جا کہ تشریف می داشت ہمیں رسوم معمول بود و در مشرب اویسیہ مداریہ آنحضرت اکثر اوقات در استغراق اشغال باطن مصروف بود بنا براں بر عبادات و وظائف مختصر اکتفا نمود چنانچہ در صلوٰۃ خمسہ فریضہ و سنت موکدہ ادا می نمود و در نوافل تنہا نماز تہجد می گذارد و بعد از ادائے نماز تہجد یک ہزار و دو (صد) و بست بار اسم اعظم مجرب التاثیر یابدیع العجائب بالخیر یا بدیع می خواند و ایں اسم اعظم عمل خاص حضرت شاہ مدار است ہر کہ با ترتیب و شرائط از اجازت مرشد چند اربعین عمل نماید حقیقت علم ریمیا و ہیمیا و سیمیا و کیمیا بروے مکشوف شود و بعد از نماز فجر نود و نہ اسمائے الٰہی تمام یکبار خواندہ متصل آں دوازدہ بار دعائے بشمخ می خواند و بقاضی محمود کنتوری فرمود کہ ایں دعا در ہندوستان کسے صحیح نمی داند من ترا اجازت می کنم و دعائے مذکور فاتحہ کتاب انجیل است و دریں سلسلہ بیشتر معمول است و بعد از ادائے نماز ظہر چہل و یک اسماء اعظم سہ مرتبہ خواندی و بعضے مریدان را طریق دعوت اسماء اعظم نیز فرمودے و بعد از نماز عصر فاتحہ با تسمیہ ہفت بار و بعد از نماز مغرب دعاء عزیمت کبیرہ سہ بار و دعاء کبیرہ در صحف آدم علیہ السلام مندرج است خواص و تاثیر در ہر باب بسیار دارد و بعد از نماز عشاء یکبار ختم دعائے مجرب التاثیر سیفی می نمود چوں سیفی اور از روحانیت پاک حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بے واسطہ رسیدہ بود ازاں جہت دریں سلسلہ بسیار معمول است موثر است و مریدان مبتدی را ذکر جہر و ذکر جلی ترغیب می فرمود و در اذکار مذکورہ کلمہ اثبات تلقین می کرد یعنی الا اللّٰہ و بہ تصور لا موجود الا اللّٰہ و در ذکر ارّہ کہ آں را دریں سلسلہ بنوطے نیز می گویند لب بربستہ بآواز بلند ھا وھو در ارادہ می گذرانند تا آنکہ آواز ہویت در دل مدور بر دل صنوبر و دل نیلوفر قرار گردد و در شغل خفی مدار بزرگاں ایں سلسلہ بر اسم ذات است یعنی اللّٰہ! و در نہایت کار ہو در حبس دم بتصور مقام محمود و بارادہ القلوب بیت اللہ مشغول می شوند تا آنکہ از مقید بمطلق رسند

نماند ذکر ذاکر نور گردد — ز سر تا پا ہمہ مذکور گردد

واستغراق در آواز ہویت دریں سلسلہ نہایت معتبر و مفید است

اورنمازعصر کے بعد باہر نکل کر حاجت مندوں کو فیض وفائدہ پہونچاتے اور نماز مغرب وعشاء پڑھنے
کے بعد پھر خلوت نشیں ہوجاتے اور جس مقام پر تشریف فرما ہوتے اسی طریقے پر عمل فرماتے تھے
اور مشرب اویسیہ کے مطابق آنحضرت اکثر اشغال باطن میں مشغول رہتے تھے اسی بنا پر عبادات
ووظائف مختصر پر اکتفا فرماتے چنانچہ پانچ وقت کی فرض نمازیں وسنت مؤکدہ ادا فرماتے اور نماز
تہجد تنہا ادا فرمانے کے بعد ایک ہزار دوسوبیس مرتبہ اسم اعظم مجرب التاثیر یابدیع العجائب بالخیر یابدیع
پڑھتے تھے اور یہ اسم اعظم عمل خاص ہے حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ کا جو ترتیب وشرائط
کے ساتھ مرشد کی اجازت سے چند چلوں تک عمل کرے تو علم ریمیا ہمیا سیمیا وکیمیا کی حقیقت اس
پر ظاہر ہوجائے گی اور نماز فجر کے بعد پورے ننانوے اسمائے الٰہی پڑھتے پھر اس کے بعد بارہ مرتبہ
دعائے بشخ کی تلاوت فرماتے اور قاضی محمود کنتوری سے فرمایا کہ یہ دعا ہندوستان میں کوئی شخص صحیح
طور سے نہیں جانتا ہے میں تجھے اجازت دیتا ہوں دعائے مذکور کتاب انجیل کی فاتحہ ہے اور اس
سلسلۂ طیفوریہ مداریہ میں بہت زیادہ عمل میں ہے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد اکتالیس اسمائے
اعظم تین مرتبہ پڑھتے اور بعض مریدوں کے لئے دعوت اسمائے اعظم کے طریقے بھی بتائے ہیں
اور نماز عصر کے بعد تسمیہ کے ساتھ فاتحہ سات بار اور نماز مغرب کے بعد دعائے عزیمت کبیر تین بار
اور دعائے کبیرہ صحف آدم علیہ السلام میں مندرج۔ ہے اور ہر چیز کے بارے میں تاثیر وخواص کے
بہت زیادہ رکھتی ہے اور نماز عشاء کے بعد ایک بار ختم دعائے سیفی پڑھتے جو مجرب التاثیر ہے دعائے
سیفی حضرت مدار پاک کو حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے بے واسطہ پہونچی ہے
اس وجہ سے اس سلسلۂ قدسیہ میں بہت زیادہ معمول وموثر ہے اور نئے مریدوں کو ذکر جہر وذکر جلی
کے ترغیب دیتے تھے اور مذکورہ اذکار میں کلمۂ اثبات تلقین کرتے تھے یعنی الا اللہ جو تصور میں لاموجود
الا اللہ ہے اور اللہ کی تلقین کرتے تھے جس کو اس سلسلے میں ایک دوسری طرح سے بھی پڑھتے ہیں وہ
یہ ہے کہ ہونٹ بند کر کے باآواز بلند ہاؤ ہو کو دل میں گرادیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آواز ہویت دل
مدور میں دل صنوبر ودل نیلوفر پر ٹھہر جائے اور ذکر شغل خفی میں اس سلسلے کے بزرگوں کا دارومدار اسم
ذات پر ہے یعنی اللہ اور انتہائے کار میں ھــو جس دم کے اندر اپنے مقام محمود کا تصور کرتے ہوئے
اور یہ سوچتے ہوئے کہ قلوب اللہ کے گھر ہیں (القلوب بیت اللہ) جس دم میں مشغول ہوجاتے
ہیں یہاں تک کہ مقام مقید سے مقام مطلق تک پہونچ جائے۔

ع: نماند ذکر ذاکر نور گردد☆از سرتا پا ہمہ مذکور گردد۔ یعنی ذاکر کا ذکر سر سے پیر تک نور ہی نور ہوجاتا
ہے اور اس سلسلۂ عالیہ میں آواز ہویت سلسلۂ مداریہ میں نہایت ہی مفید ہے۔

چہ در عبادت وچہ در وظیفہ وچہ در اذکار وچہ در اشغال یکدم بے تصور آواز ہویت ضائع
نمی گذارند والحق ایں تصور در اکثر سلاسل معتبر وکار کرد است تعلق بہ عمل دارد الغرض
ترتیب شرائط وعمل وظیفہ مذکور وطریق کسب اذکار واشغال مسطور ایں نیاز مند کاتب
حروف عبدالرحمٰن چشتی را بہ حسب ظاہر از حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی رسیدہ است و
ایشاں را از خدمت حضرت شیخ ابوالفتح قدوائی رسیدہ بود وایشاں را از حضرت شاہ عالم
مداری وایشاں را از حضرت شاہ سعد مداری وایشاں را از حضرت شاہ میراں مداری و
ایشاں را از حضرت میٹھا مدار وایشاں را از حضرت قاضی محمود کنتوری وایشاں را از
خدمت حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ رسیدہ وبحسب باطن ایں
فقیر کاتب حروف را از روحانیت پاک حضرت قطب المدار قدس سرہٗ بے واسطہ نیز
رسیدہ است وبہ قدر استعداد خود بر آں عمل نمود آنچناں با ترتیب وشرائط پیش از تصنیف
ایں رسالہ در اوراد چشتی مندرج ساختہ بود بنا براں دریں محل مکرر نوشتن مناسب ندید ہر
کہ طالب ایں کار خواہد بود در اوراد چشتی دیدہ باجازت مرشد عامل عمل خواہد نمود وبعضے
علوم نوادر چنانچہ حقیقت بنائے ظہور عالم وفنائے آں بحسب صورت وکیفیت عالم
ارواح وعالم مثال واحوال ہر چہار دورہ از دوائر عالم وتمامی آں ودیگر مقدمات غریب
واحوال عجیب کہ فیض انوار روحانیت آنحضرت بریں فقیر کاتب حروف منکشف گشتہ
آں را نیز دریں محل نوشتن مناسب ندید بہر کیف کمالات حضرت شاہ مدار برتر ازاں
است کہ در قلم آید باز آمدم بر سر مطلب اول چوں حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ چند سال
با جمعیت صوری ومعنوی در جونپور گذرانید واز تربیت وہدایت طالباں ومریداں فارغ
شد وخواست کہ باز بجانب مکن پور توجہ نماید سلطان ابراہیم شرقی وجمیع اہل جونپور وخلق
آں دیار را جدائی آنحضرت نہایت دشوار پیش آمد وہیچ نوع نمی خواستند کہ آنحضرت
ازآنجا انتقال فرماید ولیکن چوں ایں طائفہ در ہر امور مامور بامر اللہ می باشند

اورعبادات ہوں یا وظیفے اذکار ہوں یا اشغال ایک سانس بھی اس سلسلہ کے لوگ آواز ہویت کے بغیر نہیں گذارتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ تصور اکثر سلسلوں میں معتبر اور کارآمد ہے عمل سے تعلق رکھتا ہے الغرض وظیفۂ مذکورہ کے عمل کے شرائط وترتیب اوراذکار واشغال کو حاصل کرنے کے طریقے جو مسطور ہوئے اس نیاز مند کاتب حروف عبدالرحمٰن چشتی کو ظاہری طور پر حضرت عبدالرحمٰن قدوائی سے حاصل ہوا ہے اوران کو حضرت شیخ ابوالفتح قدوائی کی بارگاہ سے اوران کو حضرت شاہ عالم مداری سے اوران کو حضرت سعد مداری سے اوران کو حضرت شاہ میراں مداری سے اوران کو حضرت شاہ میٹھا مدار اوران کو حضرت قاضی محمود کنتوری سے اوران کو حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ سے پہونچا ہے اور باطنی طور پر اس فقیر کاتب حروف کو حضرت قطب المدار قدس سرہٗ کی روحانیت پاک سے بھی بے واسطہ پہونچا ہے اور استعداد کے مطابق اس پر عامل ہے اسی طرح ترتیب وشرائط کے ساتھ یہ رسالہ تصنیف کرنے سے پہلے اوراد چشتی میں لکھ چکا ہے۔ لہٰذا اس جگہ دوبارہ لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ جوکوئی اس معمول کا طالب ہو اوراد چشتی میں دیکھ کر مرشد عامل کی اجازت سے عمل کرے اور بعض علوم نوادرہ جیسے ظہور وفنائے عالم کی حقیقتیں ظاہری طور پر اور عالم ارواح وعالم مثال کی کیفیتیں اوراد وار عالم میں سے ہر چہار دور اوران تمام کے حالات اور دوسرے غریب مقدمات وعجیب حالات جو حضرت مدار پاک کے انوار روحانیت کے فیضان سے اس فقیر کاتب حروف پہ ظاہر ہوئے ہیں ان سب کو اس جگہ لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ بہرکیف حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کے کمالات اس سے بھی کہیں بلند وبالا ہیں جو حیطۂ تحریر میں لائے گئے۔ باز آمدم برسر مطلب اول بیان مقصود پر واپس ہوا جب حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کچھ سالوں تک ظاہری و باطنی سکون کے ساتھ جونپور میں گذارے اور محبین ومریدین کی ہدایت وتربیت سے فارغ ہوئے تو مکن پور واپسی کا ارادہ فرمایا۔ سلطان ابراہیم شرقی وتمامی اہل جونپور اوراس دیار کے لوگوں کے لئے آنحضرت کی جدائی بہت دشوار گذری اور کسی طرح سے نہیں چاہتے تھے کہ آنحضرت یہاں سے تشریف لے جائیں لیکن چونکہ یہ جماعت ہر معاملے میں مامور بامراللہ ہوتی ہے

حضرت شاہ مدار خواہ نہ خواہ آں جماعت رابطرزے تسلی بخشیدہ روانہ مکن پور گردید وچند روز بہ جہت تربیت ومفاخرت قاضی محمود در قصبہ کنتور توقف واقع شد وارباب ضلالت راہدایت می بخشید روزے وقت خوش بود درحق قاضی محمود نوازشہا وبخششہا می فرمود او گستاخی نمودہ معروض داشت کہ از توجہ آنحضرت جمیع مطالب صوری ومعنوی بندہ دل خواہ میسر شدند مگر یک تمنا در دل ماندہ است اما از ہیبت حضور نمی توانم بزبان آورد آنحضرت فرمود کہ وقت رحمت است ہر حاجتے کہ داشتہ باشی بخواہ قاضی محمود التماس نمود یک پسر آنچناں می خواہم کہ صاحب مقامات واحوالات مثل آنحضرت باشد حضرت شاہ مدار خوش وقت شد وفرمود کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ یک پسر رشید بمن عطا فرمودہ بود اما من متاہل نہ شدم آں پسر بہ تو مبارک باشد ان شاء اللہ ہمچو ما خواہد شد و نام او میٹھا مدار باشد کہ مدار منتہا، میٹھا مدار۔ قاضی محمود ازیں عطایا نہایت خوش دل گشتہ سجدۂ شکر بجا آورد ومفاخرت ازل وابد حاصل نمود پس اہل مجلس اورا مبارک باد گفتند بعد از چند ایام آنحضرت متوجہ بطرف مکن پور گردید وقاضی محمود را از کمال مہربانی در قصبہ کنتور گذاشت فرمود کہ الحال تو دریں جاباش بعد از ولادت میٹھا مدار آں مژدہ پیش من خواہی آورد کہ امانت بجہت آں فرزند سعادتمند داشتہ ام حوالۂ تو خواہم نمود قاضی محمود سر برزمین آوردہ رخصت شد وآنحضرت باعظمت وکرامت در مقام متبرکہ مکن پور تشریف بردہ بہدایت خلق آں دیار مشغول گشت ومردم ارباب حاجات از ہر دیار آمدہ چنداں مجتمع گشتہ بودند کہ گرد وپیش مکن پور از کثرت خلائق کسے راہ نمی یافت چنانچہ الحال در ایام عرس آنحضرت مردم از ہر طرف آمدہ جمع می شوند سبحان اللہ تصرف ولایت حضرت شاہ مدار در وقت حیات وممات برابر است وتا عالم باقی است ویکساں خواہد بود بلکہ در ترقی چنانچہ بزرگے خوش گفتہ است۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

پس بعد از مدت سہ سال قاضی محمود از کنتور آمدہ بہ شرف زمین بوس مشرف گردید ومژدہ ولادت میٹھا مدار بعرض رسانید آنحضرت نہایت خوشحال شدہ دعائے خیر درحق او مبذول داشت

حضرت شاہ مدار چارونا چار اس جماعت کو کسی طرح تسلی وتشفی دے کر مکن پور روانہ ہوئے اور کچھ دن تک قاضی محمود کنتوری کو تربیت وسعادت بخشنے کے لئے قصبہ کنتور میں قیام فرمایا اور بھٹکے ہوؤں کو دولت ہدایت سے مالا مال کیا ایک دن بڑا مبارک وقت تھا (مدار پاک) قاضی محمود پر نوازش و بخشش کا دریا بہا رہے تھے کہ قاضی صاحب شوخی دکھاتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت مدار پاک کی عنایت سے غلام کے سارے مقاصد ظاہری وباطنی حسب خواہش پورے ہو گئے مگر دل میں ایک تمنا باقی رہ گئی ہے جسے حضور کی ہیبت کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتا حضرت مدار پاک نے فرمایا کہ رحمت وبخشش کا وقت ہے جو بھی ضرورت ہو بیان کرو قاضی محمود نے عرض کیا کہ ایک ایسا لڑکا چاہتا ہوں جو حالات وکمال میں آنحضرت کا مظہر ہو حضرت شاہ مدار نے خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک صالح فرزند عطا فرمایا تھا لیکن میں غیر شادی شدہ ہوں وہ لڑکا تمہیں مبارک ہو وہ تمہاری خواہش کے مطابق ہوگا اور اس کا نام میٹھے مدار ہوگا قاضی محمود اس عطائے خسروانہ سے بہت زیادہ خوش ہو کر سجدۂ شکر بجالائے اور ازلی وابدی سعادت حاصل کی پھر اہل مجلس نے انہیں مبارکباد پیش کی پھر چند دنوں کے بعد آنحضرت مکن پور کی طرف روانہ ہوئے اور قاضی محمود کو کمال کرم ومہربانی سے کنتور میں رہنے دیا اور فرمایا کہ ابھی تم یہیں رہو میٹھا مدار کی ولادت کے بعد اس کی خوش خبری میرے پاس لاؤ گے تو جو امانتیں اس نیک بخت لڑکے کے لئے میرے پاس ہیں تمہارے حوالے کروں گا قاضی محمود قدمبوسی کر کے رخصت ہوئے اور حضرت مدار پاک عظمت وکرامت کے ساتھ مقام متبرک مکن پور تشریف لے جا کر اس علاقے کے لوگوں کی ہدایت میں مشغول ہوئے ہر دیار وامصار سے حاجت مندوں کی آمد سے اتنا بڑا مجمع ہوتا تھا کہ مکن پور کے آس پاس لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کسی کو راستہ نہیں ملتا تھا جیسا کہ اب بھی حضرت مدار پاک کے عرس کے ایام میں ہر طرف سے لوگ آکر اکٹھا ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ حضرت شاہ مدار کی ولایت کا تصرف واختیار حیات و ممات میں یکساں ہے اور جب تک عالم باقی ہے اسی طرح برابر رہے گا بلکہ مزید ترقی پر ہوگا چنانچہ کسی بزرگ نے بہت خوب کہا ہے کہ،، اگر گیتی سرا سر باد گیرد۔ چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد،، یعنی ساری دنیا طوفان بن جائے پھر بھی اولیاء کرام کا چراغ نہیں بجھ سکتا۔ پس تین سال کے بعد قاضی محمود کنتور سے آکر قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے اور میٹھا مدار کی ولادت کی خوش خبری سنائی آنحضرت بے پناہ خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ونوازشہا فرمودہ روئے مبارک بجانب حاضران مجلس آوردہ بلسان جاوداں قضائے الٰہی راند کہ ہرگاہ فرزند میٹھا مدار در عالم وجود وظہور نمود پس الحال مارا می باید کہ در پردہ شوم چرا کہ دریں عالم مارا دیگر کارے نماند ازیں کلمۂ فراق نما قاضی محمود ودیگر یاران محرم اسرار کہ عاشق جمال ولایت آنحضرت بودند بے اختیار نعرہ زناں مدہوش در افتادند وزاری گریستند ونہایت اضطراب وبے طاقتی اظہار می نمودند پس بعد از ساعتے آنحضرت از کمال مہربانی بجانب یاراں محرم راز متوجہ شدہ فرمود کہ ایں ادا ہا از شما بسیار عجب است باوجود در قرآن مجید خواندہ اید کما قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ومصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائے تمام عالم است او چنیں فرمود کہ ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی الدار وشما خود از صفائے باطن بصارت پیدا کردہ اید واحوال اولیائے گذشتہ رامی دانید کہ ایں طائفہ راموت نیست مگر از نظر عوام مختفی می شوند بایں ہمہ دانش وبینش باز اضطراب چیست خاطر خود ہا جمع نمودہ بکار خود سرگرم باشید وایں درویش راہرگز از خود جدا ندانید ایں قسم وصایا دل پسند فرمود یاراں رافی الجملہ تسکین بخشید وباز گفت کہ شمارا نیک معلوم است کہ دریں زمانہ آخر صد سال کسے زیادہ دریں عالم نمی ماند و مارا حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ از کرم وفضل خود بیشتر از صد سال در عالم کون نگاہ داشت از آنجملہ قریب سی وصد وپنج سال در ولایت شام بمشرب موسیٰ وہارون صلوٰۃ اللہ علیہما گذرانیدم وقریب چہل سال در دیار مکہ معظمہ ومدینۂ رسول خدا ونجف علی مرتضیٰ بسر بردہ انواع علوم حاصل نمود بطریق صراط مستقیم حتی الامکان سیر سلوک نمودم وقریب پنجاہ سال است کہ در ممالک ہندوستان بصحبت ورفاقت شما راحت وذوق گرفتم ودریں مدت حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ ہیچ بیماری واثر پیری وحادثات زمانی رابر من قدرت تسلط نداد ودر سایۂ عنایت بے غایت خود از جمیع تفرقات ظاہری وباطنی محفوظ داشت وشمارا بہ سبب درخواست ایں ضعیف باسرار پاک خود بوجہ احسن آشنا گردانید پس شکر نعمت مذکورہ برشما لازم شد

اورنوازشات فرما کر حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوئے۔ **خلفاء ومریدین کو وصیت**: اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ جس وقت فرزند پیٹھا مدار عالم وجود میں ظہور پذیر ہو ہم کو پردہ فرمالینا چاہئے اس لئے کہ اس دنیا میں ہمارے لئے کوئی خاص کام باقی نہیں رہا اس کلمۂ فراق نما سے قاضی محمود اور دوسرے محرم اسرار یاران جاں نثار جدمدار پاک کے جمال ولایت کے دیوانے تھے بے اختیار نعرہ مار کر مدہوش ہو گئے اور زار وقطار رونے لگے اور بیحد بے قراری اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے لگے پس تھوڑی دیر کے بعد سرکار مدار پاک نے کمال مہربانی سے یاران محرم راز کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمہاری یہ حالت بڑی عجیب وغریب ہے اس کے باوجود کہ تم سب نے قرآن مجید میں پڑھا ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولٰکن لاتشعرون جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو لوگ راہ خدا میں شہید کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام عالم کے پیشوا ہیں اس طرح فرماتے ہیں ان اولیاء اللّٰہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی بیشک اللہ کے ولی نہیں مرتے ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف کوچ فرماتے ہیں اور تم لوگ خود صفائے باطن سے ایسی بصیرت رکھتے ہو اور اولیائے گذشتہ کے بارے میں جانتے ہو کہ اس جماعت کیلئے موت نہیں ہے بلکہ یہ لوگ عام نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں اس دانائی وبینائی کے باوجود اضطراب وبیقراری کیوں ہے؟ اطمینان قلب کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں سرگرم رہو اور اس درویش کو اپنے سے ہرگز جدا نہ جانو اس طرح کی دل پسند وصیتیں فرما کر احباب کو مکمل سکون واطمینان عطا فرمایا اور پھر تکلم ریز ہوئے کہ تم سب کو بخوبی معلوم ہے اس دنیا میں اس آخری زمانہ میں کوئی شخص سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سو سال سے زیادہ اس عالم کون میں زندہ رکھا ان میں سے تقریباً پینتیس سال ملک شام میں حضرت موسیٰ اور ہارون صلوٰۃ اللہ علیہما کے مشرب پر گذارے اور تقریباً چالیس دیار مکہ معظمہ ومدینۂ رسول خدا ونجف علی مرتضیٰ میں بسر کئے قسم قسم کے علوم حاصل کئے اور حتی الامکان صراط مستقیم کے طور پر راہ سلوک طے کئے اور تقریباً پچاس سال ممالک ہندوستان میں تمہاری صحبت ورفاقت میں پورے کئے اور اس مدت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوئی بیماری واثر پیری وحادثات زمانی کو مجھ پر مسلط نہیں فرمایا اور اپنی بے پناہ عنایتوں کے سائے میں تمام ظاہری وباطنی مصائب آلام سے محفوظ رکھا اور تم سب کو تمہاری چاہت کی وجہ سے اس درویش ضعیف نے اپنے پاکیزہ اسرار ورموز سے آگاہ کیا پس نعمت مذکورہ کا شکریہ تم سب پر لازم ہے

کہ بجا آورید وما را بطور خود بآں کریم کارساز وقادر مطلق بے نیاز بسپارید پس ازیں کلمات روح افزا ودل پسند وہمت بخش جمیع یاران محرم خجالت کشیدہ سر بزمین نیاز آوردہ قصور فہم خود اظہار نمودہ ستائش آنحضرت کردند بعدازاں عزیزے بطرزے معروض داشت کہ از بعض یاراں شنیدہ می شود کہ آنحضرت را علم نقل ارواح معلوم است فرمود آری من آں علم را نیک می دانم اما بعمل آں مشغول نشدم از بہر آنکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ موافق استعداد ارواح وجودے بآں ارواح عطا می فرماید پس ہرگاہے حق تعالیٰ چنیں نعمت وجود موافق استعداد روح ایں کس عطا نمودہ باشد ومدت چہل ویا پنجاہ سال بآں وجود کسب کمالات صوری ومعنوی کردہ آں را آراستہ بود آں وجود محل تجلیات انوار جلال وجمال ذات واجب الوجود گشتہ باشد وبواسطہ طمع خام آں وجود کامل را گذاشتہ وجودے ناقص حاصل نماید پس خود را خود ضائع کردہ باشد وبعضے مردم را من دیدہ ام کہ عمل نقل ارواح کردہ بودند در قید وجود ناقص افتادند وافسوس می کردند وبر سر خود خاک حسرت می افشاندند اما چہ سود باید کہ ہیچ عاقل ایں قسم حوصلہ خام را بخود راہ ندہد وجودیکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بعلم خاص خود برائے او تجویز فرمودہ است براں راضی باشد وبہ کسب کمالات کوشش نماید ونہایت کار سالکاں ایں راہ رضا بقضا دادن وخود را واختیار خود را زمیان برداشتن است پس ازاں روز جمیع یاران از حیات صوری آنحضرت نا امید شدند وایں مجلس در غرہ ماہ جمادی الاول واقع شد بود وہفدہ روز دیگر آنحضرت در قید وجود ماندہ انواع فوائد از ہر اقسام بیان می فرمود ودر حق ہر طالب ومرید موافق استعداد آنکس نعمتے ارشادی نمود وازیں توجہ آنحضرت ہیچ یکے از حالے وسکرے وبطرزے مخصوص خالی نبودہ است چنانکہ الان آں اثر دراں سلسلہ باقی است ولیکن بزرگان ارباب تحقیق آں سلسلہ بہ نقل متواتر چناں روایت می کنند کہ ہفتاد مرید آنحضرت از جمیع مقامات واحوالات گذشتہ بمرتبۂ تکمیل وارشاد رسیدہ بودند واکثرے ازاں ہفتاد تن بعد از وفات آنحضرت جابجا در مقام خود بر مسند ولایت وارشاد متمکن گشتہ طالبان ومریدان صادق را ہدایت نمودہ بمرتبۂ تکمیل می رسانیدند وانواع تصرفات وخارق عادات مثل احیاء اموات ازایشاں بہ ظہور پیوستہ کہ تفصیل آں طولے دارد

کہ ادا کرو اور ہم کو اپنے طور پر کریم کارساز وقادر مطلق بے نیاز کے سپرد کر دو پس ان روح افزا دل پسند وہمت بخش کلمات کو سن کر تمام یاران رازدار شرمندہ ہو کر سرزمین نیاز پہ خم کر دیئے اور اپنے قصوروار ہونے کا اظہار کر کے آنحضرت کی تعریف وستائش بیان کیں اس کے بعد ایک عزیز نے ایک درخواست پیش کی کہ بعض احباب سے سنا جاتا ہے کہ آنحضرت کو نقل ارواح کا علم معلوم ہے فرمایا کہ میں اس علم کو بخوبی جانتا ہوں مگر اس عمل میں مشغول نہیں ہوا اس لئے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہماری روحوں کی استعداد کے موافق ان مثالی روحوں کو ایک وجود مثالی عطا فرماتا ہے پس یقیناً حق تعالیٰ نے ایسی نعمت وجود کو اس ناچیز کی روح کے موافق بنایا ہوگا اور چالیس پچاس سال کی مدت تک وجود عنصری کے ساتھ ظاہری ومعنوی کمالات کا حصول کر کے اس روح کو سنوارا یہ وجود عنصری انوار جلال الٰہی کی تجلیوں کا محل اور ذات واجب الوجود کی جلوہ گاہ بنا ہے تھوڑے سے لالچ کے لئے اس کامل وجود کو چھوڑ کر ناقص وجود کو حاصل کرنا گویا خود کو خود سے ضائع کر دینے کے مترادف ہوگا۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے نقل ارواح کا عمل کیا اور وجود ناقص کے قید میں گرفتار ہو گئے اب وہ افسوس کرتے ہیں اور سر پر خاک حسرت مل رہے ہیں مگر کیا فائدہ کوئی عقل مند اس قسم کے حوصلۂ خام کو اپنے لئے پسند نہیں کرے گا جس وجود کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم خاص سے خود اسی کیلئے تجویز فرمایا اسی پر قائم رہے اور حصول کمالات کے لئے کوشش کرے اور اس راہ کے سالکوں کا مقصد اصلی راضی برضا رہنا ہے اور اپنے وجود واختیار کو درمیان سے اٹھا لینا ہے پس اسی دن سے تمام مریدین ومحبین آنحضرت کی حیات ظاہری سے مایوس ہو گئے یہ مجلس ماہ جمادی الاول کے شروع میں واقع ہوئی تھی اور سترہ روز حیات ظاہری میں رہ کر حضور قطب المدار ہر قسم کے فوائد کثیرہ کو بیان فرماتے رہے اور ہر طالب ومرید کے حق میں اس کی اہلیت کے مطابق ارشاد کی نعمت سے مالامال فرماتے رہے اور حضرت مدار پاک کی اس توجہ سے کوئی شخص مخصوص حال وسکر وطرز سے خالی نہیں رہ گیا تھا جیسا کہ آج بھی اس کا اثر اس سلسلہ والوں میں باقی ہے لیکن اس سلسلے کے ارباب تحقیق مشائخ نقل متواتر کے ساتھ اس طرح روایت کرتے ہیں کہ حضرت مدار پاک کے ستر مریدین تمام مقامات واحوال سے گذر کر مرتبۂ تکمیل وارشاد پر فائز تھے اور ان ستر افراد میں سے حضرت مدار پاک کی وفات کے بعد جا بجا اپنے مقام میں مسند ولایت وارشاد پر جلوہ گر ہوئے اور سچے طالبوں ومریدوں کو ہدایت دے کے مرتبۂ تکمیل پر پہونچا رہے ہیں اور قسم قسم کے تصرفات وخوارق عادات جیسے مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ ان سے ظاہر ہوتا ہے جن کی تفصیل بڑی لمبی ہے۔

دریں مختصر گنجائش آں نیست واثر ظہور ولایت ایشاں تا امروز بر سر مرقد بابرکت ہر کدامے ازاں مقبولان درگاہ حضرت الوہیت ہویدا و شاہد حال ایشاں است چنانچہ حضرت قاضی محمود پسر رشید او میٹھا مدار در قصبۂ معتبر کہ کنتور آسودہ اند بمثل زندگانی تصرف دارند وحضرت قاضی مطہر نیز بغایت عظیم القدر بود در شہر کالپی (در قصبہ ماور) زیارت گاہ اوست وحضرت قاضی شہاب قدوائی در موضع چمبلائی خفتہ تصرف دراں دیاری کند وحضرت شاہ الا کہ در ولایت گور بنگالہ آسودہ است شہرتے عظیم دارد وحضرت میر سید جمال الدین المشہور بہ سید جمن کہ در قصبہ بیلہ قریب شہر بہار شریف مسکن گرفتہ تصرفے قوی دارد وحضرت میر سید احمد بادپائے کہ در سیر وطیر نظیرے نداشت در جنگل کولھوا بن نواحی شہر جونپور آرامگاہ اوست وحضرت شاہ جودھن مداری کہ در شہر اودھ مسکن گرفتہ است وحضرت شیخ شمس ثابت کہ در شہر لکھنؤ آسودہ است وحضرت شیخ بدھن صدیقی کہ در قصبۂ سندیلہ قرارگاہ اوست وشاہ نہنگا بھیکا کہ در شہر قنوج شہرت دارد وغیرہ علی ہٰذا القیاس کمالات ولایت بزرگان سلسلۂ اویسیہ مداریہ اظہر من الشمس است محتاج بہ بیان ندارد پس حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ در ایام آخر حیات خود ہر روز بعضے ازاں مریداں صاحب تکمیل را جدا جدا بنوبت در جائے خلوت خود می طلبید وہر یک را بوصیتے ونعمتے مخصوص مفتخر می گردانید ومقامے بجہت سکونت او متعین می رفت واجازت وارادت و ارشاد مع خرقۂ خلافت عطا می فرمود وبعد ازاں بتاریخ ہژدہم ماہ جمادی الاول تنہا قاضی محمود کنتوری را حجرہ خاص پیش خود طلبید ودر باب تربیت وارشاد میٹھا مدار نہایت تاکید فرمودہ وہر عملے وکسبے واشغالے کہ مخصوص آں حضرت بود بہ جہت میٹھا مدار ترغیب نمود وآں دستار وپیراہن وازار کہ مرد غیب از کارخانۂ الوہیت بشاہ مدار رسانیدہ بود در مدت پنجاہ سال آں را در برداشت وہماں قسم مصفا وتازہ ماندہ بود آں جامہ را از بدن مبارک خود برآوردہ حوالہ قاضی محمود نمودہ فرمود کہ ایں امانت مارا بعد از تربیت وارشاد بفرزندی شاہ میٹھا مدار خواہی رساند کہ ایں خلعت فاخرہ خاصہ نصیب اوست چوں ازیں امور عظیم فارغ گردید بعد ازاں بخادماں مخصوص امر فرمود

اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے ان کے ظہور ولایت کا اثر بارگاہ الوہیت کے ان مقبول بندوں میں سے ہر ایک کے مزار مقدس پر آج تک ظاہر اور ان کے حال پر گواہ ہے۔ **زندہ شاہ مدار کے خلفاء:** چنانچہ قاضی محمود اور ان کے فرزند رشید میٹھامدار قصبہ مبارک کنتور میں آرام فرما ہیں اور مثل زندگانی کا تصرف رکھتے ہیں اور حضرت قاضی مطہر بھی بہت عظیم القدر بزرگ ہیں شہر کالپی میں ان کی زیارت گاہ ہے (صحیح یہ ہے کہ حضرت قاضی مطہر قدس سرہٗ کی مزار مقدس مادر شریف میں ہے جو کالپی سے تقریباً چالیس کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ آپ کی خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین جناب پیر سید فخر الاسلام عرف شبو میاں صاحب ہیں) اور حضرت قاضی شہاب الدین قدوائی موضع چمیلائی میں آسودۂ خاک ہو کر اس دیار میں تصرف فرماتے ہیں اور حضرت شاہ الا جو ولایت گور بنگالہ میں محو خواب ہیں بڑی شہرت کے مالک ہیں اور حضرت میر سید جمال الدین المشہور سید جمن جنتی قصبہ ہیلسہ شہر بہار شریف کے قریب میں سکونت پذیر ہو کر بڑے تصرف و اختیار کے مالک ہوئے ہیں اور حضرت میر احمد بادیہ پا جو سیر و طیر میں مثال نہیں رکھتے جنگل کولہوا بن نواح شہر جونپور میں ان کی آرام گاہ ہے (قصبہ گھوسی ضلع مئو سے قریب دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں اب یہ میراں شاہ کے نام سے مشہور ہیں) اور حضرت شاہ جودھن مداری جنہوں نے اودھ میں اپنا مسکن بنایا ہے اور حضرت شیخ شمس ثابت جن کی آرام گاہ قصبہ سندیلہ میں ہے اور شاہ نہنگا بھیکا جو شہر قنوج میں مشہور خلائق ہیں وغیرہم اسی طرح سلسلۂ اویسیہ مداریہ کے بزرگوں کے کمالات ولایت اظہر من الشمس ہیں محتاج بیان نہیں۔ پس حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ اپنی حیات کے آخری دنوں میں ہر روز صاحب تکمیل مریدوں میں سے بعض حضرات کو الگ الگ باری باری سے اپنے خلوت خانہ میں بلاتے اور ہر ایک کو کسی نہ کسی ایک مخصوص نعمت و وصیت سے مشرف فرماتے اور کسی مقام کو اس کی سکونت کے لئے متعین فرماتے اور اجازت مع خرقۂ خلافت عطا فرماتے تھے اس کے بعد ماہ جمادی الاول کی اٹھارہویں تاریخ کو تنہا قاضی محمود کنتوری کو حجرۂ خاص میں اپنے سامنے طلب فرمایا اور میٹھامدار کی تربیت و ارشاد کے بارے میں بہت سخت تاکید فرمائی اور جو عمل و کسب و شغل حضور مدار پاک کیلئے مخصوص تھے میٹھامدار کے لئے ترغیب فرمائی اور وہ دستار پیراہن وازار جسے مردان غیب کارخانۂ الوہیت سے حضرت شاہ مدار کے لئے لائے تھے جنہیں پچاس سال کی مدت تک آپ نے زیب تن فرمایا اور وہ اسی طرح صاف ستھرے اور تر و تازہ تھے ان تینوں کپڑوں کو اپنے جسم مبارک سے اتار کر قاضی محمود کے حوالے فرمایا اور حکم دیا کہ ہماری ان امانتوں کو اپنے فرزند میٹھامدار کی تربیت و ارشاد کے بعد پہونچا دو گے اس لئے کہ یہ قیمتی جوڑا خاص اسی کے نصیب کا ہے۔ **قطب المدار کا وصال:** جب اس امر عظیم سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد مخصوص خادموں کو حکم دیا

کہ چند کوزہ نو ببرید و آب دریائے رواں پر کردن بیارید آنہا رفتہ آب دریا آوردند پس فرمود کہ ایں آب و حجرۂ من گذاشتہ شما بیرون روید کہ مردانِ غیب آمدہ کارسازی غسل و تکفین من موافق امر الٰہی بجا خواہند آورد و ہرگاہ دروازۂ حجرہ خود بخود کشادہ شود آں زماں ایں بدن عنصری را در عین حجرہ زیر خاک مدفون خواہند ساخت پس دروازۂ حجرہ بدست حق پرست خود بربست و باحق مشغول گشت یاراں محرم و خادمان مخصوص بر در حجرہ منتظر بودند بعد از چند ساعت آوازے از دروں حجرہ برآمد کہ شاہ مدار مردانہ وار بحق پیوست بعدہٗ مردان غیب آں حضرت را غسل دادند یک چادر و یک کلاہ کہ از عالم غیب آوردہ بودند در بدن لطیف آں محبوب حق لباس لطیف پوشانیدند و آں حضرت را بر تختۂ چوب کہ در حجرہ بود خوابانیدہ و نماز بروے گذاردہ مردان غیب بجائے خود رفتند بعد ازاں دروازۂ حجرہ خود بخود کشادہ گشت و نور در عالم افتاد پس یاران محرم وغیرہ مردم نماز جنازہ آں قطب ارشاد ادا نمود موافق وصیتش باہماں جا مہا در حجرہ خاص مدفون ساختند وصال حضرت قطب الاقطاب شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہٗ آخر روز پنجشنبہ بتاریخ ہژدہم ماہ جمادی الاول در سن اربعین بوقت سلطنت سلطان ابراہیم شرقی در دیار ہندوستان واقع شد و تولد آں حضرت در ستہ خمس و عشر و سبع مأۃ بولایت شام کہ بہشت روئے زمین است واقع شدہ بود (تحقیق معلوم شدہ است کہ تولد حضرت زندہ شاہ مدار در سن دوصد و چہل و دو ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع شدہ بود و پنج صد و نود و شش سال عمر داشت) و یک صد و بست و پنج سال عمر داشت چنانچہ ازیں نظم تاریخ تولد و وفات و مدت عمر ظاہر می شود۔

تاریخ تولد حیات لعل شاہ مدار	بیباک جہاں لاہوت فارغ از اغیار
از طینت فردوس زمیں یافت وجود	در ہفصد و پانزدہ بام جلوہ نمود
تا یک صد و بست و پنج کمالاتش کرد	در ہشت صد و چہل چند وفاتش فرمود

ازیں رباعی در آخر مصرع نیز تاریخ وفات می برآید۔

محو شد در ذات مطلق آں نگار	تا بدیع الدین شدہ شاہ مدار
سال تاریخش ندا آمد از غیب	از جمال احوال شد آں عین یار

کہ چند نئے چھوٹے مٹکے لاؤ اور دریائے جاری سے پانی بھر کر لے آؤ وہ لوگ دریا کا پانی لے کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی میرے حجرے میں رکھ کر تم لوگ باہر چلے جاؤ اس لئے کہ مردان غیب آکر میرے غسل وتکفین کا عمل امر الٰہی کے موافق انجام دیں گے اور جس وقت حجرے کا دروازہ خود بخود کھل جائے اس بدن عنصری کو حجرے کے درمیان مٹی کے نیچے دفن کر دینا پس حجرے کے دروازے کو اپنے دست حق پرست سے بند فرما کے یاد حق میں مشغول ہو گئے یاران راز دار و خادمان مخصوص حجرہ کے دروازے پر سراپا انتظار بنے بیٹھے تھے کہ اندرون حجرہ سے ایک آواز آئی کہ شاہ مدار قدس سرہٗ انتقال کر کے واصل بحق ہو گئے۔ **اللہ پاک کی طرف سے تجہیز و تکفین:** اس کے بعد مردانِ غیب نے آنحضرت کو غسل دیا اور ایک چادر و کلاہ جسے عالم غیب سے لائے تھے اس محبوب حق کے بدن لطیف میں اس لباس لطیف کو پہنا دیا اور آنحضرت کو ایک لکڑی کے تخت پر جو حجرہ کے اندر تھا سلا دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر مردان غیب اپنے مقام پر چلے گئے، اس کے بعد حجرہ کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا پھر یارانِ محرم وغیرہ نے اس قطب ارشاد کی نماز جنازہ ادا کر کے ان کی وصیت کے مطابق ان تمام کپڑوں کے ساتھ حجرۂ خاص میں دفن کر دیا۔ حضرت قطب الاقطاب شیخ بدیع الدین الملقب بہ زندہ شاہ مدار کا وصال جمعرات کی شام ماہ جمادی الاول کی اٹھارہویں تاریخ ۸۴۰ھ میں دیار ہند میں سلطنت ابراہیم شرقی کے وقت میں ہوا اور آنحضرت کی ولادت ۷۱۵ھ میں ولایت شام میں جو روئے زمین کی جنت ہے ہوئی تھی۔ (صحیح تحقیق یہ ہے کہ حضور زندہ شاہ مدار کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر شریف ۵۹۶ سال کی ہوئی) ایک سو پچیس سال کی عمر پائی۔ چنانچہ اس نظم سے تاریخ ولادت و وصال اور مدت عمر ظاہر ہوتی ہے۔ تاریخ تولد و حیات لعل شاہ مدار۔ بے باک جہاں لاہوت فارغ از اغیار۔ یعنی شاہ مدار کی تاریخ ولادت و وصال جو اغیار سے فارغ اور جہان لاہوت کے بے باک (درویش ہیں)

از طینت فردوس زمیں یافت وجود☆ در ہفصد و پانزدہ بشام جلوہ نمود یعنی جنتی آب و گل سے زمین پہ وجود پائے سات سو پندرہ ہجری میں ملک شام میں جلوہ گر ہوئے۔ تا یک صد و بست و پنج کسب کمالاتش کرد☆ در ہشت صد و چہل وفاتش فرمودہ،، یعنی ایک سو پچاس سال تک حصول فضل و کمال کئے آٹھ سو چالیس ہجری میں ہندوستان میں وصال فرمایا۔ اس رباعی کے آخری مصرعے میں بھی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ محو شد در ذات مطلق آں نگار☆ تا بدیع الدین شاہ مدار،، یعنی وہ محبوب ذات مطلق میں ڈوب گیا یہاں تک کہ بدیع الدین سے شاہ مدار ہو گیا۔ سال تاریخش ندا آمد از غیب☆ از جمال احوال شد آں عین یار،، یعنی اس کی سال تاریخ کے بارے میں غیب سے آواز آئی اس محبوب کا حال جمال سے ظاہر ہو گیا۔

وبعد از چند ایام عمارت روضہ متبرکہ حسب الحکم سلطان ابراہیم شرقی باہتمام پسر میر صدر جہاں جونپوری باتمام رسید پس ازاں وقت قصبہ مکن پور قبلہ حاجات عالم گردید رحمۃ اللہ علیہ۔ تمت

ہٰذہ الرسالۃ مرآۃ مداری من تصانیف حقائق و معارف آگاہ ہادی صراط اللہ مولوی معنوی شیخ عبد الرحمٰن چشتی

☆

مرآۃ مداری تصنیف شیخ عبد الرحمٰن چشتی جسے ابو سلمہ شفیع احمد حنفی بہاری نام کے کسی شخص نے کسی پرانے نسخے سے نقل کر کے مرآۃ مداری کا ایک مخطوطہ تیار کیا ہے فقیر الفقیر محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری نے آج مورخہ ۶؍ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰؍ جون بروز منگل ۲۰۰۹ء کو اسی ابو سلمہ والے مخطوطہ کی نقل مکمل کی ہے، جو من و عن ہے۔

محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری

اور چند دنوں کے بعد روضۂ مبارکہ کی عمارت بہ حسب فرمان سلطان ابراہیم شرقی اور میر صدر جہاں کے لڑکے کے اہتمام ونگرانی میں مکمل ہوئی پس اسی وقت سے مکن پور عالم قبلۂ حالات ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ حقائق ومعارف آگاہ ہادی صراط اللہ مولوی معنوی شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی تصانیف میں سے رسالہ مرأۃ مداری مکمل ہوا جس کو ابوسلمہ شفیع احمد حنفی مداری نے لکھا ہے۔

مترجم ابوالفضل محمد صفی اللہ شمیم القادری المداری

۴رذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بروز بدھ مطابق ۳ردسمبر ۲۰۰۸ء

جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام
جھہراؤں
مشرقی یوپی کی یہ عظیم الشان درسگاہ خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے حقیقی وموروثی سجادہ نشین حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں شب وروز فرزندانِ توحید ورسالت کی تعلیم وتربیت اور مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہے۔ جامعہ ہٰذا میں درس وتدریس کے علاوہ شعبۂ تصنیف وتالیف تحقیق وافتاء بھی قائم ہے۔ جس کی سرپرستی ونگرانی جامعہ ہٰذا کے سربراہ وبانی شاہ العلماء مفسر قرآن حضرت علامہ محمد منور حسین شاہ عزیزی مصباحی بحسن وخوبی فرمارہے ہیں۔ جامعہ ہٰذا کے تعلیمی وتعمیری منصوبوں کی تکمیل کے لئے تمام برادرانِ مداریت سے عطیات وامداد واعانت کی درخواست ہے۔
المعلن
شاہ العلماء مفسر قرآن
حضرت مولانا محمد منور حسین شاہ عزیزی مصباحی
شیخ الحدیث جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام
موضع جھہراؤں۔ پوسٹ سواڈانر۔ ضلع سدھارتھ نگر۔ پن کوڈ۔ 272152 (یوپی)
موبائل نمبر: 9838529210